تیسرا زاویہ

www.KitaboSunnat.com

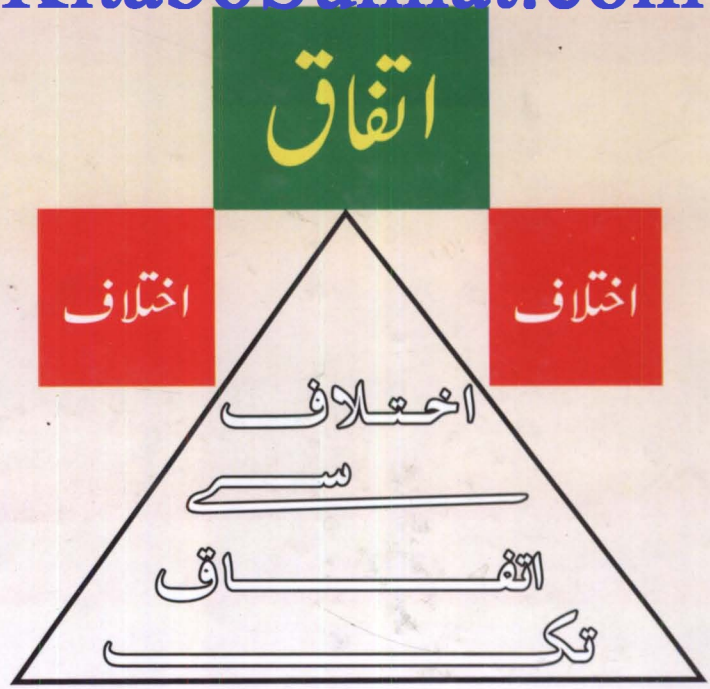

پروفیسر حمید اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

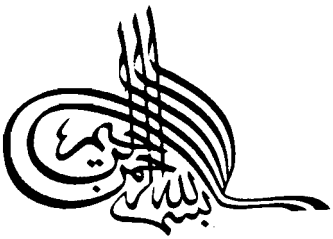

تیسرا زاویہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسرا زاویہ

(اختلاف سے اتفاق تک)

پروفیسر حمید اللہ

(اہتمام)

علم و عرفان پبلشرز

الحمد مارکیٹ، 40۔ اُردو بازار، لاہور

فون: 37352332-37232336

حکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق محفوظ

نام کتاب	تیسرا زاویہ
مصنف	پروفیسر حمید اللہ
ناشر	علم و عرفان پبلشرز، لاہور
مطبع	زاہدہ نوید پرنٹرز، لاہور
کمپوزنگ	محمد فاروق، محمد امجد
تعاون	محمد ناصر علی (پرنسپل دی سپیریئر سکول، گجرانوالہ)
تعاون ٹائٹل	کاشف جواد (آئی ٹی انسٹرکٹر)
سن اشاعت	ستمبر 2013ء
قیمت	-/300 روپے

.....ملنے کے پتے.....

علم و عرفان پبلشرز

الحمد مارکیٹ، 40۔ اُردو بازار، لاہور

اشرف بک ایجنسی
اقبال روڈ، کمیٹی چوک، راولپنڈی

کتاب گھر
اقبال روڈ، کمیٹی چوک، راولپنڈی

خزینہ علم و ادب
الکریم مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور

ویلکم بک پورٹ
اُردو بازار، کراچی

جہانگیر بکس
بوہڑ گیٹ، ملتان

رشید نیوز ایجنسی
اخبار مارکیٹ، اُردو بازار، کراچی

کشمیر بک ڈپو
تلہ گنگ روڈ، چکوال

شمع بک ایجنسی
بھوانہ بازار، فیصل آباد

ادارہ کا مقصد ایسی کتب کی اشاعت کرنا ہے جو تحقیق کے لحاظ سے اعلیٰ معیار کی ہوں۔ اس ادارے کے تحت جو کتب شائع ہوں گی اس کا مقصد کسی کی دل آزاری یا کسی کو نقصان پہنچانا نہیں بلکہ اشاعتی دنیا میں ایک نئی جدت پیدا کرنا ہے۔ جب کوئی مصنف کتاب لکھتا ہے تو اس میں اس کی اپنی تحقیق اور اپنے خیالات شامل ہوتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ آپ اور ہمارا ادارہ مصنف کے خیالات اور تحقیق سے متفق ہوں۔ اللہ کے فضل و کرم، انسانی طاقت اور بساط کے مطابق کمپوزنگ طباعت، تصحیح اور جلد سازی میں پوری احتیاط کی گئی ہے۔ بشری تقاضے سے اگر کوئی غلطی یا صفحات درست نہ ہوں تو از راہِ کرم مطلع فرمادیں۔ انشاء اللہ اگلے ایڈیشن میں ازالہ کیا جائیگا۔ (ناشر)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انتساب!

قبلہ والدِ گرامی

صوفی محمد شریفؒ

کے نام

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کی رضا کے لیے شریعت مطہرہ کی خدمت کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے اور جو کوئی بھی اس خدمت کے جذبہ صادقہ سے قدم بڑھائے یا قلم اٹھائے وہ پسندیدہ افراد میں شمار ہونے لگتا ہے۔

جبکہ یہ مرحلہ بڑا نازک ہے انتہائی احتیاط سے جملوں کا استعمال کرنا چاہئے تاکہ جزا کی بجائے سزا کا باعث نہ ہو جائے۔ اس کتاب تیسرا زاویہ میں چند ایک مقامات غور طلب ہیں۔ باقی کتاب اچھی کوشش کی آئینہ دار خصوصاً عقلی دلائل سے مزین کر کے عام فہم بنایا گیا اور مختلف رسومات اور معمولات میں زواید پر ناقدانہ بحث کی گئی جب بہت پسند آئی۔ اللہ تعالیٰ ہر اُمتی کو خلوص و وفا کا پیکر بنائے اور خدمت دین کو شعار بنانے کی توفیق دے۔ آمین

ڈاکٹر شہباز احمد عثمانی
مہتمم جامعہ نصرت الاسلام، گوجرانوالہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیباچہ

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ قرآن ہر کام میں ہماری رہنمائی کرتا ہے نہ صرف نیک کاموں میں بلکہ بُرے کاموں سے بچنے کے بارے میں بھی ہماری رہنمائی کرتا ہے۔ ایک ایسا کام (فعل) جس کی لپیٹ میں آج بنی نوع انسان حضرت آدم (علیہ السلام) سے لے کر قیامت تک رہے گی۔ پروفیسر حمید اللہ صاحب نے ایک انوکھا اور حیران کر دینے والا عنوان قرآن مجید کی آیات سے بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ جو میرے خیال میں آج تک کسی نے بھی اس عنوان کی طرف اس انداز میں بیان نہ کیا ہو گا۔ (دشمن) ایک ایسا عنوان ہے جو روئے زمین پر ازل سے ہے اور ابد تک قائم رہے گا۔ یہ دشمنی مابین حضرت آدمؑ اور شیطان کی دشمنی سے شروع ہوئی اور پھر شیطان نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ کیا کہ وہ بنی نوع انسان کو اس دشمنی کی لپیٹ میں رکھے گا اور ایک دوسرے کو آپس میں دشمن بنا دے گا۔ یہاں تک کہ وہ دوزخ میں چلے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ پروفیسر صاحب کے علم و عمل میں برکت دے اور ان کے زور قلم میں نکھار پیدا کرے اور ان کی اس کاوش کی بدولت ہمیں شیطان کی اس دشمنی کی زد سے محفوظ رکھے۔ (آمین ثم آمین)

ڈاکٹر محمد شہزاد احمد

پروفیسر گرینز گروپ آف کالجز

و پرنسپل مدینۃ العلم آئیڈیل ہائی سکول (گوجرانوالہ)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کچھ ٹائٹل کے بارے میں

کتاب ہذا کا ٹائٹل زبان حال سے پوری کتاب کے مندرجات کی عکاسی کر رہا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **واعتصموا بحبل الله جميعاً ولا تفرقوا** ۔(ترجمہ) "اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ مت ڈالو"۔ یہاں تفرقے کی تو بالکل گنجائش ہی نہیں ہے۔ البتہ اختلاف کی اگر کوئی ہلکی سی گنجائش نکلتی ہے تو اتنی سی کہ اسے رحمت کی خاطر اپنایا جائے اور اتفاق کی گود میں بیٹھ کر حل کیا جائے بس اسی خیال کے پیش نظر یہ کتاب لکھی گئی ہے اور ٹائٹل کا پیغام بھی یہی ہے کہ اختلاف کے دو چھوٹے اور برابر برابر زاویہ نگاہ ہوتے ہیں۔ جبکہ اتفاق کا ان دونوں سے بڑا ایک ہی زاویہ نگاہ ہوتا ہے اور وہ ہوتا ہے تیسرا زاویہ جس کا نام ہے۔

اختلاف سے اتفاق تک

اختلاف	اتفاق
(۱) اختلاف میں الجھنیں اور پیچ راستے ہوتے ہیں۔	(۱) جبکہ اتفاق میں تمام راستے سیدھے اور آسان ہوتے ہیں۔
(۲) اختلاف کا ایریا (Area) کم ہوتا ہے۔	(۲) جبکہ اتفاق کا ایریا (Area) بہت وسیع ہوتا ہے۔
(۳) اگر ایک طرف کا اختلاف اپنی جگہ سے تھوڑا سا آگے بڑھے اور دوسری طرف کا اختلاف اپنی جگہ سے تھوڑا سا پیچھے آ جائے تو دونوں اختلاف۔	(۳) تیسرے زاویے کے اتفاق پر اکٹھے ہو سکتے ہیں۔
(۴) اختلاف میں چھوٹے چھوٹے گروہوں کا تصور ملتا ہے۔	(۴) جبکہ اتفاق میں ایک بڑی جماعت کا تصور موجود ہے۔
(۵) اختلاف میں آنکھ کو دائیں یا بائیں ٹیڑھا کرنا پڑتا ہے۔	(۵) جبکہ تیسرے زاویے میں آنکھ سیدھی رہتی ہے۔
(۶) اختلاف سے اتفاق کا سفر صرف ایک قدم ہے۔	(۴) جبکہ اختلاف کو اختلاف تک آنے میں اتفاق کا بہت بڑا میدان عبور کرنا پڑتا ہے۔

ٹائٹل کی تائید کرتے ہوئے عرض ہے کہ اس کتاب میں زیادہ تر اختلافی عنوانات اتفاقی انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے قارئین بتائیں گے کہ بندہ اس میں کس حد تک کامیاب رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری نیت کی خالصیت کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا کر کے اس کاوش کو لوگوں کیلئے مفید بنائے۔ آمین (حمید اللہ)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کچھ کتاب اور صاحبِ کتاب کے بارے میں

محترم جناب پروفیسر حمید اللہ قادری بڑی باصلاحیت اور اُردو زبان و ادب کی ایک ممتاز شخصیت ہیں۔ بنیادی طور پر آپ کا تعلق شعبۂ مکینیکل انجینئرنگ سے ہے لیکن علوم اسلامیہ میں بھی وسیع اور گہرا مطالعہ رکھتے ہیں۔ مختلف موضوعات پر ان کے کئی تحقیقی مقالات منظر عام پر آ چکے ہیں۔ تحقیق و جستجو ہی ان کا ذوق و شوق اور اوڑھنا بچھونا ہے۔ ٹیوٹا (Tevta) کے فنی تعلیمی اداروں کے لیے بھی موصوف نے سائنٹفک انداز طلباء کے لیے کتب تحریر کی ہیں لیکن زیرِ نظر کتاب پروفیسر صاحب کا طویل تحقیقی مقالہ ہے جس کا عنوان انھوں نے ''اختلاف سے اتفاق تک'' تجویز کیا ہے۔ اس تحقیقی مقالہ میں انھوں نے قارئین کو یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ اختلاف میں الجھنیں اور پر پیچ راستے ہوتے ہیں جبکہ اتفاق میں تمام راستے سیدھے اور آسان ہوتے ہیں۔

اختلافِ رائے کو اتفاقِ رائے کی شکل و صورت دینا ہی حضور نبی رحمتؐ اور آپؐ کے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا معمول تھا۔ موجودہ دور میں اس سنت پر عمل کرنے کی اشد ضرورت ہے نہ کہ اختلاف کی بنیاد پر ایک الگ گروہ یا فرقہ تشکیل دے کر اُمت مسلمہ کو مزید تقسیم در تقسیم کیا جائے۔ جتنا آج موجودہ دور میں اتفاق و اتحاد کی ضرورت ہے شاید کبھی نہ ہو اختلاف سے اتفاق کا سفر صرف ایک قدم ہے اور بعض اوقات یہ قدم اپنے اندر رکھنا پڑتا ہے کیونکہ بعض اوقات اختلاف کو ذاتی عناد اور انا کا مسئلہ بنا لیا جاتا ہے۔ جس سے معاملہ اتنا الجھ جاتا ہے کہ آگے چل کر یہ معاملہ بڑھتا ہوا خون ریز جنگوں کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔

پروفیسر صاحب نے بہت سارے اختلافی مضامین کو اتفاقی انداز میں پیش کرنے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی کوشش کی ہے اور اپنی اس کوشش میں کافی حد تک کامیاب بھی رہے ہیں۔ بہت سارے متنازعہ دینی مسائل اور عام دنیوی معاملات میں اختلاف کی حقیقت کیا ہے اور اس اختلاف رائے کو کس طرح اتفاق رائے میں بدلا جاتا سکتا ہے۔ اس کے لیے مثبت انداز فکر اپنانے کی ضرورت ہے اور مثبت انداز فکر ہی سے اختلاف کو ایک خوبصورت سا موڑ دے کر اتفاق کی شاہراہ پر ڈالا جا سکتا ہے۔ مصنف نے پوری کتاب میں یہی انداز فکر اپنایا ہے احقر کو متعدد مرتبہ فاضل مصنف کی محفل میں شرکت کا اتفاق ہوا ہے ان کی گفتگو لایعنی نہیں بلکہ علم وعرفان اور دانائی وحکمت سے بھرپور ہوتی ہے۔ میرا خیال ہے کہ جو شخص بھی اس کتاب کا بغور مطالعہ کرے گا۔ اختلافات کی حقیقت کے بارے میں اس کی تشفی ہو جائے گی اور یہ بھی ممکن ہے کہ نہ ہو لیکن یہ ضرور ہے کہ قاری ایک نئے اور خاص علم اور حکمت عملی سے سیراب اور نہال ہو جائے گا۔ پروفیسر حمید اللہ مدظلہ العالی کی یہ مخلصانہ سعی خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضا اور مفادِ عامہ کے لیے ہے نہ کہ نام ونمود اور صاحبِ کتاب بننے کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی پرخلوص ''کاوش'' کو اپنے ہاں سندِ قبولیت عطا فرمائے اور دنیا میں باعث عزت اور آخرت میں ذریعہ نجات بنا دے۔ آمین

احقر العباد
آصف ڈار
صدر: آل پاکستان رائٹرز آرگنائزیشن
گوجرانوالہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فہرست عنوانات

باب 1	ہمارے مسائل	15
باب 2	دشمن	35
باب 3	تخلیق اشرف	60
باب 4	غیب اور علم غیب	85
باب 5	سالگرہ	108
باب 6	عروج و نزول	125
باب 7	اعلیٰ عبادت مضمون ملاوٹ	178
باب 8	حق و باطل کا سفر (ایک تسلسل)	196
باب 9	وسیلہ	235
باب 10	اسلام میں سائنسی حقائق	268

حکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 1

مندرجات

☆	شب قدر	16
☆	متنازعہ مسائل کی حقیقت	19
☆	آئمہ فقہ	19
☆	نام محمد ﷺ پر انگوٹھے چومنا	20
☆	اذان کے بعد درود شریف پڑھنا	21
☆	آمین بالجہر اور بالسر	22
☆	رفع یدین کرنا نہ کرنا	22
☆	ٹوپی اور نماز۔۔۔شرائط نماز، ارکان نماز، نتیجہ	23
☆	قدیر اور عبدالقدیر	24
☆	اداء ادب اور عبادت	27
☆	قربانی۔۔۔قربانی کا فلسفہ	30

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

شب قدر

☆سورۃ قدر۔ انا انزلنہ فی لیلۃ القدر۔۔۔۔۔۔خیر من الف شھر۔۔۔۔۔۔سلام ھی حتی مطلع الفجرo

یہ رات عبادت کے لحاظ سے ہزار مہینے۔۔۔۔۔83 سال 4 ماہ کے برابر ہیں۔ سوال یہ ہے کہ رات ایک ہے تو ہزار مہینے سے بڑی کیسے ہوگئی؟ یہ گنتی کیسے گنی جائے؟ اور کیسے جانی جائے؟

اس کیلئے ایک جواب تو یہ ہے کہ اللہ نے چونکہ اپنے قرآن میں کہہ دیا کہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے تو بغیر دلیل کے بھی مان لیا کہ ہاں یہ رات ہزار مہینے سے بہتر ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ قرآن ہی کئی مقامات پر تھوڑے وقت کو زیادہ اور زیادہ کو تھوڑا کر کے بیان کرتا ہے۔ سورۃ البقرہ آیت نمبر 259۔

حضرت عزیر (علیہ السلام) کا گزر ایک بستی سے ہوا۔ وہ اپنی چھتوں پر گری پڑی تھی۔ عزیر (علیہ السلام) نے سوچا کہ اللہ اسے موت کے بعد کیسے زندہ کرے گا؟ یہ سوچنے کی دیر تھی کہ اللہ نے عزیر (علیہ السلام) کو 100 برس کیلئے موت جیسی نید دے دی۔ جب اٹھے تو اللہ نے پوچھا عزیر (علیہ السلام) کتنی دیر یہاں ٹھہرے رہے؟ عزیر (علیہ السلام) نے عرض کی ایک دن یا دن کا کچھ حصہ۔ اللہ نے فرمایا نہیں تم یہاں 100 برس پڑے رہے۔ عزیر (علیہ السلام) کے نزدیک ایک دن لیکن اللہ کے نزدیک 100 سال۔ اسی طرح ہمارے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

لیے یہ ایک رات عبادت کی ۔اللہ کے نزدیک یہ عبادت میں (1000) ہزار مہینوں سے بہتر شمار ہوتی ہے ۔

اسی طرح سورۃ کہف میں اللہ تعالیٰ اصحاب کہف کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ جب وہ سو کر اٹھے تو ایک دوسرے سے کہنے لگے بہت سو لیا اب بھوک لگی ہے ۔کوئی ایک جا کر شہر سے کھانا لے آئے ۔ جب کھانا لینے ایک آدمی گیا تو پتہ چلا کہ یہاں تو صدیاں گزر چکی ہیں اور اصحاب کہف کو صرف ایک دن کا کچھ حصہ محسوس ہوا۔

اب انا انزلنہ میں ہ کی ضمیر قرآن کی طرف اشارہ کرتی ہے ۔ترجمہ یہ ہے کہ ہم نے نازل کیا قرآن کو قدر والی رات ۔قارئین! قرآن بھی قدر والا ۔کیونکہ اللہ کا کلام ہے ۔

رات بھی قدر والی تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ پہلے قدر والا کون ہے ؟ قرآن یا رات؟ صاف ظاہر ہے قرآن اللہ کا کلام ہے تو پہلے قرآن قدر والا ہوا بعد میں رات قدر والی ہوگئی

لیکن یہاں قرآن کی بجائے "پہلے "رات کو قدر والی کہا جا رہا ہے؟ وجہ کیا ہے؟

ایک مثال سے یہ بات سمجھاتا ہوں ۔ایک مہمان کا پتہ چلا کہ آپ کے گھر آ رہا ہے ۔مہمان بڑا V.I.P ہے ۔ جیسے آپ کے شیخ، پیر صاحب ہوں ۔

آپ ضرور سوچیں گے کہ کمرے ہمارے ایک جیسے ہیں لیکن مہمان ہمارا چونکہ بڑی قدر والا اور مرتبے والا ہے ۔لہٰذا ایک کمرے کو ایسا تیار کر لیں کہ وہ مہمان کے شایان شان ہو۔ پھر آپ مہمان کی ساری ضرورتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے کمرے کو تیار کریں گے ۔ تو آپ نے اپنے قدر والے مہمان کیلئے پہلے اپنے کمرے کو قدر والا اور ان کی شان کے لائق بنایا ۔ دوسری مثال اگر گورنمنٹ کا کوئی افسر کہیں دورے پر جائے تو گورنمنٹ اسے وہاں رہائش کیلئے مکان دیتی ہے ۔ جو مکان گورنمنٹ دیتی ہے وہ افسر کے گریڈ کے مطابق ہوتا ہے ۔اگر افسر کی شان کے مطابق مکان میسر نہ ہو تو اجازت ہوتی ہے کہ افسر کسی اعلیٰ ہوٹل میں قیام کرے۔

بس یہی حال اس رات کا ہے ۔ رات تو یہ عام تھی ۔قرآن کے نزول نے اسے خاص بنا دیا ۔اس بات کو حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے ۔

"اس رات اللہ نے قدر والی کتاب (قرآن) قدر والی امت کیلئے صاحب قدر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

رسول ﷺ کی معرفت نازل کی "(تین بار قدر) مطلب یہ ہوا کہ تین قدروں نے اس رات کو قدر والا بنا دیا۔ امام زہریؒ قدر کا معنی ۔۔مرتبہ بیان کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ رات تمام راتوں سے مرتبہ میں بلند ہے۔ یہی بات قرآن نے کہی ہے۔ خیر من الف شھر۔ ہزار مہینوں سے افضل ہے۔(مرتبہ میں) خازن بیان کرتے ہیں کہ قدر کا معنی ہے " تنگی "چونکہ نزول کثرت ملائکہ نے زمین کو اس رات تنگ کر دیا ہوتا ہے تو قرآن کہتا ہے۔

تنزل الملائکۃ والروح۔اس رات ملائکہ اور روح کا نزول ہوتا ہے۔

اب روح کیا ہے؟ ایک معنی جو آئمہ تفسیر کرتے ہیں۔ وہ ہے جبرائیل امین۔ حالانکہ جبرائیل (علیہ السلام) بھی تو ملائکہ میں شامل ہے۔ پھر یہاں علیحدہ سے جبرائیل (علیہ السلام) کا ذکر کیوں؟اس کا مطلب یہ ہے کہ فرشتوں کے ساتھ جبرائیل (علیہ السلام) ان کا سردار بن کر نازل ہوتا ہے۔اور اگر جبرائیل (علیہ السلام) کو بھی فرشتوں میں شامل کر لیا جائے تو پھر روح کا مطلب کیا ہے؟ اس کے بھی آگے دو معانی بنتے ہیں جب روح ایک اسم ہو یعنی نام ہو تو ایک ہی نام ہے جو اس نام کے ساتھ آسمانوں پر موجود ہے وہ ہے عیسیٰ روح اللہ تو معنی یہ بنے گا کہ ملائکہ اور عیسیٰ (علیہ السلام) کا نزول ہوتا ہے اور جب روح کو ایک اشارہ مان لیا جائے جو تمام انبیاء، تمام اولیاء، تمام صالحین کی ارواح کی طرف اشارہ کرتی ہو تو معنی یہ بنے گا کہ تمام ملائکہ اور تمام پاک روحوں کا اس رات نزول ہوتا ہے۔ جو اللہ کی رحمت اور برکت کی طرف اشارہ ہے۔ آگے حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) راوی ہیں کہ اس رات ایک سال کی تقدیر و فیصلے کا قلمدان فرشتوں کو سونپا جاتا ہے اور قرآن کہتا ہے باذن ربھم من کل امر o خیر و برکت کے تمام امور اور ان کے رب کا اذن(اجازت) ۔اب اس رات کا اپنا حال یہ ہوتا ہے کہ اپنے عبادت گزار بندوں کو بھی نوازتی چلی جاتی ہے۔ امام ابو بکر الوراق اور امام قرطبی بیان کرتے ہیں کہ یہ رات عبادت کرنے والے کو صاحب قدر بنا دیتی ہے اگرچہ وہ اس قابل نہ تھا۔ قرآن کہتا ہے سلام ھی ۔یہی رات تو سلامتی والی ہے جو اس کو پالے گا سلامتی والا بن جائے گا۔ جو سلامتی والا ہو وہی قدر والا ہوتا ہے۔ پتہ یہ چلا کہ یہ رات تھی تو عام رات لیکن نزول قرآن نے اسے قدر والی بنا دیا۔ آگے یہ لوگوں کو قدر والا بناتی رہتی ہے۔

حکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ متنازعہ مسائل کی حقیقت

آج کا دور علمی تنزلی کا دور ہے۔ خصوصاً دینی علم، المیہ یہ ہے کہ عمل بہت زیادہ ہے لیکن عالم بہت ہی کم۔ بہت سے پڑھے لکھے نوجوان دینی علم کی طرف مائل ہی نہیں ہیں آج کا نوجوان انجینئر، ڈاکٹر اور اکانومسٹ بننا تو پسند کرتا ہے مگر عالم بننا پسند نہیں کرتا۔ یہی حال والدین کا ہے کہ والدین کی اکثریت ماڈرن علم کے حصول کو ترجیح دیتے ہیں۔ اس حال میں دینی علم کہاں سے آئے گا۔ پھر ایک دوسرا پہلو اس سے بھی زیادہ تکلیف دہ ہے۔ وہ یہ کہ گرمیوں کی تپتی دوپہر کو گاؤں کے اکلوتے بوہڑ کے درخت کی چھاؤں میں بیٹھے تاش کھیلتے اور حقہ پیتے ہوئے بوڑھے، بارہ ٹینی اور پاشا کھیلتے ہوئے نوجوان رات کو چاند کی ٹھنڈی چاندنی میں کسی حویلی کے صحن میں چار پائیوں پر بیٹھے گپیں لگاتے اور چغلیاں کرتے ہوئے لوگ، شام کے بعد محلے کے چوراہے میں کھڑے بجلی اور بجلی والوں کا سیاپا کرتے ہوئے محلے دار اور گورنمنٹ کے دفتروں اور اداروں میں لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے کرسیوں پر بیٹھے ہوئے ناکارہ اور فارغ ملازمین۔ کسی فوتیدگی والے گھر پھوڑی پر فاتحہ خوانی اور تعزیت کیلئے بیٹھے ہوئے ویلے لوگ جب دینی مسئلے پر بات کرتے ہیں تو ہر کوئی اس مسئلے پر اپنی رائے دینا اور بحث میں حصہ لینا اپنا فرض منصبی سمجھتا ہے۔ ایسی حالت میں دینی علم کے بارے میں کیا کہیے پورے دین کو ہی خطرہ لاحق ہے۔

☆ آئمہ فقہ:۔ قرآن تو اس سلسلے میں یہ کہتا ہے۔

وما کان المومنون لینفروا کآفۃ○

(ترجمہ) اور یہ تو ہو نہیں سکتا کہ سارے کے سارے مسلمان (ایک ساتھ) نکل کھڑے ہوں۔

فلولا نفر من کل فرقۃٍ منھم طآئفۃ لیتفقھو فی الدین○

تو ان میں سے ہر ایک گروہ (یا قبیلہ) کی ایک جماعت کیوں نہ نکلے کہ وہ لوگ دین میں تفقہ (خوب فہم و بصیرت) حاصل کریں۔ سورۃ توبہ آیت نمبر 122۔

قرآن مجید کی رو سے یہ کام تو آئمہ فقہ اور علماء کا تھا لیکن بدقسمتی سے ہتھے چڑھ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا جہلا کے ۔اللہ تعالیٰ دین اسلام کی حفاظت فرمائے۔ اب آئمہ فقہ کا مختصر تعارف سن لیجئے۔

☆ حضرت امام اعظم امام ابو حنیفہؒ ۔۔۔

حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اپنے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو اپنی آنکھوں پر پھیرا اور کہا قرۃ عین بک یا رسول اللہ بعد میں حضرت بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اذان ختم کی تو حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے آپ ﷺ نے فرمایا۔ "جو شخص تیری طرح محبت میں میرا نام سن کر آنکھوں سے لگائے گا اور جو تم نے کہا وہ کہے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے نئے پرانے بھول کر یا ارادۃ ظاہر اور باطن کے تمام گناہوں سے درگزر فرمائے گا اور میں اس کی بخشش کی درخواست کروں گا۔ (تفسیر روح البیان)

☆ اذان کے بعد درود شریف پڑھنا

نبی پاک ﷺ کی ایک حدیث جس کے راوی حضرت عبداللہ بن عمر بن العاص (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) ہیں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم موذن کی اذان سنو تو جو کلمات وہ کہے وہ تم بھی اس کے ساتھ ساتھ کہو۔ جب اذان ختم ہو جائے تو مجھ پر درود شریف پڑھو۔ درود شریف کے بعد میرے لیے وسیلے کا سوال کرو۔ وہ جنت میں ایسا مقام ہے جو اللہ نے اپنے خاص قرب والے بندے کے لیے بنایا ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ خاص بندہ میں ہی ہوں گا

جو شخص اس طریقہ سے میرے لیے وسیلہ کا سوال کرتا ہے۔ اس کیلئے میری شفاعت لازم ہوگئی۔ (القول البدیع صفحہ 139)

ایک دوسری روایت میں حضرت جابر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بیان کرتے ہیں۔ فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ نے کہ جو شخص دعائے وسیلہ پڑھے اور مجھ پر درود شریف بھیجے اللہ اس کی دعا قبول کرتا ہے (القول البدیع صفحہ 140)۔

آمین بلند نہ کہنے کا بیان

☆ حدیث صحیح ہے اور حضرت وائل بن حجر اس کے روای ہیں کہ جب آپ ﷺ نے نماز کے دوران غیر المغضوب علیھم والا الضالین پڑھا تو کہا آمین اور آپ ﷺ نے آواز کو پست رکھا۔ یہ روایت امام ترمذی نے سنن ترمذی میں امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند میں اور امام حاکم نے اپنی مستدرک میں بیان کی ہے۔

☆ ایک دوسری روایت جو ابو وائل نے کی ہے کہ حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنہ) اور حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) تسمیہ، تعوذ اور آمین بلند آواز سے نہیں کہتے تھے۔ یہ حدیث امام طبرانی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے المعجم الکبیر اور امام ہیثمی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے مجمع الزوائد میں بیان کی ہے۔

☆ پھر یہی حدیث امام عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں۔امام طحاوی نے شرح معانی الآثار میں اور امام ہندی نے کنزالعمال میں بھی بیان کی ہے۔

آمین بلند نہ کہنے کی وجہ

احناف بالسر کے قائل ہیں اور وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ آمین دعا ہے اور دعا کی اصل یہ ہے کہ آہستہ کی جائے۔ دلیل یہ ہے ادعو ربکم تضرعا وخفیۃ۔ترجمہ: اپنے رب سے عاجزی سے اور چپکے چپکے دعا کیا کرو۔دوسری دلیل یہ ہے کہ آمین قرآن کا لفظ بھی نہیں لہٰذا یہ آہستہ کہنے کی چیز ہے۔حضور ﷺ بھی کبھی کبھی آمین بلند آواز میں کہتے تھے تاکہ لوگوں کو تعلیم مل جائے کہ یہاں آمین کہنا ہے۔بالکل خاموش نہیں رہنا۔اختلاف جواز میں نہیں ہے بلکہ افضلیت میں ہے۔

رفع یدین نہ کرنے کا بیان

حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ، حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور حضرت عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ساتھ نماز پڑھی۔ یہ حضرت نماز کے شروع میں ہی اپنے ہاتھ بلند کرتے تھے۔ یہ حدیث مندرجہ ذیل آئمہ حدیث نے اپنی اپنی کتب میں بیان کی ہے۔

☆امام دارقطنی نے اپنی سنن میں ☆ امام ابویعلیٰ نے اپنی مسند میں
☆ امام بیہقی نے اپنی سنن الکبریٰ میں ☆ امام ہیثمی نے مجمع الزوائد میں

اور صحاح ستہ کی اکثر کتب میں یہ حدیث آئی ہے۔اختلاف۔امام شافعیؒ، امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک رفع یدین کرنا مستحب عمل ہے۔ جبکہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک یہ مستحب نہیں بلکہ وہ کہتے ہیں کہ رفع یدین کرنا حضور ﷺ کا ابتدائی عمل تھا اور رفع یدین نہ کرنا حضور ﷺ کا آخری عمل ہے۔یہاں تک تو بات ہوگئی اختلاف کی اب ذرا مروت کی بھی بات سن لیں۔تاریخ کی کتابوں میں مروت بین المسالک کے کئی واقعات

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہیں ان میں ایک واقعہ پیش خدمت ہے۔ امام شافعیؒ اور امام ابو حنیفہؒ کے شاگردوں میں ایک علمی نکتے پر بحث کیلئے وقت اور جگہ کا تعین کرتے وقت طے یہ پایا کہ حنفی درسگاہ میں فلاں نماز اکٹھے پڑھنے کے بعد مسئلے پر بحث کر لیں گے۔ اب امام شافعیؒ نے اپنے شاگردوں کو بتایا کہ دیکھو ہم آج امام ابو حنیفہؒ کی درسگاہ میں جا رہے ہیں۔ فلاں نماز ہم نے وہاں پڑھنی ہے۔ لہٰذا تم نے رفع یدین نہیں کرنا اور آمین بالجہر بھی نہیں کہنی۔ شاگردوں نے پوچھا ایسا کیوں کرنا ہے جبکہ آپ کی تحقیق تو رفع یدین اور آمین بالجہر ہے۔ امام شافعیؒ نے کہا کہ ہم امام اعظم یعنی ایک بہت بڑے امام کی بارگاہ میں جا رہے ہیں مجھے ان کے سامنے اپنی تحقیق پر عمل کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ لہٰذا مروت کا تقاضہ یہی ہے کہ ہم وہاں رفع یدین نہ کریں۔ اور آمین بالجہر بھی نہ کہیں۔ ادھر دوسری طرف امام حنیفہؒ کے شاگردوں نے یہ طے کیا کہ امام شافعیؒ وقت کے امام ہیں اور ہمارے مہمان بننے والے ہیں۔ لہٰذا آج فلاں نماز میں رفع یدین کرنا ہے اور آمین بالجہر بھی کہنی ہے۔ پھر وقت مقررہ پر دو مختلف مکتبہ فکر کے لوگ اکٹھے ہوئے اور تاریخ نے اس کی منظر کشی بیان کرتے ہوئے بتایا ہے کہ نماز میں دونوں فریقوں نے مروت کا وہ اعلیٰ نمونہ پیش کیا جو مسالک کو مشعل راہ کے طور پر اپنانا چاہیے۔ وہ یہ کہ جو لوگ رفع یدین کے قائل تھے انہوں نے رفع یدین نہ کیا اور جو لوگ قائل نہ تھے انہوں نے رفع یدین کیا اور آمین بالجہر بھی کہی۔ آج ہم سوچیں کہ ہم کس مقام پر ہیں؟

نماز اور ٹوپی کا تعلق سمجھنے کیلئے ہم جن چیزوں کا جائزہ لیں گے ان میں سات چیزیں نماز شروع ہونے سے پہلے ہیں اور سات چیزیں نماز کے اندر ہیں۔ نماز سے پہلے کی سات چیزوں کو شرائط نماز کہتے ہیں اور نماز کے اندر کی چیزوں کو ارکان نماز کہتے ہیں۔ ان چودہ چیزوں میں ایک بھی رہ جائے تو نماز نہیں ہوگی۔

☆ شرائط نماز

☆ جسم پاک ہونا اور وضو کرنا ☆ کپڑوں کا پاک ہونا ☆ جگہ کا پاک ہونا ☆ ستر عورت، مرد کیلئے پردہ ناف سے گھٹنوں تک، عورت کیلئے پردہ چہرہ اور ہتھیلیوں کے سوا باقی جسم ڈھانپنا ☆ نیت کرنا دل کا پکا ارادہ کرنا ☆ استقبال قبلہ: قبلہ کی طرف منہ کر کے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کھڑے ہونا ☆ نماز کا وقت ہونا

☆ ارکان نماز

☆ تکبیر تحریمہ ☆ قیام ☆ قرات ☆ رکوع
☆ سجدہ ☆ قعدہ اخیرہ ☆ خروج عن الصلوٰۃ

آپ نے دیکھا چودہ چیزیں بڑی اہم ہیں ان میں ایک چیز کا نام بھی ٹوپی نہیں ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ ٹوپی کا رواج کیوں ہے؟ فرائض نماز میں تو ٹوپی نہیں ہے لیکن سنت نبوی میں ٹوپی بھی ہے اور پگڑی بھی نبی پاک ﷺ ہر وقت ٹوپی پہنے رکھتے تھے حتی کہ بیت الخلاء میں بھی ٹوپی سر مبارک پر ہوتی تھی۔

پگڑی نبی پاک ﷺ کے لباس کا حصہ تھی اور پورے عربی معاشرے میں مروج تھی۔ سوائے حج کے ایام میں۔ ٹوپی اور پگڑی کے استعمال سے دو سنتوں کا ثواب ملتا ہے۔

ایک سنت سر ڈھانپنے کی اور دوسری سنت ٹوپی یا پگڑی سے سر ڈھانپنے کی۔ یہ بھی حدیث پاک ہے کہ ایک سنت زندہ کرنا 100 شہیدوں کا ثواب پھر ٹوپی پہننا یا پگڑی پہننا ایسی ہی سنت ہے جیسی مسواک کرنا۔

☆ نتیجہ

نماز اور ٹوپی کی اس گفتگو میں نتیجہ یہ نکلا کہ ٹوپی اور پگڑی نبی پاک ﷺ کے لباس اور پہناوے کا حصہ تھی۔ آپ ﷺ ہر وقت یہ زیب تن رکھتے تھے صرف نماز کیلئے ہی نہیں پہنتے تھے بلکہ ہر وقت جو لباس آپ ﷺ پہنتے تھے ٹوپی یا پگڑی بھی ساتھ شامل ہوتی تھی۔ لہٰذا ٹوپی یا پگڑی کے بغیر نماز ادا ہو جاتی ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص ٹوپی یا پگڑی نماز کے وقت یا نماز کے علاوہ استعمال کرتا ہے تو اس کو دو سنتوں کا ثواب الگ سے ملے گا۔

☆ قدیر اور عبدالقدیر

ان اللہ علی کل شیء قدیرo اور

ان الانسان علی بعض شیء عبدالقدیرo

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

البقرہ آیت نمبر 259۔ او کالذی مر علی قریۃ

ترجمہ: اسی طرح اس شخص کو (نہیں دیکھا) جو ایک بستی پر سے گزرا جو اپنی چھتوں پر گری پڑی تھی۔

وھی خاویۃ علی عروشھا ج قال انی یحی ھذہ اللہ بعد موتھا ج فاماتہ اللہ مائۃ ثم بعثہ ط قال کم لبثت ط قال لبثت یوماً او بعض یوم ط قال بل لبثت مائۃ عام فانظر الیٰ طعامک وشرابک لم یتسنہ ج وانظر الی حمارک ولینجعلک ایۃً للناس و انظر الی العظام کیف ننشزھا ثم نکسوھا لحماً ط قال اعلم ان اللہ علی کل شیء قدیرo

تو اس (عزیر علیہ السلام) نے کہا اللہ اس کی موت کے بعد اسے کیسے زندہ کرے گا۔ پس اللہ نے اسے سو برس تک مردہ رکھا پھر اسے زندہ کیا۔ اللہ نے پوچھا تو یہاں (مرنے کے بعد) کتنی دیر ٹھہرا رہا۔ (عزیر علیہ السلام) نے کہا میں ایک دن یا ایک دن کا کچھ حصہ۔ فرمایا نہیں تو سو برس پڑا رہا۔ پس تو اپنے کھانے اور پینے کی چیزوں کو دیکھ وہ باسی بھی نہیں ہوئیں۔ اور اب اپنے گدھے کی طرف نظر کر جس کی ہڈیاں بھی سلامت نہیں رہیں۔ اور یہ اس لیے کہ ہم تجھے لوگوں کیلئے اپنی قدرت کی نشانی بنا دیں۔ اور اب ہڈیوں کی طرف دیکھ ہم انہیں کیسے جنبش دیتے اور اٹھاتے ہیں۔ پھر انہیں گوشت کا لباس پہناتے ہیں۔ جب یہ معاملہ عزیر (علیہ السلام) پر خوب آشکار ہو گیا تو بول اٹھا میں (مشاہداتی یقین سے) جان گیا ہوں کہ بے شک اللہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔

اس آیت میں اللہ نے اپنی قدرت کی کئی نشانیوں کا ذکر کیا ہے۔ ☆ ایک بستی کا مردہ ہونے کے بعد اس کا زندہ کرنا۔ ☆ ایک نبی کا سو برس تک موت کی حالت جیسی نیند میں رہنے کے بعد اٹھنا۔ ☆ اپنے نبی پر 100 برس کا عرصہ ایک دن میں گزار دینا۔ ☆ اپنے نبی کے کھانے اور پانی پر 100 برس گزارنا اور باسی نہ ہونے دینا۔ ☆ پھر 100 برس

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

گدھے پر گزارا اور اس کی ہڈیاں بھی سلامت نہ رہیں۔ یعنی دو چیزیں اکٹھی پڑی ہیں ایک پر پورا 100 برس گزار دیا اور دوسری پر چند منٹ میں 100 برس گزار دیا۔ یہ اس کی قدرت کی نشانی ہے۔ وہ قدیر جو ہے۔ ☆ گدھے کی مردہ ہڈیوں میں جنبش ہونے کے بعد اٹھ کھڑی ہونا۔ پھر ان ہڈیوں پر گوشت کا لباس پہنانا اللہ تعالیٰ ان قدرتوں کا ذکر کر کے تو پھر کہتا ہے۔

ان اللّٰہ علیٰ کل شیءٍ قدیر۔

چونکہ ساری کائنات اس نے خود بنائی ہے۔

لہٰذا اپنی ہر تخلیق کے بارے میں کلی علم رکھتا ہے کیسے یہ تخلیق مردہ کرنی ہے؟ کب اور کیسے اسے زندہ کرنا ہے؟ ان تمام مندرجہ بالا امور کو سمجھنے کیلئے انسان کی کچھ مثالیں دیتے ہیں۔ جہاں اللہ تعالیٰ نے پوری کائنات تخلیق کی پھر اس کائنات میں اٹھارہ ہزار مخلوقات بنائی ہیں۔ وہاں انسان چونکہ اسی قدیر کا "عبد" ہے۔ تو "قدیر" کا رنگ اس کے "عبد" میں نظر آتا ہے۔ جو چیز قدیر نے تخلیق کی اسے سنوارے یا بگاڑے یہ اس کی مرضی اسی طرح جو چیز "عبدالقدیر" نے تخلیق کی اسے سنوارے یا بگاڑے۔

☆ فرج کی مثال لیں۔ جب یہ فیکٹری میں زیر تخلیق تھا تو یہ پرزہ پرزہ تھا۔ پھر مکینک نے ان کو اپنی اپنی جگہ اکٹھا کر کے جوڑ دیا تو موجودہ فرج کی شکل بن گئی۔ پھر اس کو روح کی شکل میں بجلی فراہم کر دی گئی۔ تو اس کے اندر کا پورا نظام کام کرنے لگ گیا۔ اب ہوتا کیا ہے؟ کہ کبھی کبھی بوقت ضرورت یہی "عبدالقدیر" (انسان) فرج سے اس کی روح (بجلی) منقطع کر دیتا ہے تو فرج مردہ ہو جاتی ہے۔ پھر کبھی کبھی ایسے ہوتا ہے کہ فرج کے اندرونی نظام میں کوئی خرابی ہو جاتی ہے یا کوئی پرزہ تھوڑا سا ڈھیلا کر دیتے ہیں تو روح (بجلی) ہونے کے باوجود وہ کام نہیں کرتی بلکہ مردہ ہوتی ہے۔ جب مکینک اس خرابی کو دور کر دیتا ہے تو وہ اس ڈھیلے پرزے کو کس دیتا ہے تو فرج روح کو قبول بھی کرتی ہے۔ اور کام بھی شروع کر دیتی ہے۔ یعنی زندہ ہو جاتی ہے۔ یہ تو تھا کہ مردوں کو زندہ کرنے کے حوالے سے اللہ تعالیٰ۔ ان اللہ علی کل شیءٍ قدیرo اور انسان۔ ان الانسان علی بعض شیءٍ عبدالقدیر o دوسری بات جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عزیر (علیہ السلام) سے پوچھا کہ یہاں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتنی دیر ٹھہرے رہے؟ تو انہوں نے کہا ایک دن یا ایک دن کا کچھ حصہ۔ ہم انسانوں پر ہر رات یہ کیفیت طاری ہوتی ہے حالانکہ ہم زندہ ہوتے ہیں۔ رات کو جب سوتے ہیں تو گہری نیند کے بعد جونہی بیدار ہوتے ہیں تو ایسے لگتا ہے جیسے چند منٹوں میں سات آٹھ گھنٹوں کی رات گزر گئی۔ یہی کیفیت ہماری ساٹھ ستر سالہ زندگی کے ساتھ ہوتی ہے۔ جب ہم ساٹھ سال پیچھے مڑ کر دیکھتے ہیں۔ تو ساٹھ سال کی زندگی کا ایک ایک منظر فلم کی طرح چند سیکنڈ میں ہمارے ذہن کے پردے پر گزر جاتا ہے اور انسان حیرت سے سوچتا ہے کہ ساٹھ سال اتنی جلدی گزر گئے۔ پتہ ہی نہیں چلا ابھی کل ہی کی بات ہے۔ اب رہی بات کہ 100 برس گدھے پر گزرے اور 100 برس کھانے پانی پر گزرے۔ گدھے کی ہڈیاں سلامت نہیں اور کھانا اور پانی باسی بھی نہیں ہوئے۔ وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ہی جگہ دو ماحول پیدا کیے۔ ایک ماحول وقت کے گزرنے والا جس میں موسم اور آب و ہوا کا تغیر و تبدیل ہوتا ہے۔ دوسرا ماحول جس میں موسم اور آب و ہوا کا تغیر و تبدیل نہیں ہوتا۔ موسم ایک جیسا ٹھنڈا رہتا ہے۔ انسان بھی دو ماحول پیدا کر لیتا ہے۔ فرق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسباب کا محتاج نہیں جبکہ انسان ہر وقت اسباب کا محتاج ہوتا ہے کیونکہ یہ دنیا ہی اسباب کی دنیا ہے۔ مئی جون کے مہینے میں یہاں شدید گرمی ہوتی ہے۔ انسان نے فرج اور فریزر بنا کر ایک ہی وقت میں دو ماحول پیدا کیے ہیں۔ کھانا اور پانی فرج کے باہر تھوڑی دیر پڑا رہے تو باسی ہو جاتا ہے۔ یہی کھانا پانی فریزر میں رکھا جائے تو جب تک انسان چاہے اسے استعمال کرے۔ باسی نہیں ہوگا۔

☆ اداء، ادب اور عبادت

بعض بندوں کے کچھ افعال اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت مقبول ہو جاتے ہیں۔

انہی افعال کو اداؤں کا نام دیا جاتا ہے۔ ان اداؤں کو اللہ تعالیٰ اپنی نشانیاں قرار دے کر قرآن کا حصہ بنا دیتا ہے۔ (شعائر اللہ) بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں (البقرہ 158)

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی ان اداؤں کا ادب اپنی مخلوق کو سکھاتا ہے۔ پھر اس ادب کو ایسے درجے پر لے جاتا ہے کہ اسے اپنی عبادت قرار دے دیتا ہے۔ اس سے پتہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

چلا کہ ادب مخلوق یا اس کے کسی فعل کا کیا جاتا ہے۔ جبکہ عبادت اللہ تعالیٰ کی جاتی ہے۔ الحج 32۔ یہی (حکم) ہے اور جو شخص اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرتا ہے تو یہ (تعظیم) دلوں کے تقویٰ میں سے ہے۔ المائدہ 2 (اے ایمان والو! اللہ کی نشانیوں کی بے حرمتی نہ کرو)

اداؤں کا ادب یہ ہے کہ ان اداؤں کا تذکرہ کیا جائے اور عبادت یہ ہے کہ ادائیں اللہ اور رسول ﷺ کے حکم کے مطابق بار بار دہرائی جائیں۔ اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ادا ادب اور عبادت آپس میں متعلق ہیں۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

ان اول بیت وضع للناس الذی ترجمہ: بے شک سب سے پہلا گھر جو لوگوں (کی عبادت) کیلئے بنایا گیا وہی ہے

ببکۃ مبرکاً وھدًی للعالمین ٥ جو مکہ میں ہے برکت والا ہے اور سارے جہان والوں کیلئے (مرکز) ہدایت ہے۔

"فیہ آیات بینات مقام ابراھیم ج۔ اس میں کھلی نشانیاں ہیں (ان میں سے) ایک ابراہیم (علیہ السلام) کی جائے قیام ہے۔

" پہلی آیت میں ہے۔ سب سے پہلا گھر عبادت کیلئے بنایا گیا یعنی وہ خانہ کعبہ ہے۔ یہ برکت والا ہے۔ اور سارے جہان کیلئے ہدایت کا مرکز ہے۔

دوسری آیت میں ہے کہ اس میں کھلی نشانیاں ہیں۔ جن میں سے ایک مقام ابراہیم ہے۔ اب سورۃ بقرہ کی آیت نمبر 125۔"

واتخذو امن مقام ابراھیم مصلی" ان تینوں آیات کو ملائیں تو بات اس طرح بنتی ہے کہ ہدایت کا مرکز مکہ ہے

اور جن چیزوں سے ہدایت لی جاتی ہے وہ وہاں کی کھلی نشانیاں ہیں۔ ان کھلی نشانیوں میں سے مثال کے طور پر ایک نشانی مقام ابراہیم ہے اور اے سارے جہان کے لوگو! تم مکہ میں آؤ جو نشانیاں ہیں ان سے ہدایت لو۔ یہاں میرے ابراہیم (علیہ السلام) نے کھڑے ہو کر تعمیر کعبہ کی اسی جگہ کھڑے ہو کر دو نفل نماز ادا کرو۔ پس یہ کام کرلو یہی میری عبادت ہے۔ اسی کو حج کہتے ہیں۔ دوسری کھلی نشانیاں کونسی ہیں۔ طواف کعبہ، صفا،

حکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مروہ کی سعی آب زم زم کا کنواں، حجر اسود اور اس کا بوسہ۔ حلق کروانا (ٹنڈ کروانا)، میقات پر جا کر احرام باندھنا، دوران طواف رمل، رمی کرنا، قربانی کرنا، عرفات میں ٹھہر کر مخصوص وقت گزارنا۔ یہ تمام نشانیاں جو بیان ہوئی ہیں ان تمام کا نام حج ہے اور یہ سب کی سب اس کے بندوں کی ادائیں ہیں۔ پہلے ان کا ادب کرواتا ہے۔ پھر ان اداؤں کو اپنی مخلوق سے دہراتا ہے۔ اور آخر میں اس کو عبادت کا درجہ دے کر اس کا نام حج رکھ دیتا ہے۔ اور اسے ارکان اسلام میں شامل کر دیتا ہے۔ ادا، ادب اور عبادت کی ایک اور مثال حدیث پاک میں بھی ملتی ہے۔ یہ حدیث امام طبرانی، امام ہیثمی، امام ذھبی، حافظ ابن کثیر، قاضی عیاض، امام جلال الدین سیوطی، امام قرطبی اور امام حلبی نے بیان کی ہے۔

حدیث صحیح ہے اور رجال ثقہ ہیں۔ اس حدیث کو علامہ طاہر القادری نے اپنی کتاب منہاج السوی کے صفحہ نمبر 673-599 پر بھی بیان کیا ہے۔ انہوں نے یہ حدیث امام طبرانی کے طریق سے روایت کی ہے۔

"حضرت اسماء بنت عمیس (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ پر وحی نازل ہو رہی تھی اور آپ ﷺ کا سر اقدس حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی گود میں تھا۔ وہ عصر کی نماز نہیں پڑھ سکے یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دعا کی: اے اللہ! علی تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھا اس پر سورج واپس لوٹا دے۔ حضرت اسماء (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) فرماتی ہیں۔ میں نے اسے غروب ہوتے ہوئے بھی دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ وہ غروب ہونے کے بعد دوبارہ طلوع ہوا"

ادائے مصطفیٰ ﷺ یہ تھی کہ حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی گود میں سر اقدس رکھ کر آرام فرما رہے تھے اور آرام فرمانے سے پہلے نہیں پوچھا کہ نماز پڑھ لی ہے یا نہیں؟ جب سورج غروب ہو گیا تو پوچھا کہ نماز عصر پڑھ لی ہے؟ ادب علی یہ تھا کہ خود نہیں بتایا کہ میں نے نماز عصر پڑھنی ہے۔ نبی پاک ﷺ کے آرام پر اپنی نماز عصر قربان کر دی۔ حدیث کا آخری حصہ بتا رہا ہے کہ نبی پاک ﷺ کا ادب ہی عبادت خدا ہے۔ "علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تیری اور تیرے رسول ﷺ کی اطاعت میں تھا" معلوم ہوا نبی پاک ﷺ کے ادب میں نماز قضا کرنا عبادت ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی یہ عادت رہی ہے کہ اپنے برگزیدہ بندوں کے افعال یا واردات یا ادائیں اپنی عبادت میں شامل کر کے اپنی مخلوق میں

حکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

انہیں دائمی بنا دیتا ہے۔

☆ قبول توبہ پر آدم (علیہ السلام) کے دو نفل ادا کرنا

چونکہ یہ صبح کا وقت تھا تو اللہ تعالیٰ نے اسے نماز فجر کے دو فرض بنا دیا۔

☆ اسماعیل (علیہ السلام) کی قربانی قبول ہونے پر نفل ادا کرنا

جب اسماعیل (علیہ السلام) کی قربانی قبول ہوئی تو حضرت ابراہیم (علیہ السلام) نے چار نفل شکر کے ادا کیے۔ اس ادائے ابراہیمی (علیہ السلام) کو ظہر کے چار فرض قرار دے دیا گیا۔

☆ حیات نو نصیب ہونے پر عزیر (علیہ السلام) کا چار نفل ادا کرنا

حضرت عزیر (علیہ السلام) کو سو سال کے بعد حیات نو نصیب ہوئی تو آپ (علیہ السلام) نے چار رکعت نفل شکرانہ ادا کیے۔ یہ وقت عصر تھا۔ لہٰذا انہیں نماز عصر کے چار فرض قرار دے دیا گیا۔

☆ حضرت ایوب (علیہ السلام) صحت یابی پر نفل شکرانہ ادا کرنے کیلئے کھڑے ہوئے تو نقاہت، کمزوری کی وجہ سے چوتھی رکعت پر اٹھا نہ گیا تو یہ تین رکعت نماز مغرب کے فرض قرار دیے گئے۔

☆ جب نبی پاک ﷺ نے پہلی مرتبہ نماز ادا کی تو یہ وقت عشاء تھا۔ لہٰذا یہ عشا کے فرض بنا دیے گئے۔ اس طرح نماز پنج گانہ متعین ہوئی۔ پتہ چلا کہ اللہ اپنے نیک بندوں کی اداؤں کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ پھر ان اداؤں کی قدر اپنی مخلوق سے کرواتا ہے اور پھر انہیں اپنی عبادت میں شامل کر کے اپنی مخلوق کے ساتھ اپنا ایک ربط قائم رکھتا ہے اور یہ شرک بھی نہیں ہوتا بلکہ شعائر اللہ ہوتا ہے۔

☆ قربانی

لغوی اعتبار سے قربانی وہ شے ہے جس کے ذریعے اللہ کا قرب حاصل کیا جائے۔ اور اصطلاحی اعتبار سے قربانی حضرت ابراہیم (علیہ السلام) اور حضرت اسماعیل (علیہ السلام) کا مشترکہ اضطراری فعل ہے۔ جو اللہ کو اتنا پسند آیا کہ اس کا ذکر قرآن پاک میں کیا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اپنے حبیب کی امت پر یہ واجب قرار دے دی گئی۔

سورۃ الصّٰفّٰت آیت 101 سے 108 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ "پس ہم نے انہیں بڑے برد بار بیٹے (اسماعیل علیہ السلام) کی بشارت دی 101۔ پھر جب وہ (اسماعیل علیہ السلام) ان کے ساتھ دوڑ کر چل سکنے (کی عمر) کو پہنچ گیا تو (ابراہیم علیہ السلام نے) فرمایا: اے میرے بیٹے! میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں سوغور کرو کہ تمہاری کیا رائے ہے۔ اسماعیل (علیہ السلام) نے کہا ابا جان وہ کام فوراً کر ڈالیے جس کا آپ کو حکم دیا جا رہا ہے۔ اگر اللہ نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے (102) پھر جب دونوں (رضائے الٰہی کے سامنے) جھک گئے (یعنی دونوں نے مولا کے حکم کو تسلیم کر لیا) اور ابراہیم (علیہ السلام) نے اسے پیشانی کے بل لٹا دیا 103۔ اور ہم نے اسے ندا دی کہ اے ابراہیم (علیہ السلام)! 104۔ واقعی تم نے اپنا خواب (کیا خوب) سچا کر دکھایا بیشک ہم محسنوں کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں (سو تمہیں مقام خلت سے نواز دیا گیا ہے) 105۔ بے شک یہ بہت بڑی کھلی آزمائش تھی 106۔ اور ہم نے ایک بہت بڑی قربانی کے ساتھ اس کا فدیہ کر دیا 107۔ اور ہم نے پیچھے آنے والوں میں اس کا ذکر خیر برقرار رکھا 108۔ قربانی کا لفظ (مطلقاً) قرآن پاک میں تین جگہ آیا ہے۔ المائدہ آیت 27

اذ قربا قرباناً۔ جب دونوں نے (اللہ کے حضور ایک ایک) قربانی پیش کی۔ یہاں آدم (علیہ السلام) کے دو بیٹوں ہابیل اور قابیل کا ذکر ہے۔

"سورۃ الحج آیت 34۔ **ولکل امة جعلنا منسکاً لیذکروا اسم اللّٰه** اور ہم نے ہر امت کیلئے ایک قربانی مقرر کی ہے۔ تاکہ وہ ان مویشی چوپاؤں پر جو **علی مارزقھم اللّٰه من بھیمة الانعام**"۔ اللہ نے انہیں عنایت فرمائے ہیں (ذبح کے وقت) اللہ کا نام لیں۔ تیسری جگہ ارشاد ہے۔

انا اعطینٰك الکوثرo فصل لربك وانحرo ان شانئك ھو الابترo "پس اپنے رب کیلئے نماز پڑھ اور قربانی کر"۔

حکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ قربانی کا فلسفہ

زندگی موت کے گلے میں لٹکی ہوئی ایک چیز ہے۔ دونوں اکٹھی بکتی ہیں۔ اگر ہم زندگی کے خریدار ہیں تو ساتھ موت بھی خریدنی ہوگی۔ موت خرید کر زندگی بچائی جاتی ہے اور موت پا کر زندگی کو بقاء ملتی ہے تو زندگی ہمیشہ کیلئے امر ہو جاتی ہے۔ اسی لیے شہید زندہ ہوتے ہیں۔

قربانی والے دن عید منائی جاتی ہے۔ نہ کہ عید والے قربانی دی جاتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) روای ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے "مجھے قربانی کے دن عید منانے کا حکم دیا گیا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس امت کیلئے مقرر کی ہے۔ (ابو داؤد، نسائی، مشکوٰۃ)

ایک دوسری حدیث پاک میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب عشرہ ذوالحجہ داخل ہو اور تم میں سے کوئی قربانی کا ارادہ کرے وہ ہرگز اپنے چمڑے اور سر کے بالوں کو نہ ترشوائے اور ہرگز اپنے ناخن نہ کاٹے۔ اس حدیث کی راوی حضرت ام سلمٰی (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) ہیں۔ (مسلم، مشکوٰۃ)

اس حلال جانور کے سات اجزاء حرام ہیں۔

(۱) بہتا ہوا خون (۲) آلہ تناسل (۳) دونوں خصیے (کپورے) (۴) مونث کی پیشاب گاہ (۵) غدود (گلٹی) (۶) مثانہ (۷) پتا (فتاویٰ عالمگیری)

عام گوشت لانے، پکانے اور کھانے۔ اور قربانی کا گوشت لانے، پکانے اور کھانے میں کیا فرق ہے؟ ظاہری کوئی فرق نہیں لیکن عام گوشت لانے بنانے اور کھانے میں کوئی نہیں کہتا کہ میں عبادت کر رہا ہوں۔ لیکن قربانی کا گوشت لانے میں عبادت، پکانے میں عبادت اور کھانے میں عبادت ہے۔ اسی لیے جب آپ اللہ کی راہ میں وقت دیتے ہیں تو آپ وقت کی قربانی دیتے ہیں۔

☆ جب مال خرچ کرتے ہیں تو مال کی قربانی دیتے ہیں۔

☆ جب اپنی خواہشات کو دباتے ہیں تو خواہشات کی قربانی دیتے ہیں۔

☆ جب اپنے نفس کو دباتے ہیں تو نفس کی قربانی کرتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

☆ جب دوسروں کے جذبات کو اپنے جذبات پر ترجیح دیتے ہیں تو جذبات کی قربانی کرتے ہیں۔

☆ جب کسی مسلمان بھائی کی رائے کو اپنی رائے سے مقدم جانتے ہیں تو اپنی رائے کی قربانی دیتے ہیں۔

☆ آپ کسی کو علم کی روشنی دیتے ہیں تو آپ اپنے علم کی قربانی دیتے ہیں۔

☆ جب آپ کسی کو فن یا ہنر سکھاتے ہیں تو فن کی قربانی دیتے ہیں۔

☆ جب آپ کسی کو کوئی خوشی دیتے ہیں خواہ تھوڑی دیر کیلئے ہی سہی تو آپ اپنی خوشی کی قربانی دیتے ہیں۔

☆ جب آپ کسی نادار اور کمزور کے حصے کا بوجھ اٹھا کر اسے منزل پر پہنچا دیتے ہیں تو آپ بدنی قربانی دیتے ہیں

☆ اسی طرح کسی کے غصے کے مقابلے میں آپ اس سے اخلاق سے بات کرتے ہیں اور اگلا آدمی آپ کے غصے کا شکار نہیں بنتا تو آپ نے اپنے غصے کو اخلاق کی میٹھی چھری سے ذبح کر دیا۔

☆ آپ اپنے بھائی کی خوشحالی اور ترقی دیکھ کر دل میں تنگی محسوس نہیں کرتے بلکہ خوش ہوتے ہیں تو آپ نے حسد کا گلہ کاٹ ڈالا۔ آپ کے ہمسائے کو خدانخواستہ کوئی حادثہ پیش آ جائے۔ آپ اسے فوری ہسپتال پہنچا کر اس کی مدد کرتے ہیں تو یہ بھی قربانی ہے۔

☆ آپ کے گلی محلے میں نالی کے گندے پانی نے راستے کو خراب کر رکھا ہو۔ آپ پانی کو ٹھکانے لگاتے ہیں یا اس کا نکاس صحیح کر کے راستہ صاف کر دیتے ہیں تو یہ کام بھی قربانی میں شمار ہوگا۔

☆ آپ نے گوشت یا کوئی میٹھی چیز پکائی اور ایک پیالی اپنے ہمسائے کو بھیج دی۔ اللہ کے ہاں یہ بھی قربانی ہے۔

☆ کسی بھوکے کو کھانا کھلا دیا۔ ☆ کسی راہ گیر کو چھاؤں میسر کر کے اسے پانی پلا دیا۔ ☆ کسی ننگے کو کپڑا پہنا دیا۔

الغرض اسی طرح کی کئی چھوٹی چھوٹی قربانیاں ہیں جو ہم بھلائے بیٹھے ہیں یا جنہیں ہم اہمیت ہی نہیں دیتے انہیں یاد کر کے اہمیت دینے کی ضرورت ہے اللہ ہمیں توفیق

حکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
دے آمین ۔ آخر میں سورۃ بقرہ کی آیت نمبر 280 پر مضمون ختم کرتا ہوں ۔

"اور اگر قرض دار تنگدست ہو تو خوشحالی تک مہلت دی جانی چاہیے اور تمہارا قرض کو معاف کر دینا تمہارے لیے بہتر ہے اگر تمہیں معلوم ہو (کہ کسی غریب کیلئے اتنی سی قربانی اللہ کی نگاہ میں کیا مقام رکھتی ہے)

☆☆☆

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

باب 2: دشمن

مندرجات

☆	انسان انسان کا دشمن	37
☆	شیطان انسان کا دشمن	37
☆	شیطان کی دشمنیاں	38
☆	سوال و جواب	45
☆	چار سوال چار مواقع	46
☆	بات بے موقع غلط	47
☆	حکم عدولی اور سزا	49
☆	نفس انسان کا دشمن	51
☆	نفس کیا ہے	51
☆	نفس کی اقسام	52
☆	نفس کی دشمنیاں	52
☆	نفس کا مزید بیان	52

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

☆	علاج	54
☆	انسانی دشمنی کا علاج	54
☆	شیطانی دشمنی کا علاج	57
☆	نفسانی دشمنی کا علاج	57
☆	نتیجہ	58

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دشمن

زبان پر دشمن کا لفظ آتے ہی ہمارے ذہنوں میں لڑائی اور جنگ کا تصور ابھرتا ہے۔ہمارے معاشرے میں دشمن کے ساتھ جنگ کرنے کے کئی مروجہ طریقے ہیں تو دشمن بھی اسی طرح کئی قسموں کے ہوتے ہیں۔

(۱) انسان انسان کا دشمن

سورۃ ص آیت 24: بیشک اکثر شریک ایک دوسرے پر زیادتی کرتے ہیں سوائے ایمان والوں کے جنہوں نے نیک عمل کیے اور ایسے لوگ بہت کم ہیں

(۲) شیطان انسان کا دشمن

الاعراف آیت 22: کیا میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ شیطان تم دونوں (آدم علیہ السلام وحوا علیہ السلام) کا کھلا دشمن ہے۔سورۃ یوسف آیت 5: بے شک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔سورۃ یوسف آیت 100: شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان فساد پیدا کر دیا تھا۔

(۳) نفس انسان کا دشمن

سورۃ یوسف آیت 53: اور میں اپنے نفس کی برات کا دعویٰ نہیں کرتا۔بے شک نفس تو برائی کا بہت حکم دینے والا ہے۔سوائے اس کے جس پر میرا رب رحم فرمائے۔ذیل

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ہم ان ہی کے بارے میں گفتگو کریں گے۔

☆ انسان انسان کا دشمن :۔ ☆ ساس بہو

ہمارے گھروں میں یہ دشمن کثرت سے اور ازل سے پائے جاتے ہیں ۔ ان کا میدان جنگ گھر کی چار دیواری ہوتا ہے ۔ ان کے ہتھیار چغلی اور زبان درازی ہوتے ہیں۔ ان ہتھیاروں کا بے دریغ استعمال کیا جاتا ہے ۔ کبھی ساس طاقتور ہوتی ہے اور کبھی بہو۔ ان دونوں کی لڑائی میں اکثر ساس کا بیٹا اور بہو کا خاوند بیچارہ پس جاتا ہے ۔ بعض گھروں میں جس پسنے والے شخص کو ساس ہتھیار کے طور پر استعمال کرتی ہے ۔ اس صورت میں بہو کی خیر نہیں ہوتی اور جہاں یہ ہتھیار بہو کے پاس ہو وہاں ساس کی خیر نہیں ۔ بعض گھروں میں اکثر بہو اپنے سسر کے اچھے اخلاق کی وجہ سے اس کی عزت و احترام کرتی ہے تو سسر بھی اس دشمنی کی لپیٹ میں آ جاتا ہے اور ساس یہ کہنا شروع کر دیتی ہے کہ بہو اپنے سسر کے ساتھ ٹھیک نہیں ہے ۔ کبھی یہ کہا جاتا ہے کہ سسر اپنی بہو کے ساتھ ٹھیک نہیں ہے ۔

☆ نند بھابھی

یہ دشمن انیس بیس کے فرق کے ساتھ تقریباً ہم عمر ہوتے ہیں ۔ گھر کی چار دیواری ہی میں ان کی جنگ ہوتی ہے ۔ کبھی بھابھی کا پلہ بھاری ہوتا ہے کبھی نند کا ۔ نند کے ساتھ جب طاقتور ساس ہوتی ہے تو بھابھی کمزور دشمن ثابت ہوتی ہے ۔ اور جب بھابھی کو طاقتور خاوند کا ساتھ میسر ہو تو نند کمزور دشمن ہوتی ہے ۔ لیکن پھر بھی وہ اپنے بھیا کا دل جیتنے میں لگی رہتی ہے ۔ جس کے نتیجے میں اکثر بھابھی ہی مغلوب ہوتی ہے ۔ اور یہ جنگ گھر کے کاموں پر ملبوسات کی خریدار پر ، زیورات کی خریداری پر، خصوصی مواقع پر ہوتی ہے ۔ مثلاً عید کے موقع خاندان میں شادی بیاہ پر اور سالگرہ کی تقریب وغیرہ ۔ بعض اوقات مہمان نوازی پر جنگ ہوتی ہے ۔ اگر بھابھی کے مہمان ہوں تو نند مہمان نوازی میں حصہ نہیں لیتی اور اگر نند کے ساس کے مہمان ہوں تو بھابھی اچھی مہمان نوازی نہیں کرتی ۔ نتیجتاً لڑائی ہو جاتی ہے ۔

☆ دیور بھابھی

یہ بھی ہم عمر دشمن ہیں ۔ ہمارے معاشرے کا یہ بھی ایک بڑا المیہ ہے کہ جس

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رشتے کو اسلام نے نامحرم قرار دیا ہے۔اسے ہمارے معاشرے نے سب سے بڑا محرم بنا رکھا ہے۔ خاوند کی ذمہ داریاں پوری ہوں یا نہ ہوں۔ دیور کی تمام ذمہ داریاں پوری کرنا بھابھی کے فرائض منصبی میں شامل ہے۔ جو بھابھی اس سے سرمو انحراف کرے وہ بد دماغ، بدتہذیب، بھائی بہنوں سے پیار نہ کرنے والی اور پتہ نہیں کیا کیا القابات اسے دیے جاتے ہیں۔

☆ بھائی بھائی (بہن بہن)

بولنے میں اور سننے میں یہ بڑا اچھا لفظ ہے۔لیکن دیکھنے میں بھائی بھائی (بہن بہن) کا (کی) دشمن ہے۔ گھریلو کاموں میں دشمنی شادی بیاہ میں دشمنی، کاروبار میں دشمنی، وراثت کی تقسیم میں دشمنی، والدین کی کفالت کرنے کے مسئلے پر دشمنی، حتی کہ والدین کی تمام بھائیوں بہنوں سے محبت کرنے کے مسئلے پر دشمن۔یعنی فلاں بھائی (بہن) سے زیادہ محبت ہے اور مجھ سے کم ہے! وغیرہ وغیرہ۔فقتلہ:۔پس اس (قابیل) نے اس (ہابیل) کو قتل کر دیا۔(المائدہ آیت 30)

☆ بعض گھروں میں اولاد کی والدین سے دشمنی چل پڑتی ہے۔ بڑے بڑے گھر اس دشمنی کی بھینٹ چڑھ جاتے ہیں۔کئی ایسے گھروں کو میں بھی جانتا ہوں اور آپ بھی کئی ایسے گھروں کو جانتے ہوں گے۔اسی طرح بعض گھروں میں والدین اولاد کے دشمن بن کر انہیں عاق کر دیتے ہیں۔یہاں تک کہ قتل بھی کر دیتے ہیں۔

☆ ہم زلف ہم زلف (سانڈو۔سانڈو)

سانڈو۔سانڈو کی دشمنی بڑی مشہور ہے۔ظاہری طور پر دوستی بہنوں کے خاوندوں کا رشتہ بڑا مقدس ہے۔لیکن ہمارے معاشرے میں یہ رشتہ اکثر دشمنی میں بدل جاتا ہے۔ الا ماشآ اللہ۔لڑکی لڑکے کی شادی ان کے والدین کے پیار کا نتیجہ ہوتی ہے۔لیکن تھوڑے ہی دنوں بعد دونوں طرف کے والدین (کڑم) سمدھی گلے شکوے کے بعد دشمن بننا شروع ہوجاتے ہیں۔ پھر ساری عمر ایک دوسرے کے "متھے" نہیں لگتے۔☆ اسی طرح ساس داماد اور سسر داماد کی دشمنی کئی دفعہ ساری عمر چلتی ہے۔جس میں لڑکی پس جاتی ہے۔

☆ بہنوئی اور برادر نسبتی کی دشمنی میں بھی لڑکی ہی پستی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

☆ خاندانوں کی دشمنیاں

والداور چچا کے خاندان کی دشمنی والد اور ماموں کے خاندان کی دشمنی ۔والد اور پھوپھی کے خاندان کی دشمنی ۔والدہ اور خالہ کے خاندان کی دشمنی ۔ سسرالی اور ننہالی خاندانوں کی دشمنی ۔ ددھالی اور ننہالی خاندانوں کی دشمنی وغیرہ وغیرہ مشہور دشمنیاں ہیں ۔

☆ قبیلوں کی دشمنیاں

یہ تو تاریخی دشمنیاں ہیں ۔عرب قبائل۔افغان قبائل ۔راجپوت قبائل اور موجودہ دور میں ہر ملک کے قبائل آپس میں دست وگریباں ہیں ۔

☆ ملکی اور بین الاقوامی دشمنیاں

ملتی ہوئی سرحدوں والے کئی ملک آپس میں دشمن ہیں ۔جیسے پاکستان بھارت۔ قومیت کی بنیاد پر کئی قومیں آپس میں دشمن ہے مثلاً پاکستانی اور ہندوستانی قوم۔عربی اور اسرائیلی قوم ☆ اسی طرح مذہبی اور ملکی بنیادوں پر دشمنیاں کئی ملکوں میں قائم ہیں۔مثلاً شیعہ سنی فساد، ہندو مسلم فساد، مرزائی مسلم دشمنی، سنی وہابی اختلافات، بریلوی دیوبندی اختلافات، اہل قرآن اور جملہ مسالک کے مابین اختلافات وغیرہ وغیرہ ۔☆ اسی طرح کھیل میں حریف ٹیموں کی دشمنی اور ایک ہی ٹیم میں کھلاڑیوں کی آپس میں دشمنیاں چل رہی ہیں ۔اسی دشمنی کی بنیاد پر پاکستانی تین کھلاڑیوں کو سزا ہوئی اور انہیں برطانیہ کی جیل میں بند کر دیا گیا ۔☆ سیاسی دشمنیوں کی تاریخ بڑی پرانی ہے ۔صرف اپنے ملک کی چند مثالیں ہی کافی ہیں ۔ ذوالفقار علی بھٹو۔اس کی بیوی اس کی بیٹی اور بیٹے اس دشمنی کا شکار ہوئے ۔☆ بات یہاں ختم کرتا ہوں کہ ہم مذہب ۔ہم پیشہ ہم منصب ہم مکتب ۔ ہم جماعت وغیرہ وغیرہ میں حسد اور برتری کی دشمنیاں چل رہی ہیں ۔گویا کہ انسان انسان کی دشمنی میں شاید ہی کوئی انسان بچتا ہو جو کسی کا دشمن نہ ہو۔ واللہ اعلم ۔

☆ شیطان انسان کا دشمن

جو کچھ قرآن نے شیطان کے بارے میں بیان کیا ہے اب اس کا جائزہ لیتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(۱) سورۃ البقرہ آیت 34: اور جب ہم نے فرشتوں سے فرمایا کہ آدم (علیہ السلام) کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے۔ اس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور کافروں میں سے ہو گیا۔

آیت 35: اور ہم نے حکم دیا اے آدم (علیہ السلام)! تم اور تمہاری بیوی اس جنت میں رہائش رکھو اور تم دونوں اس جنت میں سے جو چاہو، جہاں سے چاہو کھاؤ مگر اس درخت کے قریب نہ جانا ورنہ حد سے بڑھنے والوں میں ہو جاؤ گے۔

آیت 36: پھر شیطان نے انہیں اس جگہ سے ہلا دیا اور انہیں اس مقام سے جہاں وہ تھے الگ کر دیا۔ اور ہم نے حکم دیا کہ تم نیچے اتر جاؤ۔ تم ایک دوسرے کے دشمن رہو گے۔ اب تمہارے لیے زمین میں ہی معینہ مدت تک جائے قرار ہے۔ اور نفع اٹھانا مقدر کر دیا گیا ہے۔

(۲) سورۃ الاعراف آیت 12: ارشاد ہوا۔ (اے ابلیس) تجھے کس نے روکا کہ تو نے سجدہ نہ کیا جبکہ میں نے تجھے حکم دیا تھا۔ اس نے کہا: میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے۔ اور اس کو تو نے مٹی سے بنایا ہے۔

آیت 13: ارشاد ہوا۔ پس تو یہاں سے اتر جا۔۔۔۔۔۔۔ پس تو نکل جا۔ بے شک تو ذلیل و خوار لوگوں میں سے ہے۔

آیت 14: اس نے کہا مجھے اس دن تک مہلت دے جس دن لوگ (قبروں سے) اٹھائے جائیں گے۔

آیت 15: ارشاد ہوا بے شک تو مہلت دیے جانے والوں میں سے ہے۔

آیت 16: اس نے کہا: پس اس وجہ سے کہ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے۔ میں ان (نبی آدم علیہ السلام کیلئے) تیری سیدھی راہ پر (گمراہ کرنے کیلئے) ضرور بیٹھوں گا۔

آیت 17: پھر میں یقیناً ان کے آگے سے اور ان کے پیچھے سے اور ان کے دائیں سے اور ان کے بائیں سے ان کے پاس آؤں گا اور تو ان میں سے اکثر لوگوں کو شکر گزار نہ پائیگا۔

آیت 18: ارشاد باری ہوا: تو یہاں سے ذلیل و مردود ہو کر نکل جا تو اور تیری پیروی کرنے والے دوزخی ہوں گے۔

حکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت 20: پھر شیطان نے دونوں کے دل میں وسوسہ ڈالا ۔تا کہ ان کی شرمگاہیں جو ان سے پوشیدہ تھیں ان پر ظاہر کر دے ۔اور کہنے لگا: (اے آدم وحوا) تمہارے رب نے تمہیں اس درخت سے نہیں روکا مگر (اس لیے کہ اس کے کھانے سے) تم دونوں فرشتے بن جاؤ گے ۔یا تم دونوں (جنت میں) ہمیشہ رہنے والے بن جاؤ گے ۔

آیت 21: اور دونوں سے قسم کھا کر کہا کہ میں بے شک تمہارے خیر خواہوں میں سے ہوں ۔

آیت 22: پس وہ فریب کے ذریعے دونوں کو (پھل کھانے تک) اتار لایا ۔ سو جب دونوں نے (درخت کا) پھل چکھ لیا تو دونوں کی شرمگاہیں ان پر ظاہر ہو گئیں اور دونوں اپنے اوپر جنت کے پتے چپکانے لگے ۔ تو ان کے رب نے ان کو ندا فرمائی کہ ۔۔۔۔۔۔۔کیا میں نے تم سے یہ (نہ) فرمایا تھا کہ شیطان تم دونوں کا کھلا دشمن ہے ۔

آیت 24: ارشاد باری ہوا: تم نیچے اتر جاؤ ۔تم میں سے بعض بعض کے دشمن ہیں ۔

آیت 27: اے اولاد آدم (علیہ السلام)! تمہیں شیطان فتنہ میں نہ ڈال دے ۔جس طرح اس نے تمہارے ماں باپ کو جنت سے نکال دیا ۔ان سے ان کا لباس اتروا دیا تا کہ انہیں ان کی شرم گاہیں دکھا دے ۔ بے شک وہ اور اس کا قبیلہ تمہیں (ایسی جگہوں) سے دیکھتا ہے ۔جہاں سے تم انہیں نہیں دیکھ سکتے ۔ بے شک شیطانوں کو ایسے لوگوں کا دوست بنا دیا ہے ۔جو ایمان نہیں رکھتے ۔

(۳) سورۃ الحجر آیت 28: اور جب آپ کے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں سن رسیدہ سیاہ بودار بجنے والے گارے سے ایک بشری پیکر پیدا کرنے والا ہوں ۔

آیت 29: پھر جب اس کی تشکیل کو کامل طور پر درست حالت میں لا چکوں اور اس پیکر میں اپنی روح پھونک دوں تو تم اس کیلئے سجدہ میں گر پڑنا ۔

آیت 30: پس سارے کے سارے فرشتوں نے سجدہ کیا ۔

آیت 31: سوائے ابلیس کے ۔

آیت 32: ارشاد فرمایا اے ابلیس تجھے کیا ہو گیا ہے؟

آیت 33: کہا: میں ہرگز ایسا نہیں کہ بشر کو سجدہ کروں جسے تو نے سن رسیدہ سیاہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بودار بجنے والے گارے سے تخلیق کیا ہے۔

آیت 34: فرمایا تو یہاں سے نکل جا۔ پس بے شک تو مردود رہے۔

(۴) سورۃ بنی اسرائیل:۔ آیت 62: (شیطان نے کہا) مجھے بتا تو سہی کہ یہ وہ شخص ہے۔ جسے تو نے مجھ پر فضیلت دی ہے؟ (آخر اس کی کیا وجہ ہے؟) اگر مجھے قیامت تک مہلت مل جائے تو میں اس کی اولاد کو سوائے چند افراد کے جڑ سے اکھاڑ دوں گا۔

آیت 64-63: اللہ نے فرمایا: جا جس پر تیرا بس چل سکتا ہے تو اپنی آواز سے ڈگمگا لے اور ان پر اپنے سوار اور پیادہ دستوں کو چڑھا دے۔ اور ان کے مال و الاولاد میں ان کا شریک بن جا اور ان سے جھوٹے وعدے کر۔

(۵) سورۃ کہف: آیت 51-50: وہ (ابلیس) جنات میں سے تھا۔ تو وہ اپنے رب کی اطاعت سے باہر نکل گیا۔ کیا تم اس کو اور اس کی اولاد کو مجھے چھوڑ کر دوست بنا رہے ہو حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں۔ میں نے نہ انہیں آسمانوں اور زمین کی تخلیق پر بلایا تھا اور نہ خود ان کی اپنی تخلیق (کے وقت) اور نہ میں ایسا تھا کہ گمراہ کرنے والوں کو (اپنا) دست و بازو بناتا۔

(۶) سورۃ طٰہٰ:۔ آیت 115: اور بے شک اس سے بہت پہلے آدم (علیہ السلام) کو تاکیدی حکم فرمایا تھا سو وہ بھول گئے اور ہم نے اس میں بالکل (نافرمانی کا) ارادہ نہیں پایا تھا۔

آیت 117: پھر ہم نے فرمایا اے آدم (علیہ السلام)! بے شک یہ (شیطان) تمہارا اور تمہاری بیوی کا دشمن ہے۔ سو یہ کہیں تمہیں جنت سے نکلوا نہ دے پھر تم مشقت میں پڑ جاؤ۔

آیت 120: پس شیطان نے انہیں ایک خیال دلایا: وہ کہنے لگا۔ اے آدم (علیہ السلام)! کیا میں تمہیں دائمی زندگی بسر کرنے کا درخت بتا دوں اور بادشاہت بھی جسے نہ زوال آئے نہ فنا ہو گی۔

آیت 121: پس آدم (علیہ السلام) سے اپنے رب کی حکم میں فروگزاشت ہوئی سو وہ مراد نہ پا سکے (دائمی زندگی کی)۔

آیت 123: ارشاد ہوا تم سب نیچے اتر جاؤ۔ تم میں سے بعض بعض کے دشمن

حکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہوں گے۔

(۷) سورۃ ص:۔ آیت 41: اور جب ایوب (علیہ السلام) نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے شیطان نے بڑی اذیت اور تکلیف پہنچائی ہے۔

آیت 75: ارشاد فرمایا: اے ابلیس! تجھے کس نے اس (آدم علیہ السلام) کو سجدہ کرنے سے روکا ہے۔ جسے میں نے خود اپنے دست (کرم) سے بنایا ہے۔ کیا تو نے تکبر کیا یا تو بلند رتبہ تھا۔

آیت 76: اس نے کہا (ہاں) میں اس (آدم علیہ السلام) سے بہتر ہوں۔

آیت 82: سو تیری عزت کی قسم میں ان سب کو ضرور گمراہ کرتا رہوں گا۔

☆ شیطان کی دشمنیاں:۔ مندرجہ بالا آیات سے شیطان کی دشمنیاں اخذ کی گئی ہیں۔ گمراہ کرنا۔ ناشکری کروانا۔ بڑوں کی نافرمانی اور حکم عدولی سکھانا۔ دلوں میں وسوسہ ڈالنا بے شرمی اور بے حیائی سکھانا۔ جھوٹ بولنا۔ جھوٹی قسمیں کھانا۔ دھوکہ اور فریب دینا۔ فتنہ میں ڈالنا۔ فساد پیدا کرنا۔ فحش میوزک اور گانے کی ترغیب دینا۔ غیر شرعی اور شرکیہ محفل سماع کی ترغیب دینا۔ نجومیوں اور جھوٹے پیروں کو آسمانوں سے چرائی ہوئی نامکمل خبریں پہنچانا اور ان کے ذریعے لوگوں کو گمراہ کرنا۔ اذیت اور تکلیف دینا۔ جھوٹے وعدے کرنا۔ نماز کی حالت میں ذہن میں دنیاوی خیالات ڈالنا وغیرہ وغیرہ۔

☆ دشمنی کی ابتداء اور پہلا شکار:۔ اس کائنات میں دشمنی کی ابتداء اس وقت ہوئی جب اللہ نے فرشتوں سے فرمایا کہ آدم (علیہ السلام) کو سجدہ کرو تو تمام فرشتوں نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے۔ اس کے نتیجے میں اللہ نے شیطان کو اپنی بارگاہ سے مردود کر کے نکال دیا۔ تو ابلیس نے کہا تھا تیری عزت کی قسم میں ان کو گمراہ کرتا رہوں گا۔

(ص 82) یہ سب سے پہلی قسم تھی جو شیطان نے اللہ کے سامنے اٹھائی۔ یہاں سے شیطان اور انسان کی دشمنی شروع ہوئی۔ یعنی شیطان چونکہ آدم (علیہ السلام) کی وجہ سے مردود ہوا تھا۔ اس لیے وہ آدم (علیہ السلام) کا دشمن ہو گیا۔ اب جنگ شروع ہو چکی تھی اور جنگ میں فریقین ہر وہ حربہ استعمال کرتے ہیں۔ جس سے مقابل کو نقصان پہنچے۔

سو شیطان کسی طرح جنت کے رہائشی آدم (علیہ السلام) و حوا (علیہ السلام) کے قریب پہنچنے میں کامیاب ہو گیا اور اپنے مکر و فریب کا تیر چلایا۔ اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ میں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تمہارا خیر خواہ ہوں ۔ یہ کائنات کی دوسری بڑی قسم تھی جو شیطان نے آدم (علیہ السلام) وحوا (علیہ السلام) کے سامنے اٹھائی اور انہیں اپنی دشمنی کا سب سے پہلا شکار بنایا۔ پتہ چلا کہ قسمیں اٹھانا شیطان نے شروع کیا۔اور شیطان ہی قسمیں اٹھاتا ہے ۔اور قیامت تک ہمیں گمراہ کرنے کیلئے قسمیں اٹھاتا رہے گا ۔ کیونکہ یہی قسم تو اس نے اللہ کے سامنے اٹھائی ہوئی ہے ۔۔۔۔ذرا سوچیں کبھی ہم نے بھی قسم اٹھائی ہے کہ جس شیطان نے ہمارے ماں باپ کو جنت سے نکلوادیا ہم اس کے فریب میں نہیں آئیں گے ۔ بلکہ ہم تو الٹا اس کی سنت پوری کرتے ہیں۔ ہم نے خراب مال فروخت کرنا ہوتو قسمیں اٹھاتے ہیں۔کوئی رشتہ داری کرنی ہوتو قسمیں اٹھاتے ہیں۔ کسی کا حق غصب کرنا ہوتو قسمیں اٹھاتے ہیں ۔ جھوٹے شخص کی گواہی دینی ہوتو قسمیں اٹھاتے ہیں ۔گویا ہم نے شیطان کی دشمنی کا مقابلہ کرنے کی بجائے اپنے ہی خلاف اس کی دشمنی کا ساتھ دینے کا ذمہ اٹھایا ہوا ہے ۔ وہ تو اللہ کے سامنے اٹھائی ہوئی اپنی قسم پوری کر رہا ہے اور ہم کیا کر رہے ہیں ؟اس پر غور کریں۔قسم کیا تھی ؟قسم یہ اٹھائی تھی کہ اللہ نے تمہیں اس لیے اس درخت سے روکا ہے کہ تم فرشتوں کے بادشاہ بن کر ہمیشہ اللہ کے قریب اور جنت میں رہنے والے بن جاؤ گے ۔ بس جب اللہ کے قریب اور اللہ کی جنت کی بات سنی تو ہمیشہ اللہ کے قریب رہنے کے شوق میں آدم (علیہ السلام) سے فرو گزاشت ہوگئی ۔ (اعراف 20۔طٰہٰ 120)

☆سوال و جواب

اللہ نے سوال کیا: اے ابلیس ! تجھے کس نے روکا کہ تو نے (آدم علیہ السلام کو) سجدہ نہ کیا جبکہ میں نے تجھے حکم دیا تھا ۔اس وقت سوال کی نوعیت کے مطابق جو ممکنہ سچے جوابات ہو سکتے تھے وہ درج ذیل ہیں ۔

پہلا جواب

باری تعالیٰ میں ہاتھ جوڑ کر سجدے میں گر کر معافی چاہتا ہوں کہ میں چونکہ فرشتوں میں سے نہیں ہوں جنات میں سے ہوں اس وجہ سے کہ تو نے صرف فرشتوں کو حکم دیا ہے جنات کو نہیں ۔ میں نے سجدہ نہیں کیا ۔ تو مجھے معاف کر دے ۔ مجھ سے سمجھنے میں بہت بڑی بھول ہوگئی ۔تو کیا اللہ تعالیٰ معاف نہ کرتا ۔ وہ غفور الرحیم ہے ضرور معاف کر دیتا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دوسرا جواب

باری تعالیٰ جب تو نے ہمیں حکم دیا کہ آدم (علیہ السلام) کو سجدہ کرو تو مجھے تیرا ایک اور حکم یاد آ گیا۔ وہ تھا لا الہ الا اللہ میں نے سوچا کہ اس سے پہلے آج تک تیرا حکم یہی تھا کہ سجدہ صرف تجھے ہی کرنا ہے اور تجھے ہی سجدہ کر رہا ہوں۔ اب جو دوسرا حکم پہلے سے مختلف آیا تو مجھے لگا کہ شاید آزمائش کا وقت آ گیا ہے تو دیکھنا چاہتا ہے کہ لا الہ الا اللہ کا سبق کس کس کو یاد ہے اور کون کون بھول چکا ہے۔ اللہ مجھے معاف کر دے اگر مجھے سمجھنے میں غلطی لگی ہو۔ اس پر بھی وہ رحیم اسے ضرور معاف کر دیتا۔

تیسرا جواب

اے اللہ جب میں سجدہ کرنے لگا تو میں نے سوچا کہ جو خود پیدا کیا گیا ہے وہ میرا معبود نہیں ہو سکتا۔ پھر سجدہ تعظیمی کرنے لگا تو سوچا کہ تعظیم بھی فضیلت اور عظمت کی وجہ سے ہوتی ہے۔ باری تعالیٰ میرا دھیان آدم (علیہ السلام) کی تخلیق کی طرف چلا گیا جو مٹی سے کی گئی تھی اور میں آگ سے پیدا کیا گیا ہوں۔ باری تعالیٰ معاف کر دے اس کی علمی فضیلت اور اس کے خلیفہ ہونے کو میں وقتی طور پر بھول گیا تھا۔ ارادۃً نافرمانی نہیں کی۔ یہ بھی عاجزی اور توبہ والا جواب تھا اور وہ تواب الرحیم اس کی توبہ قبول کر کے اسے ضرور معاف کر دیتا۔

چوتھا جواب

میں اس سے بہتر ہوں کہ تو نے ہی اسے مٹی سے بنایا اور مجھے آگ سے تیرے ہی بہتر بنانے سے میں بہتر ہوں۔ مجھے معاف کر دے مجھ سے بھول ہو گئی۔

☆ چار سوال چار مواقع

جب ابلیس نے سجدہ نہ کیا تو اسی حکم عدولی پر اللہ بے نیاز اسے مردود قرار دے دیتا تب بھی جائز ہوتا۔ یعنی کوئی سوال ہی نہ کرتا اور اپنی بارگاہ سے نکال دیتا۔ لیکن اس طرح اعتراض کرنے والے کہہ سکتے تھے کہ ابلیس کو صفائی کا موقع دیئے بغیر مجرم بنا دیا گیا۔ پھر نعوذ باللہ اللہ اور قرآن کی حقانیت پر زبان طعن دراز کرتے۔ لہٰذا اللہ نے شیطان کو چار

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال کر کے ایک تو اسے توبہ کرنے کے چار مواقع فراہم کیے اور ساتھ ہی معترضین کی زبانیں ہمیشہ کیلئے بند کر دیں۔ چار سوال یہ تھے۔

(۱) الحجر آیت 30:۔ اے ابلیس! تجھے کیا ہو گیا ہے؟

(۲) الاعراف آیت 12: (اے ابلیس!) تجھے کس نے روکا کہ تو نے سجدہ نہ کیا۔ جبکہ میں نے تجھے حکم دیا تھا؟

(۳) اے ابلیس! تجھے کس نے اس (آدم علیہ السلام) کو سجدہ کرنے سے روکا ہے۔ جسے میں نے اپنے دست (کرم) سے بنایا ہے؟ (ص آیت 75)

(۴) کیا تو نے تکبر کیا یا تو بلند رتبہ تھا؟ (ص آیت 75)

سوالوں کا انداز بتا رہا ہے کہ ان کے چار ہی جواب بنتے تھے۔ جو اوپر بیان ہو چکے۔ لیکن بدقسمتی ابلیس کی کہ اس نے چاروں مواقع ضائع کر دیئے اور چاروں سوالوں کا ایک ہی جواب دیا۔

(۱) میں ہرگز ایسا نہیں کہ بشر کو سجدہ کروں (الحجر آیت 33)

(۲) میں آگ سے پیدا ہوا یہ مٹی سے بنایا گیا (الاعراف آیت 12)

(۳) میں ایسے بشر کو سجدہ نہیں کرتا جسے تو نے سن رسیدہ سیاہ بودار بجنے والے گارے سے تخلیق کیا ہے۔ (الحجر آیت 33)

(۴) ہاں! میں اس سے بلند رتبہ اور بہتر ہوں۔ (ص آیت 76)

☆ بات سچ موقعہ غلط

غور کرنے والی بات یہ ہے کہ شیطان نے اپنے جواب میں جو کچھ کہا صحیح اور سچ تھا یا جھوٹ اور غلط کہا تھا یعنی ایک دفعہ کہا "بشر" پھر کہا "میں آگ سے بنا یہ مٹی سے بنا" آگے کہا کہ "آدم (علیہ السلام) کو تو نے سن رسیدہ سیاہ بودار بجنے والے گارے سے تخلیق کیا ہے" اور پھر کہا ہے کہ "میں اس سے بلند رتبہ اور بہتر ہوں" یہ سب کچھ سچ ہے۔ اور اگر یہ سچ ہے تو کیا سچ بولنے پر اس طرح کہا جاتا ہے کہ نکل جا یہاں سے؟ حالانکہ یہی سچ تو اللہ نے خود قرآن میں بیان کیا ہے۔ اور دوسری بات! کیا اس سچ کا فرشتوں کو نہیں پتا تھا؟ ان سب باتوں کا ایک ہی جواب ہے کہ بات تو سچ تھی لیکن ہر سچ ہر موقع کیلئے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہوتا۔

☆ ماں باپ کے ملاپ سے بیٹا پیدا ہوتا ہے۔لیکن یہ سچ کوئی کسی کو نہیں کہتا۔
☆ ایک سچ یہ ہے کہ پتھروں کو چومنا شرک ہے لیکن یہی سچ حجر اسود کیلئے نہیں ہے۔
☆ قرآن کہتا ہے اکڑ کر نہ چل تو پہاڑوں سے اونچا نہیں ہو سکتا۔لیکن یہ سچ طواف کے پہلے تین چکر رمل کیلئے نہیں ہے۔ ☆ سچ یہ ہے کہ خانہ کعبہ کو دیکھنا عبادت ہے لیکن یہ سچی عبادت دوران طواف نہیں کی جاتی۔☆ ایک ہی سچ دو مختلف مواقع پر بھی استعمال ہوتا ہے۔ سفید رنگ کا ان سلا کپڑا جب میت کو پہنایا جائے تو کفن بن جاتا ہے۔ یہی ان سلا کپڑا جب حاجی پہن لے تو کوئی اسے کفن نہیں کہتا ہر کوئی! اس سچ کو نظر انداز کر کے ایک دوسرے موقع کا سچ بولنا شروع کر دیتا ہے۔اور اس دوسرے سچ کا نام ہے۔احرام۔۔۔۔

☆ جوں مارنا جائز اور صحیح ہے۔لیکن دوران حج یہی عمل نا جائز اور غلط ہو جاتا ہے۔ ☆ اچھے صاف ستھرے اور قیمتی کپڑے پہننا جائز اور صحیح ہے لیکن دوران طواف یہی کپڑے ناجائز اور غلط ہو جاتے ہیں۔☆ بیٹھ کر پانی پینا صحیح ہے۔آب زم زم کھڑے ہو کر پینا جائز اور صحیح ہے۔ ☆ سلام کرنا اور جواب دینا سنت عمل ہے لیکن حالت نماز اور دوران خطبہ یہی سنت عمل ساکت ہو جاتا ہے۔ ☆ قرآن کہتا ہے: اے انسان تو ابتداء میں ایک نطفہ کی شکل میں تھا۔تو کبھی کوئی کسی کو نطفہ کے نام سے پکارتا ہے؟ حالانکہ یہ بہت بڑا سچ ہے اور اللہ کے کہنے کے باوجود کوئی کسی کو نطفہ نہیں کہتا۔☆ حضرت آدم (علیہ السلام) و حوا (علیہ السلام) کو جس درخت کا پھل کھانے سے روکا تھا۔وہ جنت میں کھانا غلط اور زمین پر کھانا جائز اور صحیح ہے۔ ☆ گندے نالے کے پانی کے چھینٹے ہمارے کپڑوں پر پڑ جائیں تو نماز کے قابل نہیں رہتے۔لیکن اسی گندے پانی سے پرورش کی ہوئی سبزیاں ہم کھاتے ہیں۔ ☆ جانوروں کا گوبر ہمارے جسم اور کپڑوں کو گندا اور پلید کر دیتا ہے لیکن ہماری فصلوں کیلئے بہترین کھاد اسی گوبر کی ہوتی ہے۔☆ مختلف چھپڑوں اور جوہڑوں کے پانی سے مٹی کا گارا بنا کر اس سے برتن بنائے جاتے ہیں۔ جب بھٹی میں پک کر تیار ہو جاتے ہیں تو وہی کنالی اور پیالہ ہم استعمال کرتے ہیں۔

☆ بعض سچ ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے بولنے سے سزا بھی ملتی ہے۔مثلاً قتل کر کے سچ بولنا کہ میں نے قتل کیا ہے۔چوری کر کے چوری کا اعتراف کرنا۔کافر کے سامنے کلمہ پڑھنا۔

حکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کا اعتراف کر لینا۔ ان جیسی سب سچائیوں پر سزا مقرر ہے اگر خود سزا قبول کر لو اور حکومت اس سزا پر عمل کرنے کی پابندی بھی کرے تو گناہ معاف ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر حکومت عمل کی پابندی نہیں کرتی تو پھر اس سچ کو چھپا لو ورنہ معاشرے میں فساد پیدا ہوگا۔ اور اپنے اللہ سے اس گناہ کی معافی طلب کرتے رہو۔ اسی سچ کا مظاہرہ ہمارے معاشرے میں اکثر ہوتا رہتا ہے۔ کئی لوگ کہتے ہیں میں تو منہ پر سچی بات کہتا ہوں خواہ کسی کو بری لگے کیوں بھئی بری لگنے والی سچی بات تم نے ضرور کرنی ہے! اگر کرنی ہی ہے تو عدالت میں سچی گواہی دیا کرو۔ اگر سچ بولنا ہی ہے تو کسی کا حق دیتے وقت سچ بولا کرو۔ اگر سچ بولنا ہی ہے تو مال فروخت کرتے وقت بولا کرو۔ جس سچ سے معاشرے میں فتنہ و فساد پیدا ہونے کا خطرہ ہو وہ سچ مقبول نہیں۔ شیطان نے سچ ضرور بولا تھا لیکن یہ سچ بولنے سے پہلے اگر یہ سوچ لیتا کہ اس سچ کا فرشتوں کو بھی پتہ ہے وہ نہیں بولے۔ اگر یہ سوچ لیتا کہ اللہ کو تو سب سے پہلے اس سچ کا علم ہے۔ اگر سوچ لیتا کہ یہ موقع اس سچ کو بولنے کا نہیں ہے۔ تو شائد نتیجہ کچھ مختلف ہوتا۔

☆ حکم عدولی اور سزا

شیطان کو سجدے کا حکم ہوا اور اس نے نہ کیا۔ آدم (علیہ السلام) کو درخت کا پھل کھانے سے منع کیا اور انہوں نے کھا لیا۔ ظاہری طور پر دونوں کا عمل ایک ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ دونوں نے حکم عدولی کی اور کیا دونوں کو سزا ملی؟ ☆ پہلی بات یہ ہے کہ دونوں کا عمل ایک جیسا ہونے کے باوجود ایک جیسا نہیں کیونکہ شیطان نے حکم عدولی کی اور آدم (علیہ السلام) سے حکم عدولی ہو گئی۔ شیطان کی حکم عدولی اس کا انکار تھا سو وہ کافر ہو گیا۔ آدم (علیہ السلام) کی حکم عدولی ایک بھول تھی۔

(بقرہ 34، طٰہٰ 115) اور آدم (علیہ السلام) نے حکم عدولی پر فوراً معافی مانگ لی اور توبہ کی (البقرہ 37)

☆ دوسری بات: شیطان نے آدم (علیہ السلام) و حوا (علیہ السلام) سے دشمنی کی اور بہکا کر دونوں کو جنت سے نکلوا دیا اور انہیں مشقت اور آزمائش میں ڈال دیا (طٰہٰ 117) اب دو فریق ہیں ایک دشمنی کر کے ظلم کرتا ہے۔

دوسرا دشمنی کی زد میں آ کر مظلوم بنتا ہے۔ بتائیں سزا کس کو ملے گی؟ ظالم کو یا

حکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مظلوم کو؟ اور شیطان کا تکلیف پہنچانا قرآن سے ثابت ہے۔ جیسا سورۃ ص آیت 41 میں ہے "اور ایوب (علیہ السلام) نے جب اپنے رب کو پکارا کہ مجھے شیطان نے بڑی اذیت اور تکلیف پہنچائی ہے تو آدم (علیہ السلام) کو تو پہلے ہی بڑی تکلیف پہنچائی گئی تھی۔ اب سزا صرف شیطان کو ہی ملنی تھی سو مل گئی۔

☆ **اگلی بات:** آدم (علیہ السلام) اور شیطان دونوں کو نکلنے کا جو حکم ہوا اس کے الفاظ پر غور کریں: شیطان سے کہا: "اے ابلیس! تجھے کوئی حق نہیں پہنچتا کہ تو یہاں تکبر کرے۔ پس یہاں سے نکل جا بیشک تو ذلیل و خوار لوگوں میں سے ہے۔ (الاعراف 13 اور 18) "اور آدم (علیہ السلام) کو فرمایا: کیا میں نے یہ نہ فرمایا تھا کہ بے شک شیطان تم دونوں کا کھلا دشمن ہے۔ "تم نیچے اتر جاؤ۔۔۔۔۔۔تمہارے لیے زمین میں معین مدت تک جائے سکونت اور متاع حیات (مقرر کر دیے گئے ہیں)" (الاعراف 22,24)

دونوں کے لیے الگ الگ الفاظ بتا رہے ہیں کہ ایک کو ناراضگی میں دفع کیا جا رہا ہے اور دوسرے کو نصیحت اور دلاسہ دے کر اپنے مقام پر بھیجا جا رہا ہے۔ ☆ پھر سزا کا تصور یہ ہے کہ کسی کو اس کے اصلی مقام سے گرا دیا جائے۔ شیطان کی اصلی جگہ فرشتوں کے ساتھ قرب الٰہی میں تھی جبکہ آدم (علیہ السلام) کو بنایا ہی زمین کیلئے تھا۔ **"انی جاعل فی الارض خلیفة"** سو آدم (علیہ السلام) کا مقام تو زمین ہی تھا۔ جنت سے نکالنے میں شیطان کا مقام گرا تھا۔ آدم (علیہ السلام) کا نہیں لہٰذا سزا شیطان کو ملی۔

☆ **آخری بات:** کیا سجدہ نہ کر کے شیطان نے اللہ کو سجدہ کرنے سے انکار کیا تھا؟ کیا سجدہ نہ کر کے اس نے توحید کا انکار کیا تھا۔ کیا سجدہ نہ کر کے اس نے شرک کیا تھا؟۔ کیا سجدہ نہ کر کے اس نے اللہ سے تکبر کیا تھا؟ کیا سجدہ نہ کر کے اس نے اللہ کے حکم کی نافرمانی کی تھی؟ (نہیں! حکم فرشتوں کو ہوا تھا اور وہ جنات میں سے تھا)۔ کیا سجدہ نہ کر کے اس نے اپنے آپ کو اللہ سے بلند رتبہ جانا تھا؟ کیا سجدہ نہ کر کے اس نے اللہ کی معبودیت کا انکار کیا تھا؟ کیا سجدہ نہ کر کے اس نے اللہ کی شان میں گستاخی کی تھی؟

نہیں شیطان نے سجدہ نہ کر کے صرف شان نبوت میں گستاخی کی تھی اور شان نبوت میں ایک سجدے کی نافرمانی نے فرماں برداری میں اللہ کو کیے ہوئے تمام سجدوں پر

حکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

پانی پھیر دیا اور اسے ہمیشہ کیلئے مردود بنا دیا۔ آدم (علیہ السلام) کی شان میں سجدہ نہ کرنے کی گستاخی اللہ نے گوارا نہ کی اور ادھر محبوب کی شان میں اونچی آواز کرنے کو زندگی کے تمام اعمال کی بربادی قرار دے دیا۔ (حجرات 2)۔ اپنی گستاخی پر اللہ نے توبہ کا دروازہ رکھا ہوا ہے جبکہ اپنے انبیاء کی گستاخی پر توبہ کی توفیق ہی نہیں دیتا۔ ذرا غور کریں! ایک سجدہ نہ کرنے پر بات اتنی بڑھ گئی اور ہم پنجگانہ نماز کے چھیانوے (96) سجدے نہیں کرتے کبھی توبہ کی؟

☆ نفس انسان کا دشمن

اس سے پہلے کہ اس دشمنی کی بات کی جائے اس نفس کے متعلق کچھ عرض کر دوں جو مجھے سمجھ آئی ہے۔ البتہ کسی پر اس کو ماننے یا نہ ماننے کی پابندی نہیں۔ اس سے بہتر نالج (علم) بھی ہوگا اور یقیناً ہوگا اس لیے اس کو رد کرنے کا اختیار ہے۔ نفس کیا ہے؟

Q: What is Nafs? It is a potential and acting force lying in any corner of human brain which commands every part of human body.

پہلی تعریف: "نفس انسانی دماغ کے کسی ایک گوشے میں رہنے والی مخفی قوت عاملہ ہے جو جسم کے ہر حصے پر کمانڈ رکھتی ہے۔" جیسے مقناطیس میں مخفی قوت عاملہ موجود ہوتی ہے۔ وہ اپنی طرف کھینچتی بھی ہے اور اپنے سے پرے دھکیلتی بھی ہے۔

دوسری تعریف: "ہر انسان کے اندر ایک منفی قوت عاملہ بطور تخلیقی جز رکھ دی گئی ہے جو اپنے عمل سے اس پر اثر انداز ہوتی رہتی ہے۔" اور انسان پوری زندگی اللہ کی عطا کردہ عقل اور علم سے اپنا دفاع کرتا رہتا ہے۔ (اسی نے انسان کو آگ میں پکے ہوئے خشک گارے سے بنایا) الرحمٰن 14: چونکہ شیطان کو آگ سے بنایا اور انسانی تخلیق میں بھی ایک جز آگ ہے۔ لہٰذا آگ کا یہی شعلہ منفی قوت عاملہ کے طور پر کام کرتا ہے اور یہی نفس ہے۔

تیسری تعریف: "نفس ایک ایسی کڑی ہے جس نے جسم اور روح کو آپس میں جوڑ کر رکھا ہوا ہے۔ کل نفس ذآئقۃ الموت o کے تحت یہ نفس کی کڑی ٹوٹ جائیگی اور نفس کی موت واقع ہو گی۔ تو جسم اپنی اصل مٹی میں چلا جائے گا۔ اور روح اپنی اصل آسمان کی طرف چلی جائے گی۔ (علامہ محمد آصف ڈار)۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چوتھی تعریف: "نفس انسان کے ساتھ جڑا ہوا ایک ایسا غیر مرئی عنصر ہے۔ جس نے لذات، خواہشات اور شہوات کو اس کیلئے مرغوب بنا رکھا ہے۔"

پانچویں تعریف: "نفس شیطان کی فوج کا ایک سپاہی ہے جو اس نے انسان پر مسلط کر رکھا ہے۔ (بنی اسرائیل 64-63) (اللہ نے فرمایا۔۔۔۔۔اور جن پر تیرا بس چلتا ہے ان پر اپنے سوار اور پیادہ دستوں کو چڑھا دے)۔"

چھٹی تعریف: "نفس انسان کے اندر ایک ایسا کیریکٹر ہے جو اچھائی برائی دو قوتوں کے زیر اثر ہوتا ہے۔"

☆نفس کی اقسام

قرآن نے نفس کی پانچ قسمیں بیان کی ہیں۔

(۱) نفس امارہ بالسوء:۔ برائی کا حکم دینے والا نفس۔ (یوسف 53)

(۲) نفس لوامہ:۔ برائیوں پر ملامت کرنے والا نفس۔ (قیامۃ 2)

(۳) مطمئنہ:۔ اطمینان پا جانے والا نفس۔ (فجر 27)

(۴) نفس راضیہ:۔ اللہ کی رضا کا طالب نفس۔ (فجر 27)

(۵) نفس مرضیہ:۔ اللہ کی رضا کا مطلوب نفس۔ (فجر 27)

ان میں برائیوں والا نفس صرف نفس امارہ بالسو ہے۔ اب جہاں بھی نفس کہا جائے گا اس سے مراد اوپر بیان کردہ کوئی بھی نفس ہو سکتا ہے۔

☆نفس کی دشمنیاں:۔ انا جسے "مَیں" کہتے ہیں۔ یہی تکبر ہوتا ہے کہ نفس انسان کو بڑائی کے احساس میں مبتلا کر دیتا ہے اور اسے نیچے نہیں آنے دیتا۔ غصہ اور نفرت جب کسی پر غصہ آتا ہے تو ساتھ ہی آنکھوں میں نفرت آ جاتی ہے۔ پھر وہی نفرت اسے کئی گناہوں پر آمادہ کرتی ہے اور انسان گناہوں میں ڈوبتا چلا جاتا ہے۔

حسد کرنا:۔ کسی کی ترقی پر دل میں تنگی اور گھٹن محسوس کرنا اور خواہش کرنا کہ یہ سب کچھ میرے پاس ہونا چاہیے۔ یہ جذبہ انسان کو اندر ہی اندر جلا دیتا ہے۔ پھر دلوں میں نفرت اور کدورت پیدا کرتا ہے اور گناہوں کی کئی راہیں کھل جاتی ہیں۔

کینہ و بغض:۔ کسی کے بارے دل میں برائی کو پالنا اور موقعہ ملنے پر اسی برائی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سے اس پر حملہ کرنا اور نقصان پہنچانا۔

حرص و لالچ، طمع، خود غرضی:۔ دنیا کے مال کو اکٹھا کرنا اور دوسروں سے کسی نہ کسی طریقے اپنا مطلب نکالنا۔ اس سے خلوص اور ایثار کے جذبے ماند پڑ جاتے ہیں۔

بخل، کنجوسی:۔ مال اور طاقت ہوتے ہوئے اسے کسی جائز کام پر نہ استعمال کرنا بخل کہلاتا ہے۔ بخل ہی انسان کو لالچی اور خود غرض بناتا ہے۔ جس سے خلوص اور پیار محبت کو نقصان پہنچتا ہے۔

خوشامد:۔ نفس کو یہ بہت ہی پسند ہے کہ ہر کوئی اسی کی تعریف کرے خواہ وہ بے جا ہی ہو۔ یہ چیز حکمران طبقے کو بڑی پسند ہے اور ان کے ماتحت عملے میں اکثر پائی جاتی ہے جس سے عوام کے حق میں فیصلے غلط کر دیئے جاتے ہیں۔

خود نمائی اور ریا کاری:۔ دونوں کچھ ملتی جلتی چیزیں ہیں۔ دل میں یہ خواہش ہونا کہ ہر جگہ، ہر فنکشن، ہر محفل میں میں ہی نمایاں اور سرکردہ نظر آؤں۔ یہ خود نمائی ہے۔ اپنی ہر نیکی کو اللہ کے بجائے لوگوں کیلئے سرانجام دینا کہ لوگ اسے اچھا جانیں۔ یہ ریا کاری ہے۔ اپنی ہر نیکی کو ہر جگہ لوگوں میں مشہور اور جس پر نیکی کی ہے اسے بدنام کرتے پھرنا۔ یہ بھی ریا کاری ہے۔ یہ انسان کے خلاف نفس کے بہت بڑے ہتھیار ہیں۔

شہوت:۔ ہر لذیذ شے کی شدید خواہش رکھنا شہوت کہلاتا ہے۔ انسان ہر وقت اسی کی تلاش میں رہتا ہے۔ باقی ہر شے بھول جاتا ہے۔ یہی شہوت اسے اندھا کر دیتی ہے۔ یہ بھی نفس کا بہت بڑا ہتھیار ہے۔ سستی و کاہلی و آرام طلبی، گلہ کرنا، شکوہ کرنا، غیبت و چغلی، طعنہ زنی، تہمت لگانا، عیب جوئی وغیرہ وغیرہ یہ سب نفس کے مرغوب کام ہیں۔

☆ نفس کا مزید بیان:۔ قرآن نے نفس کے کئی معانی لیے ہیں۔ جیسے دل، جان، شخص اور نفس امارہ بالسوء سورۃ یوسف آیت 68: مگر یہ یعقوب (علیہ السلام) کے نفس کی ایک خواہش تھی جسے اس نے پورا کیا۔ اور بے شک یعقوب (علیہ السلام) صاحب علم تھے۔

آیت 77: انہوں نے کہا: اگر اس نے چوری کی ہے۔ بے شک اس سے پہلے اس کا بھائی بھی چوری کر چکا ہے۔ سو یوسف (علیہ السلام) نے یہ بات اپنے نفس (دل) میں رکھی اور اسے ان پر ظاہر نہ کیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

آیت 83: یعقوب (علیہ السلام) نے کہا: بلکہ تمہارے نفسوں نے یہ بات تمہارے لیے مرغوب بنا دی ہے۔

البقرہ آیت 48: اس دن سے ڈرو جس دن کوئی نفس کسی دوسرے نفس کی طرف سے کچھ بدلہ نہ دے سکے گا

(نفس امارہ بالسو کی بات ہو رہی ہے)۔

مائدہ آیت 30: پھر اس (قابیل) کے نفس نے اس کیلئے اپنے بھائی (ہابیل) کا قتل آسان کر دکھایا۔

مائدہ آیت 32: ہم نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا کہ جس نے کسی نفس کو بغیر وجہ نفس کے بدلے نفس (قصاص) یا زمین میں فساد پھیلانے کے لیے قتل کر دیا تو گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل کر ڈالا۔

مائدہ آیت 45: اور ہم نے اس (توریت) میں ان پر فرض کر دیا تھا کہ نفس کے بدلے نفس ہے۔

مائدہ آیت 52۔۔۔۔۔۔تو یہ لوگ اس (منافقانہ سوچ) پر جسے یہ اپنے نفسوں میں چھپائے ہوئے ہیں شرمندہ ہو کر رہ جائیں۔

مائدہ آیت 116:۔۔۔۔۔(اے اللہ) تو ہر اس (بات) کو جانتا ہے جو میرے نفس میں ہے۔

سورۃ انعام آیت 12:۔۔۔۔۔۔۔ جنہوں نے اپنے نفسوں کو (دائمی) خسارے میں ڈال دیا ہے سو وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

الحشر آیت 9: اور جو شخص اپنے نفس کے بخل سے بچا لیا گیا پس وہ لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ اور جو کوئی بخل کرتا ہے وہ محض اپنے ہی نفس (کی وجہ) سے بخل کرتا ہے۔ (محمد 38)

☆ علاج:۔ ہر دشمنی کا علاج موجود ہے اور ہو بھی سکتا ہے۔ مگر کرنا شرط ہے۔

(۱) انسانی دشمنی کا علاج (۲) شیطانی دشمنی کا علاج (۳) نفسانی دشمنی کا علاج

(۱) انسانی دشمنی کا علاج:۔ انسانوں کے اس جنگل میں حقوق و فرائض کی ایک جنگ جاری ہے۔ جنگ اس لیے جاری ہے کہ ایک عام فرد سے لے کر ایک ملک تک

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے حقوق و مفادات کی بات کرتا نظر آتا ہے۔ فرائض ہر کسی نے چھوڑ رکھے ہیں۔ علاج یہ ہے کہ اپنے حقوق دبا کر ہر کوئی اپنے فرائض ادا کرنا شروع کر دے۔ دشمنی کم ہونا شروع ہو جائے گی۔ معاشرے کا ہر بڑا اپنے ہر چھوٹے پر شفقت اور مہربانی کرے۔ بازاروں میں، بسوں میں، ویگنوں میں، ہوائی جہازوں میں دوران سفر ہر بڑا اپنی گفتگو میں "میرا بیٹا، میری بیٹی، میرا چن، میرا سوہنا، دھی رانی، میری بہن، جی بھائی جی، ویر جی" کے الفاظ استعمال کرے۔ ☆ ہر باپ سیرت طیبہ کی مختصر اور سادہ سی کتاب گھر میں رکھے اور اپنے بچوں کو اس کی تعلیم دینے کا اہتمام کرے اور خود بھی سیرت پاک اپنانے کی کوشش کرے۔ حسن اخلاق اور حسن معاشرت پر خصوصی توجہ دے۔ ☆ ہر ماں اپنی بیٹی کو مروجہ تعلیم کیساتھ ساتھ خصوصی طور پر گھریلو کاموں میں ماہر بنائے اور اسے سسرال گھر کیلئے تیار کرے۔ بچوں کی پرورش کے اچھے اچھے طریقے سکھائے اور اپنے سسرال والوں کے دل جیتنے کی تعلیم دے۔ یوں سمجھیں میکہ گھر ایک پریکٹیکل لیب ہے۔ جو ہر ماں باپ نے بیٹی کے سسرال کیلئے اپنے گھر میں بنا رکھی ہے۔ اگر وہ بیٹی کو پریکٹیکل نہیں کرواتے تو خدانخواستہ بیٹی سسرال کے پیپر میں فیل ہو سکتی ہے۔ ☆ ہر آدمی اپنے ساتھیوں کی عزت نفس کا پورا پورا خیال رکھے۔ مخاطب کرنے کیلئے او یا اوئے کی بجائے ہر ایک کو اس کے پورے نام سے مخاطب کیا جائے۔ مثلاً محمد ریاض! اشرف علی! محمد آصف! محمد بوٹا غیرہ۔ صفاتی اور مختصر نام سے بھی پکارا جا سکتا ہے۔ مثلاً حافظ صاحب! بھٹی صاحب! چیمہ صاحب! میاں صاحب! رانا صاحب وغیرہ۔ ☆ گھر کے اندر ساس اور سسر بہو کیلئے وہی الفاظ استعمال کریں۔ جو اپنی بیٹی کیلئے استعمال کرتے ہیں: بیٹی، دھی رانی، چندا، بہو رانی۔ ☆ بہو کے والدین کے ساتھ موبائل پر رابطہ رکھیں۔ ان کا حال پوچھیں اور اپنا حال چال بتائیں۔ ان کی بیٹی کی بھی اپنی موجودگی میں بات چیت کرادیں۔ اچھا ماحول پیدا ہو جائے گا۔ ☆ کبھی کبار بہو کے والدین سے ملاقات کا پروگرام بناتے رہا کریں اور ان کو اپنے گھر مدعو کرتے رہا کریں۔ ☆ دونوں اطراف اپنے گھریلو معاملات میں مشاورت اور تجاویز کا تبادلہ کیا کریں۔ اعتماد بڑھے گا۔ ☆ مشاورت کی حد سے آگے دوسروں کے گھروں میں مداخلت نہ کریں۔

انہیں آزادانہ اپنے معاملات طے کرنے دیں۔ ☆ دونوں اطراف کے والدین اپنی بیٹی یا بیٹے کے ذریعے کسی رشتے کے طے کرنے میں ایک دوسرے پر دباؤ نہ ڈالیں بلکہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ان کی مرضی کے مطابق تعاون کریں۔☆ اکثر گھروں اور خاندانوں میں شادی اور غمی خوشی کے موقعوں پر روٹھنے اور منانے کا رویہ ایک لازمی جز کے طور پر رواج پا چکا ہے۔ معاشرے کے جس فرد میں یہ رویہ ہے۔ وہ اسے فوراً ختم کر دے۔ دوسروں کے گھر میں فساد پیدا کرنے کی بجائے ان کی ہر طرح مدد کی جائے۔ ☆ ایک فرد کے روٹھنے سے تقریب والا پورا گھر اور تقریب میں شامل تمام لوگ پریشان ہو جاتے ہیں اور تقریب بھول کر اسے منانے کیلئے رشتے دار۔ دوست احباب۔ بہن بھائی اور والدین منتیں سماجتیں کر رہے ہوتے ہیں۔ تمام لوگوں کی توجہ کا مرکز وہی ایک روٹھنے والا فرد بن جاتا ہے یہی وہ چاہتا ہوتا ہے۔ کہ موقع کوئی بھی ہو لوگوں کی نگاہوں کا مرکز میری ذات ہو۔ وہ سوچ لے کہ اگر کوئی دوسرا میرے گھر کی تقریب میں میرے ساتھ یہ رویہ کرے تو پھر کیا ہوگا؟ ☆ ہر ساس سسر اپنی بہو کو صبح جگانے کیلئے طنزیہ فقروں کی بجائے صرف ایک سادہ سا فقرہ استعمال کریں: بیٹی اٹھ جاؤ نماز کا ٹائم ہو گیا ہے۔

☆ ہر ساس سسر بہو اور بیٹی کیلئے دو ہرا معیار محبت چھوڑ کر ایک ہی معیار محبت قائم کرے۔ مثلاً بہو دیر تک سوتی ہے تو ان کی اپنی بیٹی بھی دیر تک سوتی ہے۔ بہو کو روٹی پکانی نہیں آتی تو اپنی بیٹی بھی ایسی ہی ہے۔ بہو ٹی وی دیکھتی ہے تو بیٹی بھی کوئی ڈرامہ مس (MISS) نہیں کرتی۔ وغیرہ وغیرہ۔

☆ ہر ساس سسر گھر کے کاموں کی فہرست بنا کر بہو اور بیٹیوں میں تقسیم کر دے۔ ☆ غیر شادی شدہ بیٹوں اور بیٹیوں کے ذاتی کام بہو سے نہ کروائے جائیں۔ ☆ شادی شدہ بیٹوں کے تمام ذاتی کام ان کی بیویوں کے سپرد کیے جائیں۔ ☆ پہلے دن سے ہی غیر شادی شدہ نندوں دیوروں اور بہو کے درمیان احترام کا رشتہ قائم کرنے کا درس دے دیا جائے اور انہیں بتا دیا جائے کہ اسلام نے دیور کو غیر محرم قرار دیا ہے۔ احترام کے بغیر تمہارا ایک جگہ رہنا ممکن نہیں۔ اس سے بڑی بات تو کوئی نہیں ہو سکتی کہ بہو دیور کے ساتھ اکیلی حج پر نہیں جا سکتی۔

☆ ہم نے نام نہاد معاشرتی بندھنوں کو اسلام کے اصولوں پر ترجیح دے رکھی ہے۔ اسی لیے ہم دشمنیوں کا شکار ہیں کبھی ہم نے وراثت میں بیٹیوں کا حصہ رکھا؟ یہ حق اللہ نے بیٹیوں کو دے رکھا ہے۔ اگر کوئی بیٹی اپنا حق مانگ لے تو تمام بھائی ناراض ہو جاتے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہیں۔ والدین اپنی زندگی میں ہی بیٹوں کو اس حق سے آگاہ کر دیا کریں۔

☆ ہر ساس غیروں اور بہو کے والدین کے ساتھ اپنی بہو کا گلہ کرنا چھوڑ دے۔

☆ دوران سفر بازار میں یا سڑک پر کسی سے کسی کو چوٹ لگ جائے یا نقصان پہنچ جائے تو فوراً "سوری" اور معافی چاہتا ہوں" کے الفاظ استعمال کرے۔

☆ اگر آپ کو نقصان یا چوٹ لگ جائے تو آپ بھی معاف کرنا سیکھ لیں۔☆ ہر آدمی دوسرے کو سلام کرنے کی عادت ڈال لے۔

☆ شیطانی دشمنی کا علاج

اللہ سے صراط مستقیم کی توفیق مانگتے رہیں اور پھر اس صراط مستقیم پر چلنے کی کوشش کرتے رہیں۔ ☆ اللہ کی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کرتے رہیں۔ زبان سے بھی اور عملی طور پر بھی۔۔۔۔اور شکر ادا کرنے کی اعلیٰ شکل نماز ہے۔ ☆ بڑوں کی حکم عدولی اور نافرمانی سے بچیں۔ اللہ سے لے کر معاشرے کا بڑا فرد سب اس میں شامل ہیں۔ ☆ دلوں میں وسوسہ آنے پر اللہ کی پناہ مانگا کریں۔☆ بے شرمی اور بے حیائی کے کاموں سے بچیں۔ "اور بے شک نماز بے حیائی کے کاموں سے روکتی ہے۔" (القرآن) لہٰذا پنجگانہ نماز کی پابندی کریں۔ ☆ جھوٹ بولنے اور جھوٹی قسمیں کھانے کی اپنے اوپر پابندی لگالیں۔ ☆ کسی کو دھوکہ اور فریب نہ دیں۔

☆ معاشرے میں فتنہ و فساد پیدا کرنے کا سبب نہ بنیں۔☆ فحش میوزک سے دور رہیں۔☆ شرکیہ اور غیر شرعی محفل سماع میں شرکت نہ کریں۔☆ نجومیوں اور جھوٹے پیروں کے جال میں نہ پھنسیں۔☆ کسی کو اذیت اور تکلیف میں مبتلا نہ کریں۔ ☆ جھوٹے وعدے نہ کریں بلکہ وعدے کو پورا کریں۔☆ نماز میں دنیاوی خیالات آنے پر اللہ کی پناہ مانگیں۔

☆ نفسانی دشمنی کا علاج:۔ ☆انا، تکبر، غرور اور احساس بڑائی کو عاجزی اور انکساری کی کڑوی گولی سے ختم کریں۔☆ غصے اور نفرت اور حقارت کو درود شریف کے ذریعے پیار و محبت میں بدلا جائے۔☆ کسی کی خوشیوں میں شریک ہو کر اور خوشی کا اظہا کر کے حسد کو ذبح کیا جائے۔ محنت و مشقت و جہد مسلسل سے اپنے آپ کو اس قابل بنایا جائے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کہ آپ رشک کر سکیں ۔☆ کینہ ،بغض،عناد کو ختم کریں اور ہر کسی سے نیکی اور احسان کیا جائے ۔☆ حرص ،لالچ ،خودغرضی،طمع کی جگہ خلوص،ایثار اور قربانی کے جذبے اجاگر کریں۔ احسان فراموشی کی بجائے احسان یاد رکھا جائے اور اس کا بدلہ اتارا جائے ۔☆ بخل اور کنجوسی کو سخاوت کے ذریعے ختم کیا جائے ۔ ☆ خوشامد ،خونمائی ،ریاکاری کو ملامت مذمت اور حقارت کی چھری سے قتل کیا جائے ۔علی ہجویریؒ (داتا صاحب) نے اپنی کتاب کشف المحجوب صفحہ 107 سے 11 پر اکثر صوفیا کے واقعات باب ملامت و مذمت کے ذیل میں لکھے ہیں۔

☆ اپنے آپ کو لذات سے دور رکھ کر شہوت کا گلہ گھونٹا جائے ۔ ☆ سستی و کاہلی و آرام طلبی کو تہجد اور مشقت کے ذریعے ختم کیا جائے ۔☆ گلہ شکوہ ،غیبت چغلی ،طعنہ زنی ،تہمت زنی اور عیب جوئی کی جگہ اللہ ھو اور درود پاک کے ذکر سے زبان کو تر اور معروف رکھا جائے۔

☆ نتیجہ :۔ اگر زیر بحث موضوع کو سمیٹا جائے تو نتیجہ کچھ یوں نکلتا ہے ۔☆ انسان،شیطان اور نفس کی اس تکون میں انسان اکیلا ہے ۔ باقی دو اس کے دشمن ہیں۔ شیطان خارجی دشمن اور نفس داخلی دشمن ہے ۔☆ شیطان اور نفس آپس میں حلیف ہیں اور انسان کے مقابلے میں ایک دوسرے کی مدد بھی کرتے ہیں ۔☆ نفس کیلئے دوسرے الفاظ بھی بولے جاتے ہیں ۔

☆ فطرت :۔ بدفطرت کا مالک ہونا ۔مثلاً فلاں بدفطرت ہے ۔

☆ طبیعت :۔ سخت طبیعت کا مالک ہونا ۔مثلاً فلاں سخت طبیعت والا ہے۔

☆ مزاج :۔ گرم مزاج ،اکھڑ مزاج ،دھیمہ مزاج ،سخت مزاج ،نرم مزاج۔

☆ شیطان اور نفس براہ راست متناسب ہیں ۔

نفس OC شیطان

یعنی اگر نفس طاقتور ہوگا تو نتیجۃً شیطان بھی طاقتور ہو جائے گا۔جوں جوں نفس کمزور ہوتا جائے گا شیطان کے حملے بھی کمزور ہوتے جائیں گے ۔

اور اسی طرح

شیطان OC نفس

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی شیطان طاقتور تو نفس طاقتور اور شیطان کمزور تو نفس کمزور۔

☆ اس سے فزکس کے اصول کے مطابق مندرجہ ذیل دو فارمولے اخذ ہونگے۔

		نفس	OC	شیطان
نفس	x	انسان	=	شیطان 1
		شیطان	OC	نفس
شیطان	x	انسان	=	نفس 2

نوٹ:۔ پڑھنا اس طرح ہے۔ (۱) شیطان برابر ہے انسان ضرب نفس

(۲) نفس برابر ہے انسان ضرب شیطان یعنی دونوں صورتوں میں انسان اکیلا ہے۔

☆☆☆

حکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 3 تخلیق اشرف

مندرجات

☆	تخلیق آدم (علیہ السلام)	61
☆	تخلیق بنی آدم (علیہ السلام)	62
☆	تخلیق بنی آدم اعجازی	63
☆	حضرت اسحاق (علیہ السلام) کی تخلیق	64
☆	حضرت یحییٰ (علیہ السلام) کی تخلیق	65
☆	تخلیق محمد ﷺ	68
☆	شیشے کی اقسام	68
☆	سیمنٹ کی اقسام	70
☆	بشری پہلو	71
☆	نکات	72
☆	مٹی کے رذائل	74
☆	تخلیق مصطفےٰ ﷺ کا نوری پہلو	76
☆	نوری پہلو کے بارے میں احادیث	78
☆	تخلیق مصطفےٰ ﷺ کا حقیقی پہلو	80

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تخلیق اشرف

☆ عدم کو ہستی میں، نہ ہونے کو ہونے میں، غیر مذکور کو مذکور میں، غیر وجود کو وجود میں بدلنا تخلیق کہلاتا ہے اور تخلیق کو کسی بھی طریقے سے اس عالم دنیا میں لانا ولادت کہلاتا ہے۔ دونوں کام اللہ کے ہیں۔ موضوع کو ہم مندرجہ ذیل حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔

(۱) تخلیق آدم (علیہ السلام) (۲) تخلیق بنی آدم (۳) تخلیق بنی آدم اعجازی

تخلیق آدم (علیہ السلام) کے حوالے سے قرآن نے سات مراحل بیان کیے ہیں جو عرفان القرآن سے لکھے گئے ہیں۔

(۱) تخلیق آدم (علیہ السلام)

(۱) ☆ وہی ہے جس نے تمہیں مٹی سے بنایا۔ (تراب سے) المومن آیت نمبر 67۔

(۲) ☆ وہی ہے جس نے پانی سے آدمی کو پیدا کیا (پانی سے) الفرقان آیت نمبر 54۔

(۳) ☆ وہی ہے جس نے تمہیں مٹی کے گارے سے بنایا (طین سے) الانعام آیت نمبر 2۔

(۴) ☆ بے شک ہم نے انہیں چپکنے والے گارے سے بنایا ہے۔ (طین

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لازب سے) الصّٰفّٰت آیت نمبر 11۔

(۵) ☆اور بے شک ہم نے انسان کی تخلیق خشک بجنے والے سیاہ بودار گارے سے کی (صلصالٍ من حمإ مسنون) الحجر آیت نمبر 26۔

(۶) ☆ اسی نے انسان کو ٹھیکری کی طرح بجتے ہوئے خشک گارے سے بنایا (صلصالٍ کالفخار) الرحمٰن 14۔

(۷) ☆اور بے شک ہم نے انسان کی تخلیق مٹی (کے کیمیائی اجزاء) کے جوہر سے کی (سلالۃٍ من طین) المومنون 12۔

ان سات مراحل کے مکمل ہونے پر جب آدم (علیہ السلام) کا خمیر تیار ہو گیا تو اللہ رب العزت نے فرشتوں سے فرمایا۔ میں زمین میں اپنا خلیفہ (نائب) بنانے والا ہوں۔ (البقرہ 30) پھر جب میں اس کی تشکیل کو کامل طور پر درست حالت میں لا چکوں اور اس پیکر میں اپنی روح پھونک دوں تو تم اس کیلئے سجدہ میں گر پڑنا (الحجر 29)

پھر اس کو درست کیا اور اس میں اپنی روح (حیات) پھونکی (السجدہ 9) اور دنیا کا سب سے پہلا انسان آدم (علیہ السلام) بنا دیا۔ السجدہ آیت 7,8 اس (اللہ) نے انسانی تخلیق کی ابتداء (آدم علیہ السلام کی) مٹی سے کی۔ پھر اس کی نسل کو حقیر پانی کے نچوڑ (نطفہ) سے چلایا۔

(۲) تخلیق بنی آدم (علیہ السلام)

السجدہ آیت 7-8: پھر اس (اللہ) نے انسانی تخلیق کی ابتداء (آدم علیہ السلام) مٹی سے کی پھر اس کی نسل کو حقیر پانی کے نچوڑ (نطفہ) سے چلایا)۔ یہ تخلیق کا دوسرا حصہ ہے۔ جو ماں کے پیٹ میں مکمل ہوتا ہے۔ سورۃ زمر آیت نمبر 6۔ "وہ (اللہ) تمہاری ماؤں کے رحموں میں ایک مرحلہ سے دوسرے مرحلہ میں ترتیب کے ساتھ تمہاری تشکیل تین قسم کے تاریک پردوں میں مکمل فرماتا ہے" اس کے تمام مراحل قرآن نے بیان کیے ہیں ان مراحل کی ترتیب عرفان القرآن سے لکھی گئی ہے۔ سورۃ المومنون آیت نمبر 13,14۔

(1) پھر ہم نے اسے نطفہ بنا کر ایک مضبوط جگہ (رحم مادر) میں رکھا۔ (قرارٍ مکین)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(2) پھر ہم نے اس نطفہ کو (جونک کی صورت میں) معلق وجود بنادیا۔(علقۃ)

(3) پھر ہم نے اس معلق وجود (علقہ) کو ایک (ایسا) لوتھڑا بنا دیا جو دانتوں سے چبایا ہوا لگتا ہے۔(مضغۃ)

(4) پھر ہم نے اس لوتھڑے سے ہڈیوں کا ڈھانچہ بنایا۔(عظاماً)

(5) پھر ہم نے ان ہڈیوں پر گوشت (اور پٹھے) چڑھائے۔(لحماً)

(6) پھر ہم نے اسے تخلیق کی دوسری صورت میں نشو ونما دی۔(خلقاً آخر)

اس خلقاً آخر کی وضاحت السجدہ آیت نمبر 9 میں فرمائی۔"پھر اس (میں اعضاء) کو درست کیا۔اور اس میں اپنی روح (حیات) پھونکی اور تمہارے لیے کان اور آنکھیں اور دل و دماغ بنائے"۔

(7) پھر (اس) اللہ نے (اسے) بڑھا (کر محکم وجود بنا) دیا۔(فتبٰرک اللہ)

(۳) تخلیق بنی آدم (علیہ السلام) اعجازی

تخلیق بنی آدم (علیہ السلام) اعجازی میں وہ تخلیقات ہیں جو عمومی کلیہ سے ہٹ کر اعجازاً کی گئی ہیں: یہ تخلیقات قرآن نے جو بیان کی ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

☆ حضرت اسحاق (علیہ السلام) کی تخلیق ☆ حضرت یحییٰ (علیہ السلام) کی تخلیق ☆ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی تخلیق ☆ حضرت محمد ﷺ کی تخلیق۔

اس سے پہلے کہ ان تخلیقات کا ذکر کیا جائے۔مثال کیلئے ان جیسی ایک دوسری تخلیق کا قرآن سے مطالعہ کر لیتے ہیں۔سورۃ ہود آیت نمبر 64: "اور اے میری قوم! یہ اللہ کی اونٹنی ہے۔تمہارے لیے نشانی ہے۔سو اسے چھوڑے رکھو اللہ کی زمین میں کھاتی پھرے اور اسے کوئی تکلیف نہ پہنچانا ورنہ تمہیں قریب عذاب آ پکڑے گا"۔یہاں کچھ سوال پیدا ہوتے ہیں: کیا وہی ایک اونٹنی اللہ کی اونٹنی تھی باقی اونٹنیاں اللہ کی نہیں ہوتیں؟

کیا وہی اونٹنی نشانی تھی یا سب اونٹنیاں نشانی ہوتی ہیں؟ کیا اللہ کی زمین پر کھانے پینے کیلئے اسی اونٹنی کو کھلا چھوڑا جاتا تھا یا سب اونٹنیوں کو؟ کیا اسی اونٹنی کو تکلیف پہنچانے پر عذاب کی وعید تھی یا سب اونٹنیوں کیلئے یہی حکم تھا؟ ان کا جواب یہ ہے کہ یہ اللہ کی (عام طریقے سے ہٹ کر خاص طریقے سے پیدا کردہ) اونٹنی ہے۔اسی لیے اللہ کی یہ نشانی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ چونکہ نشانی ہے (اللہ کی) لہٰذا یہ اللہ کی زمین پر جہاں جی چاہے کھاتی پھرے کوئی بھی اسے کھانے سے روکے اور نہ اسے کوئی تکلیف یا سزا دے اور جو کوئی اللہ کے حکم کے خلاف کرے تو حکم عدولی کی سزا عذاب ہوا کرتی ہے۔ مطلب یہ کہ اس کی تخلیق اعجازی تھی اسی لیے وہ اونٹنی دلیل تھی۔ حجت تھی اور نشانی تھی۔

☆ حضرت اسحاق (علیہ السلام) کی تخلیق

الحجر آیت نمبر 51 تا 54 اور انہیں ابراہیم (علیہ السلام) کے مہمانوں کی خبر سنا دیئے۔ سلام و دعا کے بعد ان مہمانوں (فرشتوں) نے آپ کو ایک دانش مند بیٹے (حضرت اسحاق علیہ السلام) کی خوشخبری سنائی۔ ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا: تم مجھے اس حال میں خوشخبری سنا رہے ہو جبکہ مجھے بڑھاپا لاحق ہو چکا ہے۔ سورۃ الذر آیت نمبر 24 تا 30: جب وہ (فرشتے) ان کے (ابراہیم علیہ السلام) کے) پاس آئے تو السلام علیکم کے بعد ابراہیم (علیہ السلام) ایک بھنا ہوا بچھڑا لے آئے۔ جب انہوں نے کھانے کی طرف ہاتھ نہ بڑھائے تو کچھ خائف ہوئے۔ فرشتے کہنے لگے گھبرائیے نہیں اور ان کو علم و دانش والے لڑکے (اسحاق علیہ السلام کی) خوشخبری سنادی۔ پھر ان کی بیوی (سارہ علیہ السلام) حیرت و حسرت کی آواز نکالتے ہوئے متوجہ ہوئیں اور تعجب سے اپنے ماتھے پر ہاتھ مارتے ہوئے بولیں: کیا بڑھیا بانجھ بچہ جنے گی؟ فرشتوں نے کہا: ایسے ہی ہوگا۔ آپ کے رب نے فرمایا ہے۔ سورۃ ہود آیت نمبر 70 اور 71: فرشتوں نے کہا آپ مت ڈریئے ہم قوم لوط (علیہ السلام) کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ اور ان کی اہلیہ (سارہ علیہ السلام پاس ہی) کھڑی تھیں تو وہ ہنس پڑیں۔ سو ہم نے ان (کی زوجہ) کو اسحاق (علیہ السلام) اور اسحاق (علیہ السلام) کے بعد یعقوب (علیہ السلام) (پوتے) کی خوشخبری دی۔ کہنے لگیں "وائے حیرانی" کیا میں بچہ جنوں گی جبکہ میں بڑھیا اور یہ میرے شوہر بھی بوڑھے ہو چکے ہیں۔ حضرت اسحاق (علیہ السلام) کی تخلیق کے متعلق قرآن نے تین مختلف مقامات پر بیان کیا ہے۔ پہلے مقام پر حضرت ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنے بڑھاپے کا ذکر کر کے اپنی معذوری کا اظہار کیا ہے۔ دوسرے مقام پر ابراہیم (علیہ السلام) کی بیوی سارہ (علیہ السلام) نے بڑھیا اور بانجھ کے الفاظ بول کر اپنی معذوری ظاہر کی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اور تیسرے مقام پر حضرت سارہ (علیہ السلام) نے اپنی اور اپنے شوہر کی معذوری ظاہر کر دی ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ ظاہری اسباب بالکل ختم ہو چکے ہیں اور میاں بیوی دونوں تعجب و حیرت کا اظہار بھی کر رہے ہیں اور فرشتے کہہ رہے ہیں: " کہ ایسے ہی ہو گا۔ آپ کے رب نے فرمایا ہے " یعنی عام کلیے سے ہٹ کر اللہ نے اعجازی تخلیق فرمائی۔

☆ حضرت یحییٰ (علیہ السلام) کی تخلیق

سورۃ آل عمران آیت نمبر 39,40,41۔ ابھی وہ (زکریا علیہ السلام) حجرے میں کھڑے نماز ہی پڑھ رہے تھے کہ انہیں فرشتوں نے آواز دی: بے شک اللہ آپ کو یحییٰ (علیہ السلام) کی بشارت دیتا ہے۔ (زکریا علیہ السلام نے) عرض کیا: اے میرے رب! میرے ہاں لڑکا کیسے ہو گا؟ درآں حالانکہ مجھے بڑھاپا پہنچ چکا ہے۔ اور میری بیوی (بھی) بانجھ ہے۔ فرمایا: اسی طرح اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ عرض کیا: اے میرے رب میرے لیے کوئی نشانی مقرر فرما۔

سورۃ مریم آیت نمبر 4,5,7,8,9,10 (زکریا علیہ السلام نے) عرض کا: اے میرے رب! میرے جسم کی ہڈیاں کمزور ہو گئی ہیں اور بڑھاپے کے باعث سر آگ کے شعلہ کی مانند سفید ہو گیا ہے اور اے میرے رب! میں تجھ سے مانگ کر کبھی محروم نہیں رہا ۔۔۔۔ اور میری بیوی (بھی) بانجھ ہے سو تو مجھے اپنی بارگاہ سے ایک وارث عطا فرما۔ (ارشاد ہوا) اے زکریا (علیہ السلام) بے شک ہم تمہیں ایک لڑکے کی خوشخبری سناتے ہیں جس کا نام یحییٰ (علیہ السلام) ہو گا ۔۔۔۔ عرض کیا: اے میرے رب! میرے ہاں لڑکا کیسے ہو سکتا ہے۔ درآنحالیکہ میری بیوی بانجھ ہے۔ اور میں خود بڑھاپے کے باعث سوکھ جانے کی حالت کو پہنچ گیا ہوں۔ فرمایا تو (تعجب نہ کر) ایسے ہی ہو گا تمہارے رب نے فرمایا ہے۔ یہ (لڑکا پیدا کرنا) مجھ پر آسان ہے۔ عرض کیا: اے میرے رب! میرے لیے کوئی نشانی مقرر فرما۔ قرآن مجید کے دونوں مقامات پر حضرت زکریا (علیہ السلام) نے تین باتیں کی ہیں۔ میں بوڑھا ہوں۔ میری بیوی بانجھ ہے۔ اور میرے لیے کوئی نشانی مقرر فرما۔ ان میں پہلی دو باتیں اپنی معذوری اور تخلیق کے ظاہری اور عمومی اسباب کے خاتمے کا اظہار ہے اور اسی لیے تیسری بات کہہ رہے ہیں کہ اے اللہ عام کلیے سے تو بچہ ہونا ممکن نہیں لہٰذا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعجازی طریقے سے تو بچہ عطا کرے گا تو میرے لیے اس کی نشانی کیا ہوگی ؟ اللہ نے فرمایا کہ تمہارے لیے نشانی یہ ہے کہ تم بالکل تندرست ہوتے ہوئے بھی تین رات (دن) لوگوں سے کلام نہ کرسکو گے ۔۔۔۔ سبحان اللہ۔

اگر اللہ نے عام کلیے سے ہٹ کر تخلیق کا طریقہ بیان کیا ہے تو اس کی نشانی بھی عام کلیے سے ہٹ کر بیان کی ہے ۔ مطلب یہ ہوا کہ عام کلیے ہمارے لیے ہیں ۔ ہم کلیوں کے پابند ہیں ۔ اللہ کلیوں اور فارمولوں کا پابند نہیں ۔ وہ ان اللہ علی کل شیء قدیر ہے ۔ اور اس کا اظہار وہ اکثر کرتا رہتا ہے ۔

☆ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی تخلیق

سورۃ آل عمران آیت نمبر 45,47,59۔ جب فرشتوں نے کہا: اے مریم (علیہ السلام)! بے شک اللہ تمہیں اپنے پاس سے ایک کلمہ (خاص) کی بشارت دیتا ہے ۔ جس کا نام مسیح عیسیٰ (علیہ السلام) بن مریم (علیہ السلام) ہوگا۔ مریم (علیہ السلام) نے عرض کیا: اے میرے رب میرے ہاں کیسے لڑکا ہوگا۔ درآنحالیکہ مجھے تو کسی شخص نے ہاتھ تک نہیں لگایا۔ ارشاد ہوا اسی طرح اللہ جو چاہتا ہے پیدا فرماتا ہے ۔ جب کسی کام کا ارادہ فرما لیتا ہے تو اس سے فقط اتنا فرماتا ہے کہ کن (ہو جا) وہ فیکون (ہو جاتا ہے) اسی لیے آیت نمبر 47 میں اللہ فرماتا ہے ۔ کہ "بے شک عیسیٰ (علیہ السلام) کی مثال اللہ کے نزدیک آدم (علیہ السلام) کی سی ہے جسے اس نے مٹی سے بنایا پھر اسے فرمایا" ہو جا (کن) وہ ہو گیا (فیکون)۔ ☆ الانبیآء آیت نمبر 91: اس خاتون (مریم علیہ السلام کا ذکر) کریں جس نے عفت کی حفاظت کی پھر ہم نے اس میں اپنی روح پھونک دی۔ اور ہم نے اسے اور اس کے بیٹے (عیسیٰ علیہ السلام) کو جہاں والوں کیلئے (اپنی قدرت کی) نشانی بنا دیا۔

☆ سورۃ مریم آیت نمبر 16,17,19,20,21,27 تا 34: اور آپ کتاب میں مریم (علیہ السلام) کا ذکر کیجئے۔ تو ہم نے اس کی طرف اپنی روح کو بھیجا (جبرائیل علیہ السلام نے کہا) میں تو فقط تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں ۔ کہ میں تجھے ایک پاکیزہ بیٹا عطا کروں (مریم علیہ السلام نے) کہا: میرے ہاں لڑکا کیسے ہوسکتا ہے جبکہ کسی انسان نے مجھے چھوا تک نہیں اور نہ ہی میں بدکار ہوں ۔ (جبرائیل علیہ السلام نے) کہا: ایسے ہی ہوگا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تیرے رب نے فرمایا ہے تاکہ ہم اسے لوگوں کیلئے نشانی اور اپنی جانب سے رحمت بنا دیں اور یہ امر طے شدہ ہے۔ پھر وہ اس (بچے) کو اٹھائے ہوئے اپنی قوم کے پاس آ گئی۔ وہ کہنے لگے اے مریم (علیہ السلام) !یقیناً تو بہت ہی عجیب چیز لائی ہے۔ اے ہارون (علیہ السلام) کی بہن! نہ تیرا باپ برا آدمی تھا اور نہ ہی تیری ماں بد چلن تھی۔ تو مریم (علیہ السلام) نے اس بچے کی طرف اشارہ کیا۔ بچہ (خود) بول پڑا بے شک میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اس نے مجھے کتاب عطا فرمائی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے اور اس نے مجھے سراپا برکت بنایا ہے اور اس نے مجھے نماز اور زکوٰۃ کا حکم فرمایا ہے اور اپنی والدہ کے ساتھ نیک سلوک کرنے والا (بنایا ہے) اور اس نے مجھے سرکش و بد بخت نہیں بنایا یہ مریم (علیہ السلام) کے بیٹے عیسیٰ (علیہ السلام) ہیں۔ یہی سچی بات ہے جس میں یہ لوگ شک کرتے ہیں۔

المائدہ 116,110,75: مسیح ابن مریم (علیہ السلام) رسول کے سوا (کچھ) نہیں اور ان کی والدہ بڑی صاحب صدق (ولیہ) تھیں۔ جب اللہ فرمائے گا۔ اے عیسیٰ (علیہ السلام) ابن مریم (علیہ السلام)! تم اپنے اوپر اور اپنی والدہ پر میرا احسان یاد کرو جب میں نے پاک روح (جبرائیل علیہ السلام) کے ذریعے تمہیں تقویت بخشی۔ جب اللہ فرمائے گا: اے عیسیٰ (علیہ السلام) ابن مریم (علیہ السلام)! کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ تم مجھ کو اور میری ماں کو اللہ کے سوا معبود بنا لو۔☆ الزخرف آیت نمبر 57,58,59,61: اور جب (عیسیٰ علیہ السلام) ابن مریم مریم (علیہ السلام) کی مثال بیان کی جائے تو اس وقت آپ کی قوم (کے لوگ) اس سے ہنستے ہیں اور کہتے ہیں آیا ہمارے معبود بہتر ہیں یا (عیسیٰ علیہ السلام)۔ وہ (عیسیٰ علیہ السلام) محض ایک (برگزیدہ) بندہ تھے جن پر ہم نے انعام فرمایا اور ہم نے انہیں بنی اسرائیل کے لیے (اپنی قدرت کا) نمونہ بنایا تھا۔ اور بے شک اس (عیسیٰ علیہ السلام کا نزول قرب) قیامت کی علامت ہوگا۔ پس تم ہرگز اس میں شک نہ کرنا۔☆ آل عمران 61-62: پس آپ کے پاس علم آ جانے کے بعد جو شخص عیسیٰ (علیہ السلام) کے معاملہ میں آپ سے جھگڑا کرے تو آپ فرما دیں کہ آ جاؤ ہم مل کر اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو اور اپنے آپ کو بھی اور تمہیں بھی (ایک جگہ پر) بلا لیتے ہیں۔ پھر ہم مباہلہ (یعنی گڑگڑا کر دعا) کرتے ہیں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت بھیجتے ہیں۔ بے شک یہی سچا بیان ہے۔ یہ تھا عیسیٰ (علیہ السلام) کی تخلیق سے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

متعلق قرآنی بیان۔ جس میں ایک نکتہ قابل غور ہے کہ پورے قرآن میں واحد عیسیٰ (علیہ السلام) ایسے ہیں جن کا کنیت کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔

اور دوسرا نکتہ یہ ہے کہ کنیت بھی والدہ کی استعمال کی گئی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ان کی تخلیق میں والد کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ یہ تخلیق آدم (علیہ السلام) کی طرح سراسر اعجازی اور معجزانہ تخلیق ہے۔☆ پھر اللہ نے ان کی تخلیق کو اپنی قدرت کی نشانی قرار دیا ہے۔ یہ نشانی اسی لیے ہے کہ یہ عام طریقے سے ہٹ کر معجزانہ ہوئی ہے۔☆ دوسری بات یہ کہ اگر یہ عام طریقے کی تخلیق ہوتی تو اس کیلئے اتنی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں تھی۔ سیدھی سی بات ہوتی کہ فلاں نبی کو میں نے فلاں بیٹا عطا کیا۔ یا فلاں نبی کا فلاں بیٹا تھا۔☆ اگلی بات جو حضرت اسحاق (علیہ السلام) حضرت یحییٰ (علیہ السلام) اور حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی تخلیق میں مشترک ہے وہ یہ کہ تینوں کی بشارت کے وقت جب حیرانی کا اظہار کیا گیا تو "فرشتوں نے کہا: ایسے ہی ہوگا آپ کے رب نے فرمایا ہے" یعنی اللہ ان ظاہری اسباب کا پابند نہیں۔ تم ان ظاہری اسباب کے ختم ہونے پر حیرت کا اظہار کرتے ہو لیکن اللہ بغیر اسباب کے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

☆ اور بڑی اہم بات کہ ان تینوں کی تخلیق میں نشانی کا ضرور ذکر ہوا ہے۔ اور نشانی کے کئی مفاہیم میں سے ایک مفہوم یہ بھی نکلتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ ظاہری اسباب سے ہٹ کر کوئی کام کرتا ہے تو اپنی قدرت کاملہ کیلئے نشانی کا لفظ استعمال کرتا ہے۔ بس یہاں بھی اسی نشانی کا ذکر ہوا ہے۔

☆ تخلیق محمد ﷺ

نبی پاک ﷺ کی تخلیق بیان کرنے سے پہلے دلچسپی کیلئے مثال بیان کرتا ہوں کہ شیشہ کیسے بنتا ہے۔ پگھلے ہوئے کسی بھی ریتلے مواد کو آہستہ آہستہ ٹھنڈا کرنے سے شیشہ بن جاتا ہے لیکن شیشے کی کئی اقسام ہیں۔ جن سے تخلیقی عمل سمجھنے میں آسانی ہوگی۔

(ا) کھڑکیوں والا شیشہ:۔☆ اسے سوڈا گلاس بھی کہتے ہیں۔ ریت، دھوبی سوڈا، چونے کا پتھر سب ملا کر بھٹی میں گرم کریں۔ جب سارا مواد پگھل جائے تو آہستہ آہستہ ٹھنڈا کرنے سے سوڈا گلاس حاصل ہو گا۔ سوڈا گلاس

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

$SiO2 + Na2Co3 + Ca\ Co3 \text{---} (Na2SiO3 + Ca\ SiO3)$

یہ زیادہ قیمتی نہیں ہوتا جلدی ٹوٹ جاتا ہے۔ بوتلیں اور گھریلو استعمال کی اشیاء اس سے تیار کی جاتی ہیں۔ اس پر خراشیں بھی پڑ جاتی ہیں۔

(۲) پائرکیس شیشہ:۔ اسے بوروسلیکیٹ گلاس بھی کہتے ہیں۔ درجہ حرارت میں اچانک تبدیلی کے صدمے کو برداشت کرتا ہے۔ کیمیکل تجربہ گاہوں کا سامان، امتحانی نلیاں، صراحیاں، بیکر اور اوون (بھٹی) میں استعمال ہونے والے برتن اور کچن کے برتن وغیرہ اسی سے بنتے ہیں۔

(پائرکیس شیشہ۔ $SiO2 + B2O3 + Al2O3 + Na2O$

(۳) کرسٹل شیشہ (آرائشی اور سجاوٹی شیشہ):۔ (کرسٹل شیشہ ---

$SiO2 + PbO + K2CO3 + CaCo3$

بھاری قسم کا شیشہ ہوتا ہے۔ کاٹ کر آرائشی اشیاء بنائی جاتی ہیں۔

(۴) رنگ دار شیشہ:۔ شیشہ تیار کرنے والے پگھلے ہوئے آمیزے میں دھاتی نمک (سالٹ) ڈال کر مختلف رنگوں کا شیشہ تیار کیا جاتا ہے۔

دھاتی نمک ڈالا گیا	رنگ حاصل کیا گیا
$AuCl_3 + Cu_2O$☆ تانبے کا آکسائیڈ + سونے کا کلورائیڈ	سرخ رنگ
CuO☆ (تانبے کا آکسائیڈ)	نیلا
Cr_2O_3☆ (کرومیم کا آکسائیڈ)	سبز
$Fe_2O_3 + SbCl_3$☆ اینٹی منی کا کلورائیڈ + لوہے کا کلورائیڈ	پیلا

(۵) واٹر گلاس (پانی والا شیشہ):۔ اسے سوڈیم سلیکیٹ بھی کہتے ہیں

$$Na_2CO_3 + SiO_2 \rightarrow Na_2SiO_3$$

☆ ٹھنڈی حالت میں عام شیشہ ہوتا ہے۔

☆ اسے پانی میں ملا کر گرم کرنے سے گاڑھا شربت بن جاتا ہے جسے فائر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پروف (آگ سے بچاؤ) کیلئے استعمال کرتے ہیں۔ ☆ گاڑھے شربت کی بجائے ہلکا شربت تیار کر کے اس میں دھاتی نمک (کاپر سلفیٹ، کوبالٹ کلورائیڈ، نکل سلفیٹ) کی چند قلمیں ڈالیں تو چند دن بعد اسی شربت میں چھوٹے چھوٹے پودے تیرنے لگیں گے۔ اسے کیمیکل باغ کہتے ہیں۔ ☆ واٹر گلاس کے محلول میں تیزاب ڈالنے سے سلیکا جیل (مسام دار جسم) بن جاتی ہے جسے چھوٹی چھوٹی تھیلیوں میں ڈال کر دوائیوں کی شیشیوں میں رکھنے سے دوائی کو نمی اثر نہیں کرتی۔

(۶) فائبر گلاس:۔ پگھلا ہوا شیشہ گھومتی تپتی ہوئی گول پلیٹ پر ڈالنے سے شیشے کے ریشے بن جاتے ہیں اسے فائبر گلاس کہتے ہیں۔ ☆ اس میں پلاسٹک ملا کر کاروں، کشتیوں کی باڈیاں، پانی کے ٹینک کھیلوں کا سامان میڈیکل کا سامان اور کیبل وغیرہ میں آپٹیکل گلاس فائبر استعمال ہوتا ہے۔

☆ سیمنٹ کی تیاری:۔ چونے کا پتھر اور چکنی مٹی کو الگ الگ پیس کر مناسب مقداروں میں ملا کر گھومتی ہوئی بھٹی میں ڈال دیا جاتا ہے۔ 1500oC پر گرم کرتے ہیں۔ تو مٹر کے دانوں کے برابر گولیاں بن جاتی ہیں۔ جنہیں کلنکر کہتے ہیں۔ کلنکر ٹھنڈا کر کے پیس لیتے ہیں۔ سیمنٹ تیار ہو جاتا ہے۔ $(2Ca_2SiO_4 + Ca_3Al_2O_6)$ سیمنٹ ایلومینیم سلیکیٹ اور چونے کے پتھر کا مرکب ہوتا ہے۔ ☆ حالانکہ سیمنٹ بنانے میں بھی ریت ایک بڑا فیکٹر ہے اس کے باوجود یہ شیشہ نہیں ہے اس کا نام، کام اور خصوصیات بالکل ہی مختلف ہیں۔ یہ انسان کا کمال ہے۔ اللہ قادر مطلق ہے۔ اسی لیے اپنی قدرت کے اظہار کیلئے وہ کبھی پہاڑ سے اونٹنی پیدا کرتا ہے۔ کبھی اسحٰق (علیہ السلام) کبھی یحییٰ (علیہ السلام) اور کبھی عیسیٰ (علیہ السلام) اور کبھی محمد ﷺ جیسی تخلیقات فرماتا رہتا ہے۔ اس مثال کا خلاصہ یہ ہے کہ شیشہ بنانے میں جو بڑا جز ہے وہ ہے ریت باقی اجزاء تھوڑی تھوڑی مقدار کے ہیں۔ جب ان تمام اجزاء کو ملایا گیا تو ایک شیشہ نہیں بلکہ مختلف قسم کے کئی شیشے بن گئے۔ جو خصوصیات میں استعمال میں اور رنگ میں بھی مختلف ہیں تو اللہ تعالیٰ نے جب بشر بنائے تو کئی قسموں کے بنا دیئے۔ کئی بشروں کا نام انبیاء رکھ دیا اور انبیاء میں کسی کو عیسیٰ (علیہ السلام) کسی کو اسحاق (علیہ السلام) اور یحییٰ (علیہ السلام) اور محمد ﷺ بنا دیا۔ کسی کا نام صحابی رکھا۔ کئی بشر اہل بیت کے نام سے موسوم ہوئے۔ کئی بشر اولیاء ہوئے کئی مومنین اور کئی بشر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کافر قرار پائے۔ جو خصوصیات میں قد کاٹھ میں، کام کاج میں اور رنگ ڈھنگ میں مختلف ہیں اب سوال یہ ہے کہ انسان کا بنایا ہوا شیشہ، شیشہ ہو کر دوسرے شیشے جیسا نہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا بشر، بشر ہو کر دوسرے بشر جیسا کیسے ہو سکتا ہے؟

دوسری مثال پیش کرتا ہوں۔ میں ایک ایسی دکان پر گیا جہاں کئی دوسری اشیاء کے علاوہ چائے کے کپ بھی تھے۔ مختلف کپوں کی قیمت پوچھی گئی جو یہ تھی 300 روپے، 400 روپے، 500 روپے، 600 روپے اور 700 روپے فی کپ۔ پوچھنے پر دکان دار نے ہر کپ کی علیحدہ علیحدہ خصوصیات بتائیں۔ ان میں جو سب سے قیمتی 700 روپے کا تھا۔ اس کی خصوصیت بتائی نہیں بلکہ دکھائیں۔ دیکھنے میں اور میٹریل میں وہ عام کپ جیسا تھا۔ جس کا رنگ چمکیلا کالا تھا۔ جونہی اس میں گرم چائے ڈالی گئی تو ٹی وی سکرین کی طرح ایک تصویر ابھر کر سامنے آ گئی۔ پتہ چلا کہ عام اور ٹھنڈی حالت میں وہ عام کپ ہے لیکن مخصوص حالت میں وہ دوسروں سے بالکل منفرد ہے۔ اسی لیے قیمتی بھی ہے۔ اسی طرح بشر تخلیق کے اعتبار سے مختلف درجوں پر فائز ہے۔ کچھ سستے ہوتے ہیں۔ کچھ قیمتی، کچھ بہت قیمتی اور کچھ انمول ہوتے ہیں۔ روز مرہ زندگی میں کاغذ بنانے والی فیکٹری میں بھی تخلیقی عمل کی مثال ملتی ہے۔ توڑی اور پرانا گتہ بھٹی میں ڈالتے ہیں۔ پھر اسی توڑی سے گتہ بھی بنتا ہے ردی کاغذ بھی اسی سے، اخباری کاغذ بھی اسی سے۔ عام سٹیشنری کاغذ بھی اسی سے ڈرائنگ پیپر بھی اور اعلیٰ قسم کا کمپیوٹر کاغذ بھی اسی سے بنتا ہے۔ آب آئیں تخلیق محمد ﷺ کی طرف۔ جس طرح مختلف مقاصد کیلئے مختلف شیشے بنا لیے گئے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مختلف مقاصد کیلئے اپنے محبوب پاک کی تخلیق اس طرح فرمائی کہ مخلوق کو فیض دینے میں کمی نہ رہے اور اللہ سے فیض لینے میں بھی کمی نہ رہے۔ اس طرح آپ ﷺ کی تخلیق کے تین پہلو ہیں۔

(۱) بشری پہلو (۲) نوری پہلو (۳) حقیقی پہلو

☆ سہ جہتی تخلیق کی مثال ریڈیو، ٹی وی اور انٹرنیٹ ہے۔ ریڈیو میں صرف آواز آتی ہے۔ ٹیلی ویژن میں آواز بھی ہے تصویر بھی ہے اور انٹرنیٹ میں آواز، تصویر اور بالمشافہ گفتگو بھی ہوتی ہے۔ (یہی بات معراج کی رات ہوئی)۔

(۱) بشری پہلو:۔ پہلے اپنی ممکنہ حد تک قرآن کے مقامات کا مطالعہ کریں جہاں بشری پہلو اجاگر ہوتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

☆ سورۃ کہف حٰم السجدۃ آیت نمبر 110:

قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی o

فرما دیجئے: میں تو صرف بشر ہونے میں تمہاری مثل ہوں (لیکن) مجھ پر وحی کی جاتی ہے۔

☆ سورۃ البلد آیت نمبر 3:

ووالدٍ و ماولدo

اے حبیب والد کی قسم اور مولود کی قسم۔

☆ سورۃ الاعراف آیت نمبر 188: آپ ﷺ فرما دیجئے کہ میں اپنی ذات کیلئے خود کسی نفع یا نقصان کا مالک نہیں ہوں مگر جس قدر اللہ نے چاہا اگر میں خود غیب کا علم رکھتا تو اپنے لیے از خود بہت سی بھلائی حاصل کر لیتا۔ اور مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچتی۔

☆ سورۃ الضحیٰ آیت نمبر 6:

الم یجدك یتیماً فاوی o

کیا اس نے آپ ﷺ کو یتیم نہیں پایا پھر اس نے (آپ ﷺ کو اچھا) ٹھکانا دیا۔

☆ آیت نمبر 8: اور اس نے آپ ﷺ کو حاجت مند پایا تو غنی کر دیا۔

☆ سورۃ ہود آیت نمبر 27: سو ان کی قوم کے کفر کرنے والے سرداروں اور وڈیروں نے کہا: (اے نوح علیہ السلام) ہمیں تو تم ہمارے اپنے ہی جیسا ایک بشر دکھائی دیتے ہو۔

☆ سورۃ النور آیت نمبر 63: (اے مسلمانوں!) تم رسول کے بلانے کو آپس میں ایک دوسرے کو بلانے کی مثل قرار نہ دو۔ پس وہ لوگ ڈریں جو رسول ﷺ کے امر (ادب) کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔

☆ سورۃ البقرہ آیت نمبر 253: یہ سب رسول (ہیں) ہم نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ ان میں سے کسی سے اللہ نے کلام فرمایا۔ (موسیٰ علیہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السلام) اور کسی کو درجات میں فوقیت دی (یعنی حضور ﷺ) اور ہم نے مریم (علیہ السلام) کے فرزند عیسیٰ (علیہ السلام) کو واضح نشانیاں عطا کیں اور پاکیزہ روح کے ذریعے اس کی مدد فرمائی۔ ان آٹھ آیات میں کچھ نکات بڑے واضح ہیں۔

☆ پہلا نکتہ: ایک یہ کہ صرف ایک آیت میں نبی پاک ﷺ کے بشر ہونے کا ذکر ہے اور وہ بھی اللہ نے نہیں کہا بلکہ اپنے محبوب سے فرمایا کہ "آپ ﷺ ان لوگوں سے فرما دو کہ میں تمہارے جیسا بشر ہوں" اللہ خود بھی فرما سکتا تھا کہ اے لوگو! محمد ﷺ تمہارے جیسا بشر ہے جب اللہ تعالیٰ خود فرما دیتا تو یہ سند ہو جاتی۔

☆ دوسرا نکتہ: یہ کہ یہ آیت قرآن میں دو مقامات پر آئی ہے۔ کہف اور حٰم السجدۃ میں دونوں مقامات میں اس آیت کا مخاطب کفار و مشرکین ہیں۔ مومن نہیں۔ اس آیت سے انکار ہو ہی نہیں سکتا۔ لیکن اس آیت کا اصرار کر کے کوئی اپنے آپ کو کفار و مشرکین سے کیوں ملانا چاہے گا؟ سورۃ ہود آیت نمبر 27: میں یہی تو کہا گیا ہے۔ قرآن پاک سے ہی اس کی مثال دیتا ہوں۔ سورۃ الاعراف آیت نمبر 11,12 (اور سورۃ الحجر آیت نمبر 28 تا 32) "پھر ہم نے فرشتوں سے فرمایا کہ آدم (علیہ السلام) کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے۔ ارشاد ہوا! تجھے کس نے روکا تھا کہ تو نے سجدہ نہ کیا جبکہ میں نے تجھے حکم دیا تھا۔ اس نے کہا میں اس سے بہتر ہوں۔ تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور اس کو تو نے مٹی سے بنایا ہے۔ دوسری جگہ کہا: میں ہرگز ایسا نہیں کہ بشر کو سجدہ کروں جسے تو نے سن رسیدہ سیاہ بودار بجنے والے گارے سے تخلیق کیا ہے۔" ان آیات کو پڑھ کر ایک سوال پیدا ہوتا ہے۔ کیا ابلیس نے جھوٹ بولا تھا؟ اسے آگ سے اور آدم (علیہ السلام) کو مٹی سے نہیں بنایا گیا تھا؟ دوسرا سوال: کیا صرف ابلیس کو یہ بات معلوم تھی؟ کیا فرشتوں کو نہیں پتہ تھا کہ آدم (علیہ لسلام) مٹی سے بنائے گئے ہیں؟ ایسی بات نہیں آدم (علیہ السلام) کا خمیر فرشتوں کے سامنے تیار ہوا تھا ان کے سامنے ہی بنایا گیا تھا کہ میں خلیفہ (آدم علیہ السلام) بنانے والا ہوں۔ سب کچھ معلوم تھا۔ اس سے پتہ یہ چلتا ہے کہ ہر سچ ہر وقت کہنے کیلئے نہیں ہوتا۔ کوئی سچ صرف ایک آدھ بار کہنے کیلئے ہوتا کوئی کبھی کبھی کہنے کیلئے ہوتا ہے اور کوئی سچ ہر وقت کہنے کیلئے ہوتا ہے۔ جیسے اللہ کا معبود یکتا ہونے کا سچ ہر وقت بولا جا سکتا ہے۔ اسی طرح نبی ﷺ کے بشر ہونے کا سچ ایک آدھ بار ہی کافی ہے۔ اس پر ضد کرنا اتنی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اچھی بات نہیں۔

☆ تیسرا نکتہ: آیات میں مطلق بشر ہونے کا ذکر نہیں کیا گیا۔ بلکہ یوحیٰ الی کی شرط کے ساتھ بشر ہونے کا ذکر ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ وہ بشر تو ہیں لیکن وحی والے بشر ہیں۔ ہم بشر ہیں اور مطلق بشر ہیں۔ اگلی بڑی اہم بات یہ ہے کہ جہاں جہاں بشری کمزوری کا ذکر کیا ہے۔ وہاں وہاں اس کا مداوٰی بھی ساتھ ہی کر دیا ہے۔ ایک دفعہ مثل بشر کہا اور ساتھ ہی متنبہہ کر دیا۔ خبردار! انہیں اپنے جیسا بشر نہ سمجھ لینا یہ وحی والے بشر ہیں۔ خبردار! انہیں اور ان کے والد کو اپنے جیسا بشر نہ سمجھ لینا کہ میں رب ہو کر ان کے والد اور ولادت والے (محمد ﷺ) کی قسمیں اٹھاتا ہوں۔ (البلد 3)۔

خبردار! ان کو اپنے جیسا یتیم نہ سمجھ لینا کیوں کہ میں اسے ﷺ سب سے بہتر ٹھکانا مہیا کرتا ہوں۔ خبردار! اپنی ذات کے نفع و نقصان کو ان ﷺ کی ذات کے نفع و نقصان جیسا نہ سمجھ لینا کیوں کہ ان ﷺ کی ذات کی حفاظت کا ذمہ اللہ نے اٹھا رکھا ہے اور ان کی ذات کے لیے بھلائی انا اعطینک الکوثر کی شکل میں دے رکھی ہے۔

خبردار! ان ﷺ کو اپنے جیسا حاجت مند نہ سمجھ لینا کیوں کہ اللہ نے انہیں ﷺ غنی کر دیا ہے۔ خبردار! انہیں قوم نوح (علیہ السلام) کے کافر سرداروں کی طرح یہ نہ کہنا کہ تم ہمیں اپنے ہی جیسا بشر دکھائی دیتے ہو۔ ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ (ہود 27)۔

خبردار! تم آپس میں جس طرح ایک دوسرے کو بلاتے ہو اس رسول ﷺ کو اس طرح نہ بلایا کرو بلکہ ادب بھری نیچی آواز میں بلایا کرو۔ رسول ﷺ کے امر ادب کی خلاف ورزی کرنے والے (اللہ کے عذاب سے) ڈریں۔ (النور 63)۔ خبردار! یہ سب رسول، رسول ہو کر ان جیسے نہیں ہیں تو تم ان ﷺ جیسے کیسے ہو سکتے ہو۔ کیونکہ اللہ نے انہیں ﷺ درجات میں سب رسولوں پر فوقیت دی ہے۔ (چائے کے کپوں والی مثال سامنے رکھیں۔) (البقرہ 253)

بشر میں سب سے بڑا جز مٹی ہے۔ اب دیکھتے ہیں کہ بشر **مثلکم کو یوحیٰ الی** نے کیسے کیسے بدل دیا۔

☆ خشک مٹی (تراب):۔ رذائل۔ خشکی پیدا کرنا۔ مزاج خشک ہونا۔ ناک میں، منہ میں، گلے میں گھس جائے تو سانس لینا مشکل، آنکھوں میں جائے تو دیکھنا مشکل

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اور آنکھیں خراب ہو جائیں۔ آپ ﷺ کی بشریت میں یہ مٹی موجود تو تھی لیکن (وحی سے مراد وحی جلی اور وحی خفی یعنی قران اور حدیث۔ قرآن جبرائیل (علیہ السلام) کے ذریعے سے وحی کا نزول آقا ﷺ کے قلب انور پر ہوا تو مٹی کے یہ زوائل ختم ہو گئے اور اللہ کی صفت کا رنگ چڑھ گیا اب خشکی کی جگہ شگفتگی نے لے لی کسی کو ملتے تو چہرے پر تبسم ہوتا۔

☆ پانی کے رزائل (بری صفتیں): خود بھی بہنا، دوسروں کو بھی بہا کر لے جانا، زیادہ دیر ایک جگہ کھڑا رہے تو بو چھوڑ دے۔ انسان اس کی سنگت میں زیادہ دیر رہے تو جسم گل جائے زخم پر لگے تو زخم مزید خراب کر دے۔ آپ ﷺ کی بشریت میں بھی پانی ہے لیکن جب وحی الٰہی کا نزول ہوا۔ فرمایا یٰسین والقرآن الحکیم۔ طٰہٰ یا ایھا المزمل۔ تو یہی پانی شفاء بن گیا۔ خوشبودار بن گیا۔ زخموں پر لگا تو خراب ہونے کی بجائے زخم بھرنے لگے۔ لعاب دہن کی صورت میں یہ پانی کنویں میں ڈالا تو کڑوا پانی میٹھا ہو گیا۔ گرمیوں کی دوپہر آپ ﷺ لیٹے ہوئے جسم اطہر پسینے سے شرابور ہے۔ حضرت ام سلیم نے شیشی لی اور آپ ﷺ کا پسینہ شیشی میں بھرنا شروع کر دیا۔ آپ ﷺ بیدار ہوئے۔ پوچھا ام سلیم کیا کر رہی ہو؟ عرض کیا: ہم اسے اپنے بچوں کو برکت کیلئے لگائیں گے۔ فرمایا! تم نے درست کیا: (حدیث: صحیح مسلم، سنن نسائی، مسند احمد بن حنبل سنن الکبریٰ بیہقی)

☆ پھر گارا اور چپکنے والا گارا: تو بشریت [illegible] لیکن اس کے رذائل نہ رہے۔ بعض انسانوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ فلاں آدمی چمٹ ہی جاتا ہے۔ پیچھا ہی نہیں چھوڑتا یہ اس چپکنے والے گارے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ پیارے آقا ﷺ کی بشریت کا یہ پہلو بھی وحی الٰہی کی وجہ سے رذائل سے پاک ہو گیا۔ اب لوگ خود آپ ﷺ سے چپکنے لگے۔

آپ بال کٹواتے تو صحابہ گھیرا ڈال لیتے اور کوئی بال نیچے نہ گرنے دیتے۔ (حدیث مسلم، احمد، عبد بن حمید، بیہقی، ابن سعد، ابن کثیر، ابن جوزی، قسطلانی) آپ وضو فرماتے تو صحابہ ارد گرد اکٹھے ہو جاتے اور وضو کا پانی نیچے نہ گرنے دیتے۔ (حدیث بخاری، احمد، ابن حبان، عبدالرزاق، طبرانی، بیہقی)

☆ خشک بجنے والا سیاہ بودار گارا:۔ یہ مزاجاً خشک بھی۔ بڑبولا بھی منہ پر باتیں مارنے والا، سیاہ بھی، اعمال بھی برے کرنے والا۔ بودار باتیں بھی گندی کرنے والا،

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گالیاں بکنے والا ،قرآن نازل ہوتا گیا اور یہ رذائل ختم ہوتے گئے اور اللہ کی صفتوں کا رنگ چڑھتا گیا۔

☆ ٹھیکرے کی طرح بجنے والی مٹی:۔ پچھلے رذائل میں ایک اور کا اضافہ ہو گیا۔ پکی ہوئی مٹی ۔یعنی مزاج کی سختی ۔دل کی سختی ۔گفتگو کے لہجے کی کرختگی ۔ان سب میں ایک درجہ زیادتی ہوگئی ۔یوحی الی نے یہ سب رذائل خصائص میں بدل دیئے یعنی آپ ﷺ کا ہر ایک کو سلام میں پہل کرنا ۔نرمی اور حلیمی سے گفتگو کرنا۔ پیار اور شفقت سے پیش آنا ۔کسی سے غلطی ہوجائے تو معاف کر دینا ۔غصے کو پی جانا اور عفو و درگزر کرنا۔

☆ مٹی کا کیمیائی جوہر:۔ اس مٹی میں تفاخر ،بڑائی ،تکبر اور غرور ہوتا ہے ۔اپنے آپ کو ہر کسی سے اعلیٰ اور دوسروں کو کمتر سمجھنا۔ آپ ﷺ کی بشریت میں بھی یہ مٹی موجود تھی ۔لیکن کرسٹل شیشے کی طرح ریت ہونے کے باوجود دوسرے شیشوں سے جیسے یہ ممتاز اور منفرد ہوگیا ۔اسی طرح **یوحی الی** نے اس مٹی کو دھو کر صاف شفاف کر دیا (الضحیٰ 4) ہر بعد کی گھڑی آپ کے لیے پہلی سے زیادہ باعث رفعت وعظمت بیاب مٹی تو موجود رہی لیکن تفاخر و بڑائی کی جگہ عجز نے لے لی ۔تکبر وغرور کی جگہ انکساری نے لے لی ۔پھر اعلیٰ خاندان پر فخر کرنے سے منع کر دیا گیا۔ آپ ﷺ گالیوں کی جگہ دعائیں دیتے ۔وحی نازل ہوتی گئی مٹی کے رذائل بدلتے گئے ۔حتیٰ کہ یوحی الی کی نورانیت نے مٹی کے تمام رذائل دور کر دیے۔ اور اپنی نورانی کرنوں سے منور کر کے اسے کثیف سے لطیف ترین بشریت میں تبدیل کر دیا ۔یعنی بشر تو وہ ﷺ رہے لیکن اعلیٰ ترین بشر۔ الغرض بشری تخلیق سے ہمیں اسوۂ حسنہ نصیب ہوا۔

تخلیق مصطفےٰ ﷺ کا نوری پہلو:۔ بشری پہلو کے ساتھ ساتھ قرآن نے نبی پاک ﷺ کی تخلیق کے نوری پہلو کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

☆ النجم آیت نمبر 1: قسم ہے روشن ستارے (محمد ﷺ) کی جب وہ نیچے اترے۔

☆ المائدہ 15: بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور (محمد ﷺ) آ گیا ہے۔

☆ احزاب 45،46: اے نبی بے شک ہم نے آپ کو شاہد اور مبشر اور نذیر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور داعی اور سراجاً منیرا (اپنے نور سے روشن کرنے والا آفتاب) بنا کر بھیجا ہے۔

☆ توبہ 32: وہ (کافر) چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنی پھونکوں سے بجھا دیں اور اللہ (یہ بات) قبول نہیں کرتا اور چاہتا ہے کہ اپنے نور کو کمال تک پہنچا دے۔

☆ الصف 8: یہ (کافر) چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ (کی پھونکوں) سے بجھا دیں۔ جبکہ اللہ اپنے نور کو پورا فرمانے والا ہے۔

☆ الفتح 28: وہی (اللہ) ہے جس نے اپنے رسول ﷺ کو ہدایت (کا نور) اور دین حق (کا نور)۔ (نور علی نور) عطا فرما کر بھیجا۔

☆ النساء 174: اے لوگو! بے شک تمہارے پاس تمہارے رب کی جانب سے (ذات محمدی ﷺ کی صورت میں) دلیل قاطع آ گئی ہے اور (ساتھ ہی) واضح اور روشن نور (قرآن) اتار دیا ہے۔

☆ النور آیت 35: اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ اس کے نور کی مثال اس طاق جیسی ہے۔ جس میں چراغ ہے۔ چراغ، فانوس میں رکھا ہے۔ فانوس گویا ایک درخشندہ ستارہ ہے۔ جو زیتون کے مبارک درخت سے روشن ہوا ہے۔ نہ شرقی ہے اور نہ غربی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کا تیل چمک رہا ہے۔ اگرچہ ابھی آگ نے چھوا بھی نہیں۔ نور کے اوپر نور ہے۔ اللہ جسے چاہتا ہے اپنے نور تک پہنچا دیتا ہے۔

نیچے ترجمہ عرفان القرآن سے لیا گیا ہے۔

☆ النور آیت 35: اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے اس کے نور کی مثال اس طاق (سینۂ محمد ﷺ) جیسی ہے جس میں چراغ (نبوت روشن) ہے۔ (وہ) چراغ (نبوت محمدی ﷺ)، فانوس (قلب محمدی ﷺ) میں رکھا ہے۔ (یہ) فانوس (جو حامل نور قاب قوسین اوادنیٰ ہے) گویا ایک درخشندہ ستارہ ہے۔ (یہ چراغ نبوت) جو زیتون کے مبارک درخت سے (یعنی انبیاء و رسل کے مبارک شجرہ نبوت سے) روشن ہوا ہے۔ نہ شرقی ہے اور نہ غربی (بلکہ عالم گیر ہے) ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کا تیل (خود ہی) چمک رہا ہے۔ اگرچہ ابھی (وحی ربانی اور معجزات آسمانی کی) آگ نے چھوا بھی نہیں۔ (وہ) نور (وجود) کے اوپر نور (نبوت) ہے۔ اللہ جسے چاہتا ہے اپنے نور (کی معرفت) تک پہنچا دیتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ نوری پہلو کے بارے میں احادیث

قال قالو ایارسول اللّٰہ

روایت حسن کے ساتھ ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بیان فرماتے ہیں۔

متٰی وجبت لك النبوه

صحابہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا یا رسول ﷺ آپ کیلئے نبوت کب واجب کر دی گئی تھی۔

قال و آدم بین الروح

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب آدم روح اور جسم کے مرحلے میں تھے۔

والجسد (مشکوٰۃ، مستدرک، جامع ترمذی) دوسری حدیث کثیر آئمہ و محدثین نے بیان کی ہے۔اس وجہ سے یہ شہرت و ثقاہت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہے (امام عبدالرزاق حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

قال قلت یا رسول اللّٰہ بابی انت وامی اخبرنی عن اول شئی خلقه اللّٰہ۔۔۔o

ترجمہ: حضرت جابر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان مجھے بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کیا چیز پیدا فرمائی؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے جابر بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

نور نبیك من نوره ۔من نورہ اضافت تشریفیہ ہے جیسے آدم (علیہ السلام) کیلئے **اذا نفخت فیه من الروحی** ہے۔

☆ سورۃ نجم میں اللہ نے قسم سے بات شروع کی ہے۔ہم جب قسم اٹھاتے ہیں تو بات کو پکا۔یقینی اور سچا ثابت کرنے کیلئے قسم اٹھاتے ہیں۔اللہ نے بھی یہاں بات ہمارے انداز سے شروع کی ہے۔کہ لوگو یہ بڑی پکی بات ہے کہ سب سے پہلا ستارہ محمد ﷺ کی ذات ہے۔جو لامکان کی وسعتوں میں چمکا کرتا تھا۔پھر اللہ کو منظور ہوا تو اسے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ لامکان سے نیچے اتارا اور دنیا میں مبعوث فرمادیا۔ (ولادت محمدی ﷺ کا ذکر)

☆ المائدہ میں بھی بات کرنے کا انداز قسمیہ ہے۔ کہ لوگو شک نہ کرنا۔ بلا شک و شبہ یہ بات یقینی ہے کہ اس نور (ستارے محمد ﷺ) کو میں نے تمہاری طرف بھیج دیا ہے۔ (ولادت محمدی ﷺ کا ذکر)۔

☆ سورۃ احزاب میں بھی اسی قسم کا انداز ہے۔ یعنی پکا اور یقینی یہاں اضافی اوصاف کا ذکر کر کے فرمایا گیا کہ اب وہ ﷺ اپنے تخلیقی نور کے فیض سے تمہیں روشن و منور کرنے کیلئے تمہارے پاس تشریف لا چکا ہے۔ (ولادت و بعثت کا ذکر)۔

☆ سورۃ توبہ میں فرمایا: کافروں کا ارادہ ہے کہ اس نور (محمد ﷺ) کو (نعوذ و باللہ) ختم کر دیں۔ لیکن اللہ نے آپ ﷺ کی زندگی کی ضمانت دے دی۔ اور فرمایا کہ اللہ آپ ﷺ کو زندگی اور غلبے کے کمال تک پہنچائے گا۔

☆ الصف میں بھی یہی بات کہی ہے کہ کافر اللہ کے نور (محمد ﷺ و قرآن) کو ختم کرنے کے درپے ہیں لیکن اللہ انہیں مکمل غلبہ دینے والا ہے۔

☆ الفتح میں: اللہ نے صرف محمد ﷺ کو ہی نور نہیں فرمایا بلکہ جو چیز بھی آپ ﷺ کو عطا فرمائی اسے بھی نور ہی کہا۔ یعنی نور وجود پر نور ہدایت اور نور دین حق عطا فرمایا۔

☆ اگلی آیت میں فرمایا: دلیل قاطع (برہان) محمد ﷺ کی صورت میں آ گئی ہے۔ اللہ کی طرف سے جو برہان ہو تو صاف ظاہر ہے نور ہی ہوگا۔ کیونکہ ساتھ ہی نور (قرآن) کا بھی ذکر کر دیا۔

☆ سورۃ نور میں اللہ نے مثال بھی اپنے نور کی محمد ﷺ کی ذات کو ٹھہرایا ہے۔ پھر کہا وہ نور علی نور ہے۔ پھر فرمایا اللہ جسے چاہتا ہے اپنے نور (محمد ﷺ) کی راہ پر چلا دیتا ہے۔ کیونکہ اللہ تک تو رسائی ممکن نہیں مگر محمد ﷺ تک تو ممکن ہے۔ ☆ حدیث پاک نے اوپر کی تمام آیات کی تصدیق کر دی ہے۔ کہ جس طرح آدم (علیہ السلام) کیلئے فرمایا:

من روحی: اسی طرح آپ ﷺ کیلئے فرمایا: من نورہ۔ ☆ اوپر کی تمام آیات میں ایک بات مشترک ہے کہ محمد ﷺ کو نور اللہ نے خود فرمایا اور ساتھ کوئی شرط نہیں رکھی کہ یہ ایسا نور ہے یا کیسا نور ہے۔ اور بشر کہا تو حضور ﷺ سے فرمایا کہ بشر ہونے کا اعلان آپ ﷺ فرما دیں اور ساتھ یوحی الی کی شرط بھی لگا دی۔ بعض ذہنوں میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کوئی نئی چیز بنانے کیلئے عمل (پراسیس) تبدیل کیا جاتا ہے۔ یا اجزائے ترکیبی تبدیل کیے جاتے ہیں۔ ایک جواب ہے کہ اجزائے ترکیبی تبدیل ہوئے ہیں آدم (علیہ السلام) کے لیے۔ من الروحی ۔یعنی جز روح ہے اور آپ ﷺ کیلئے من النورہ۔یعنی جز نور ہے۔

اور اماں حوا کیلئے ان میں کچھ بھی نہیں فرمایا اور پیدا فرما دیا اور عیسیٰ (علیہ السلام) کیلئے باپ کے نطفہ کا جز رکھا ہی نہیں دوسرا جواب یہ ہے جو زیادہ قوی ہے کہ عمل اور سبب کے ہم محتاج ہیں ۔اللہ تو محتاج نہیں ۔وہ تو ان تمام اسباب سے پاک ہے ۔اور علی کل شیء قدیر ہے۔ ☆ آخری بات یہ ہے کہ آپ کا محض بشری پہلو ہی اگر مقصود ہوتا تو قرآن میں جگہ جگہ آقا ﷺ کو نور کہہ کر تذکرہ نہ کیا جاتا ۔آخر کچھ تو ہے جو قرآن میں بشر کے بعد نور کا تذکرہ زیادہ پر زور طریقے سے کیا گیا ہے۔یہی وجہ ہے کہ معراج کی رات جو محض بشر تھے اسی بشری دنیا میں رہ گئے اور **یوحی الی** اور **من النورہ** والا بشر اوپر عالم نور کی طرف روانہ ہو گیا۔

☆ **تخلیق مصطفےٰ کا حقیقی پہلو:۔** عالم نور کی انتہا (سدرہ المنتہیٰ) پر آپ تھوڑی دیر رکے اور براق کو بھی وہیں چھوڑا اور حقیقی منزل کی طرف اکیلے ہی روانہ ہو گئے ۔پورا کا پورا عالم نور جبرائیل (علیہ السلام) سمیت نیچے رہ گیا اور حضور ﷺ کا سراپا اوپر لا مکان کی طرف روانہ ہو گیا۔قرآن پاک میں اس پہلو کا ذکر اس انداز میں کیا گیا ہے۔

☆ سبحن الذی اسری بعبدہ لیلاً ٥

وہ ذات (ہر کمزوری سے) پاک ہے جو رات کے تھوڑے سے حصہ میں اپنے بندے کو لے گئی (بنی اسرائیل آیت نمبر 1)

☆ قسم ہے روشن ستارے (محمد ﷺ) کی جب وہ اوپر تشریف لے گیا۔(عربی لغت میں ھوی کا ایک معنی اوپر جانا بھی ہوتا ہے) (النجم 1)۔

☆ ان (محمد ﷺ) کو بڑی قوتوں والے (رب) نے (براہ راست) علم (کامل) سے نوازا۔(النجم 5)

☆ جو (اللہ) حسن مطلق ہے۔ پھر اس نے (اپنے) ظہور کا ارادہ فرمایا۔ (النجم 6)۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ اور وہ (محمد ﷺ) سب سے اونچے کنارے ۔(سدرۃ المنتہا) پر تھے۔ (آیت نمبر7)

☆ پھر وہ (رب العزت) قریب ہوا پھر اور زیادہ قریب ہو گیا۔ (آیت نمبر8)

☆ پھر (جلوہ حق اور حبیب مکرم ﷺ میں) دو کمانوں کی مقدار فاصلہ رہ گیا یا اس سے بھی کم ۔(آیت نمبر9)

☆ پس اس (اللہ) نے اپنے عبد (محبوب) کی طرف وحی فرمائی ۔جو (بھی) وحی فرمائی۔ (آیت نمبر10)

☆ ان (محمد ﷺ) کے دل نے اس کے خلاف نہیں جانا جو آنکھوں نے دیکھا۔ (آیت نمبر11)

☆ کیا تم ان (محمد ﷺ) سے اس پر جھگڑتے ہو کہ جو انہوں نے دیکھا؟ (آیت نمبر12)

☆ اور بے شک انہوں نے (محمد ﷺ نے) اس (جلوہ حق) کو دوسری مرتبہ (پھر) دیکھا۔ (آیت نمبر13)

☆ سدرۃ المنتہیٰ کے قریب ۔اسی کے پاس جنت الماویٰ ہے ۔(14,15)

☆ جب نور حق کی تجلیات سدرہ کو ڈھانپ رہی تھیں جو کہ (اس پر) سایہ فگن تھیں۔ (آیت نمبر16)

☆ اور ان (محمد ﷺ) کی آنکھ نہ کسی اور طرف مائل ہوئی اور نہ حد سے بڑھی۔ (آیت نمبر17)

☆ بے شک انہوں نے (محمد ﷺ نے) اپنے رب کی بڑی (بڑی) نشانیاں دیکھیں۔ (آیت نمبر18)

وضاحت: جس جلوہ حق کو موسیٰ (علیہ السلام) اور فرشتے نہ دیکھ سکے ۔اس جلوہ حق کو دیکھنے کیلئے حضور نبی کریم ﷺ کی تخلیق میں اللہ نے اپنا حقیقی رنگ چڑھایا۔ ایسا رنگ چڑھایا کہ حضور نبی کریم ﷺ اللہ تو نہیں ہیں لیکن اللہ سے جدا بھی نہیں ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

صبغة الله ومن احسن من الله صبغةo

(ترجمہ) اللہ کا رنگ! اور کس کا رنگ اللہ کے رنگ سے بہتر ہے ۔(البقرۃ 138)

اللہ تعالیٰ نے تخلیق اشرف میں اشرافیہ کو ذکر کرنے کے بعد قرآن میں ان لوگوں کا بھی ذکر کیا ہے جو غرور، تکبر اکڑ اور تفاخر کرتے ہیں ۔ حالانکہ دونوں کی تخلیق میں مٹی اور پانی استعمال کیا گیا ہے ۔ اللہ ہماری ابتداء کی یاد دہانی کرا کر نصیحت کر رہا ہے ۔

☆ سورۃ نجم 32: وہ تمہیں خوب جانتا ہے جب اس نے تمہارے (باپ آدم علیہ السلام) کی ابتداء ونشوونما زمین (مٹی) سے کی ۔

☆ سورۃ النجم 46: (تمہاری زندگی کی ابتداء) نطفہ (گندے پانی) سے کی جبکہ وہ (رحم مادر) میں ٹپکایا جاتا ہے

☆ اور جبکہ تم اپنی ماؤں کے پیٹ میں جنین (حمل) کی شکل میں تھے ۔(نجم 32)

☆ پس تم اپنے آپ کو بڑا پاک وصاف مت جتایا کرو ۔ وہ (اللہ) خوب جانتا ہے کہ (اصل) پرہیز گار کون ہے (النجم 32)

☆ انسان کی پہلی ابتداء (مٹی) کا ذکر کر کے اسے اس کی پستی یاد دلائی ۔ نطفہ کا ذکر کر کے اسے اپنی گندگی یاد دلائی ۔ حمل کا ذکر کر کے اسے اپنی بے حیثیتی یاد دلائی اور آخر میں خود بھی کہہ دیا کہ میں نے تمہیں بنایا ہے مجھے خوب پتہ ہے کہ تم کتنے پاک وصاف ہو ۔ گندے پانی کے ایک قطرے سے تمہاری ابتداء کی ہے اور مٹی جیسی حقیر اور پست شے سے تمہارے باپ آدم (علیہ السلام) کو بنایا ہے ۔ پھر ماں کے پیٹ میں تیرے یہ نام ہیں ۔

نطفہ، علقہ، عظاماً، لحماً، خلقاً آخران میں سے کسی ایک نام سے بھی تو پکارا جانا پسند نہیں کرتا ۔ اگر تو ماں کے پیٹ میں اپنے یہ تخلیقی مراحل دیکھ لے (جو کہ آجکل مائیکروسکوپ سے ممکن ہے) تو تجھے معلوم ہو جائے کہ میں کیا تھا؟ اور میری حیثیت کیا تھی؟ انسان کہہ سکتا ہے کہ یہ تخلیقی عمل ہے سب کے ساتھ ایسے ہی ہوتا ہے ۔ تو پھر تو اپنے جسم کی طرف غور کر لے ۔ ڈیزائن اور سٹرکچر یعنی ظاہری نین نقش اور پیکر تو تیرا اللہ نے خوبصورت بنایا ہے ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورۃ التین آیت نمبر 4: بے شک ہم نے انسان کو بہترین (اعتدال و توازن) والی ساخت میں پیدا فرمایا ہے۔

☆ اس پیکر میں خوبصورت حصہ چہرہ ہے۔ اس چہرے میں دو آنکھیں ہیں۔ جب انسان سو کر اٹھتا ہے تو یہ آنکھیں میل سے بھری ہوتی ہیں۔

☆ دو کان ہیں چہرے کی خوبصورتی میں توازن رکھے ہوئے ہوتے ہیں۔ ان میں کچھ مدت بعد میل بھر جاتی ہے

☆ ناک چہرے کا حسن ہوتی ہے۔ اس میں سے بھی گندا مواد خارج ہوتا ہے۔

☆ منہ اور دانت چہرے کی خوبصورتی میں مزید اضافہ کرتے ہیں۔ ہم خوبصورت اور لچھے دار تقریریں اسی منہ کی زبان سے کرتے ہیں منہ کے انہی دانتوں سے ہم مزے دار پھل اور کھانے چباتے ہیں۔ اسی منہ اور دانتوں کی بدبو کی وجہ سے انسان انسان کے قریب کھڑا نہیں ہو سکتا۔

☆ دونوں طرف زیر بغل بال اور ناگوار بدبو ہوتی ہے۔

☆ زیر ناف دونوں گندگی خارج کرنے کے مقامات ہیں۔

☆ انسانی پاؤں پر میل کچیل اور بدبو ہوتی ہے۔ پہنے جانے والے جوتوں اور جرابوں سے بدبو آتی ہے۔

☆ انسان کے سر سے لے کر پاؤں تک بدبو دار پسینہ خارج ہوتا ہے۔ تو اللہ نے کہہ دیا اس گندگی میں لتھڑے ہوئے انسان کو اب خود پاک و صاف اور پرہیز گار بننا ہے۔ اور اپنے آپ کو اشرافیہ میں شامل کرنا ہے۔ اس کیلئے انسان کو اللہ اور رسول ﷺ نے طہارت کے کئی نظام دیے ہے۔

☆ استنجا اور پاکیزگی کا نظام ☆ پانچ وقت وضو کا نظام

☆ غسل کا نظام ☆ مسواک کا نظام سنت

☆ خوشبو کا استعمال سنت

☆ زیر بغل اور زیر ناف پاکی کا نظام سنت ☆ ناخن اور بال تراشنا اور کنگی پھیرنا سنت ☆ باطن کی صفائی کیلئے کم کھانا، کم سونا، باوضو رہنا، روزہ رکھنا اور عبادت و ذکر الٰہی کرنا۔ ان نظام ہائے طہارت پر عمل کریں اور پاک و صاف اور پرہیز گار بنتے جائیں اور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اپنی تخلیقی کثافت دور کر کے اللہ اور رسول ﷺ کا قرب حاصل کرتے جائیں۔

آخری بات یہ کہ تخلیقی حوالے سے نبی پاک ﷺ کو قرآن نے جو القاب دیے وہ القاب ہم بھی کہہ لیں یا استعمال کر لیں تو ہم پر کچھ گناہ نہیں کیوں کہ ہم نے نہیں قرآن نے استعمال کیے ہیں۔ قرآن نے کہا بشر ہم بھی کہہ لیں بشر۔ قرآن نے کہا نور ہم بھی کہہ لیں نور۔ قرآن نے کہا حضور ﷺ (اللہ کی بارگاہ میں حاضر اور اس سے ملاقات دیدار کرنے والا) ہم بھی کہہ لیں حضور ﷺ اگلی علمی باتیں علماء پر چھوڑ دیں کہ کہاں تک بشر ہیں؟ کہاں تک نور ہیں؟ اور کہاں تک ان کی (اللہ سے ملاقات کی حقیقت ہے؟) واللہ اعلم بالصواب

☆☆☆

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 4 غیب اور علم غیب

مندرجات

☆	غیب کیا ہے؟	87
☆	غیب کی قسمیں	87
☆	غیب کی صورتیں	88
☆	علم غیب	88
☆	علم غیب کی صورتیں	91
☆	اللہ اور علم غیب	92
☆	فرشتے اور علم غیب	93
☆	جانور اور علم غیب	94
☆	انسان اور علم غیب (صالحین، انبیاء، امام الانبیاء)	95
☆	حضرت مریم اور علم غیب	96
☆	حضرت خضر اور علم غیب	96
☆	حضرت ذوالقرنین اور علم غیب	97
☆	طالوت بادشاہ اور علم غیب	97
☆	صحابی سلیمان (علیہ السلام) اور علم غیب	97
☆	حضرت آدم (علیہ السلام) اور علم غیب	98

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆	حضرت ابراہیم (علیہ السلام) اور علم غیب	98
☆	حضرت موسیٰ (علیہ السلام) اور علم غیب	98
☆	حضرت سلیمان (علیہ السلام) اور علم غیب	99
☆	حضرت داؤد (علیہ السلام) اور علم غیب	99
☆	حضرت زکریا (علیہ السلام) اور علم غیب	99
☆	حضرت عزیر (علیہ السلام) اور علم غیب	100
☆	حضرت یعقوب (علیہ السلام) اور علم غیب	100
☆	حضرت یوسف (علیہ السلام) اور علم غیب	101
☆	حضرت لوط (علیہ السلام) اور علم غیب	101
☆	نوح (علیہ السلام) اور علم غیب	102
☆	حضرت شعیب (علیہ السلام) اور علم غیب	102
☆	حضرت صالح (علیہ السلام) اور علم غیب	102
☆	حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) اور علم غیب	103
☆	حضور ﷺ اور علم غیب	103
☆	زیر بحث عنوان کا تجزیہ	104
☆	زیر بحث موضوع کا حاصل	105

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیب اور علم غیب

دیئے گئے موضوع کو قرآن پاک اس طرح بیان کرتا ہے۔

الذین یومنون بالغیب۔

(ترجمہ) جو لوگ غیب پر ایمان رکھتے ہیں (البقرہ آیت نمبر 3)

ھو اللّٰہ الذی لا الہ الا ھو عالم

(ترجمہ) وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

الغیب والشھادۃ۔

غیب اور حاضر کا علم رکھنے والا ہے۔ (الحشر آیت نمبر 22)۔

غیب کیا ہے؟

جو چیز نظروں سے اوجھل ہو، ذہن سے اوجھل ہو، جو چیز سماعت میں نہ ہو۔ جو چیز علم میں نہ ہو، جس چیز کا ادراک اور شعور نہ ہو لیکن اس کا وجود ہو اسے غیب کہتے ہیں۔

غیب کی قسمیں

غیب کی تعریف کو مدنظر رکھ کر غیب کی مندرجہ ذیل قسمیں بنتی ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(۱) بصری غیب	(۲) ذہنی/دماغی غیب	(۵) ادراکی/شعوری غیب
جو غیب انسانی آنکھ کی دوری یا نزدیکی کی وجہ سے ہوا	جو غیب ذہن کے غیر حاضر ہونے کی وجہ سے ہو	ایسا غیب جو ہمارے شعور اور ادراک کے محدود ہونیکی وجہ سے ہو۔
(۳) علمی غیب	(۴) سمعی غیب	طبعی یا حسی غیب
جو غیب ہمارے عدم علم کی وجہ سے ہو	ایسا غیب جو ہماری سماعت کے محدود ہونیکی وجہ سے ہو	ایسا غیب جو طبعی طور پر حاضر نہ ہونے کی وجہ سے ہو

(۱) بصری غیب کی صورتیں

☆ آسمان پر اڑتا ہوا پرندہ یا ہوائی جہاز چونکہ ہماری آنکھوں سے دور ہے اس لیے غیب ہے۔ ☆ پہلی رات کا چاند: اکثر انسانی آنکھ میں نہیں آتا ہم دور بین سے اسے دیکھ سکتے ہیں۔ ☆ آنکھوں سے انتہائی قربت :اگر کوئی چیز آنکھوں کے انتہائی قریب آ جائے تو وہ بھی غیب ہو جاتی ہے۔

☆ بجلی کا پنکھا اگر ساکن ہو تو ہم اس کے پر گن سکتے ہیں اور اگر تیز سپیڈ سے چل رہا ہو تو اس کے پر غیب ہو جاتے ہیں۔ ☆ انتہائی باریک شے (جراثیم اور وائرس) بھی ہماری آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں۔ خوردبین سے ہم دیکھ سکتے ہیں۔ ☆ انسانی جسم کی کئی چیزیں ہیں۔ مثلاً دل، دماغ، گردے، آنکھیں، سر اور کان وغیرہ جنہیں ہم دیکھ نہیں سکتے۔ یعنی بصری طور پر غیب ہیں۔ لیکن آئینہ سامنے رکھ کر ہم اپنی آنکھیں، کان اور سر خود دیکھ سکتے ہیں۔

(۲) ذہنی یا دماغی غیب کی صورتیں

☆ نماز کی حالت میں اکثر ہمارے ساتھ ایسے ہوتا ہے کہ ہم دنیا کے خیالات میں اتنے گم ہو جاتے ہیں کہ ہمیں پتہ ہی نہیں چلتا کہ امام صاحب نے اس نماز میں کونسی سورتیں قرات کی ہیں اور کبھی کبھار تو پتہ ہی نہیں چلتا کہ کتنی رکعتیں پڑھ چکے ہیں اور کتنی باقی رہتی ہیں۔ بصری طور پر ہم سب کچھ دیکھ رہے ہیں لیکن دماغی طور پر غیب ہیں۔ یعنی امام صاحب سامنے ہوتے ہوئے بھی غیب ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ بازار میں چلتے ہوئے ہم سامنے دیکھ رہے ہوتے ہیں ہمارا کوئی عزیز پاس سے گزر جاتا ہے حالانکہ ہم بصری طور پر سامنے سب کچھ دیکھ رہے ہیں لیکن ذہنی طور پر خیالوں میں گم ہیں۔ لہٰذا بازار کی ہر شے ہم سے غیب میں چلی گئی۔

☆ دو دوست آمنے سامنے بیٹھ کر گفتگو کر رہے ہوتے ہیں تو کبھی کبھی ایسے ہوتا ہے کہ ایک دوست دوسرے سے کہتا ہے کہ آپ اپنی بات دہرا دیں کہ آپ نے کیا کہا ہے؟

اس لیے کہ وہ اس لمحے ذہنی طور پر حاضر نہیں تھا لہٰذا اس لمحے وہ بات ذہنی غیب میں تھی۔

☆ کلاس میں بیٹھے ہوئے طلباء کی اکثریت ذہنی طور پر غیر حاضر ہونے کی وجہ سے لیکچر کو سن نہیں پاتی۔ حالانکہ وہ طلباء آنکھوں سے استاد کو دیکھ بھی رہے ہوتے ہیں اور ظاہری طور پر کانوں سے سن بھی رہے ہوتے ہیں۔ صرف ذہن کے حاضر نہ ہونے کی وجہ سے وہ لیکچر غیب میں چلا جاتا ہے۔

(۳) علمی غیب کی صورتیں

دنیا میں سینکڑوں ہزاروں چیزیں ایسی ہیں جنہیں ہم آنکھوں سے دیکھ بھی سکتے ہیں۔ ہاتھوں سے چھو بھی سکتے ہیں۔ کانوں سے سن بھی سکتے ہیں۔ اس کے باوجود وہ چیز ہمارے لیے غیب ہے کیونکہ اس شے کا ہمیں علم نہیں۔

☆ آپ کسی اعلیٰ ہوٹل میں چلے جائیں۔ مختلف انواع کے کھانے آپ کے سامنے ہوتے ہوئے بھی غیب ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان کے بارے میں آپ کو علم ہی نہیں ہے۔

☆ انگریزی کی کتاب اور اردو کی کتاب میں آپ اگر فرق نہیں کر سکتے تو صرف اسی وجہ سے کہ آپ کے پاس اردو اور انگریزی کا علم نہیں ہے۔

☆ الجبرے اور جیومیٹری کی کتاب آپ کے سامنے ہوتے ہوئے بھی غیب ہے۔

☆ اسی طرح دنیا کی کسی قسم کی کتاب آپ کے سامنے ہوتے ہوئے بھی غیب اس لیے ہوتی ہے کہ آپ اس کا علم نہیں رکھتے۔ حتیٰ کہ قرآن بھی اگر آپ نے نہیں سیکھا تو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ بھی آپ کیلئے غیب ہے۔

(۴) سمعی غیب کی صورتیں

ایک مجمع لگا ہوا اور ایک آدمی سٹیج پر تقریر کر رہا ہو۔ آپ کو تقریر کرنے والا نظر آ رہا ہے لیکن تقریر سنائی نہیں دے رہی۔ اس صورت میں تقریر کرنے والا غیب نہیں بلکہ اس کی تقریر غیب ہے آپ کو بالکل پتہ ہی نہیں چلتا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ آپ کے کانوں تک اس کی آواز نہیں پہنچ رہی یہ سمعی غیب ہے۔

☆ نماز با جماعت کی صورت میں امام کے بارے میں پتہ ہوتا ہے کہ کون ہے اور کہاں کھڑا ہے۔ لیکن قرات سنائی نہیں دیتی۔ اس صورت میں یہ سمعی غیب ہے۔

☆ آپ سے دور ایک آدمی کھڑا آپ کو آوازیں دے رہا ہو اور کوئی بات آپ کو بتا بھی رہا ہو لیکن آپ کو اس کی آواز سنائی نہیں دے رہی۔ دور کھڑا وہ آدمی غیب نہیں بلکہ اس کی آوازیں اور پیغامات غیب ہیں یہ سمعی غیب ہے اس غیب کو لاؤڈ سپیکر لگا کر دور کر سکتے ہیں۔

(۵) ادراکی/شعوری/غیب کی صورتیں

جو چیز ہمارے ادراک، فہم اور شعور میں نہ آ سکے وہ شعوری/ادراکی غیب ہے۔

☆ اللہ کی ذات، فرشتے، جنات کا وجود۔

☆ جنت و دوزخ کا وجود، سات آسمان، عرش کرسی وغیرہ۔

☆ وحیٔ الٰہی، قبر، حشر، سدرہ المنتہیٰ وغیرہ۔

☆ کراماً کاتبین کا وجود وغیرہ۔

یہ سب پردہ غیب کی چیزیں ہیں۔ کسی عام انسان نے ان کو نہیں دیکھا۔ لہٰذا ان کا ادراک اور شعور بھی نہیں۔

(۶) طبعی یا حسی غیب کی صورتیں

☆ ٹیلی فون/موبائل پر بات کرنے والا شخص ☆ انٹرنیٹ پر بات کرنے والا شخص کو ہم دیکھ بھی سکتے ہیں سن بھی سکتے ہیں لیکن اسے طبعی طور پر ٹچ نہیں کر سکتے۔ یہ طبعی یا حسی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیب ہے۔☆ اپنا دل، دماغ، گردے وغیرہ مائیکروسکوپ سے دیکھ سکتے ہیں لیکن طبعی طور پر ٹچ نہیں کر سکتے۔ یہاں تک غیب اور غیب کی ممکنہ صورتوں کا بیان تھا اب اگلا حصہ ہے۔

علم غیب:۔ یعنی غیب کے بارے میں معلوم ہونا۔غیب ہے تو غیب کا علم بھی ہے۔ یہاں تک غیب غیر متنازعہ ہے۔اس کو سب مانتے ہیں۔اب اگلی بات کہ یہ غیب کا علم کس کو ہے۔کس کو نہیں ہے؟ یہاں سے بات متنازعہ ہو جاتی ہے۔ہم کوشش کریں گے کہ جتنی بات قرآن کہتا ہے اتنی بات ہم بھی کر لیں۔

علم غیب کی صورتیں

☆علم غیب فطری/جبلی ☆علم غیب کسبی ☆علم غیب آفاقی/الہامی

☆ علم غیب فطری:۔ نومولود بچے کا رونا، ہنسنا، دودھ پینا، باتیں سیکھنا، ماں کی پہچان کرنا وغیرہ، ان سب باتوں کے سیکھنے کیلئے کوئی سکول یا استاد نہیں ہوتا۔بچہ فطری طور پر یہ سب کچھ سیکھ جاتا ہے۔

☆ پرندوں کا گھونسلہ بنانا:۔ بعض گھونسلوں میں سول انجینئرنگ کے بہت سے اصول استعمال کیے جاتے ہیں ان میں باقاعدہ مختلف کمرے ہوتے ہیں۔بارش سے بچاؤ کا بندوبست ہوتا ہے۔

☆ شہد کی مکھی اور بھڑ کو چھتہ بنانا کون سکھاتا ہے؟ یہ چھ پہلو والا برابر پیمائش کا ایک کمرہ ہوتا ہے اور ہزاروں کمروں پر یہ چھتہ مشتمل ہوتا ہے۔یہ سب فطری علم غیب ہے۔

☆ جانوروں کو کون تعلیم دیتا ہے کہ اپنے بچوں کو پالیں؟

☆ گرمی، سردی، بھوک، پیاس، خوشی غمی یہ سب احساسات فطری ہوتے ہیں۔ کوئی سکھانے والا نہیں ہوتا۔

☆ علم غیب کسبی:۔ دنیا کا ہر علم سیکھنے سے پہلے غیب ہوتا ہے۔جب انسان محنت کر کے اسے حاصل کر لیتا ہے تو وہی غیب حاضر ہو جاتا ہے۔

☆ علم فزکس، علم کیمسٹری، علم بیالوجی، علم ٹیلی پیتھی، علم ایمبریالوجی، علم ریاضی، علم انگریزی وغیرہ اور اس قسم کے دوسرے تمام علوم محنت کے بعد انسان انہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل کر لیتا ہے۔

☆ انسانی جسم کے اندر دل، دماغ، گردے اور دوسری تمام چیزیں محنت کے بعد دیکھی بھی جا سکتی ہیں اور ان کا علم بھی حاصل کیا جا سکتا ہے۔

☆ انسانی جسم کے باہر آنکھیں، کان اور سر، انسان انہیں اپنی آنکھوں سے ڈائریکٹ نہیں دیکھ سکتا۔ انسان نے محنت کر کے آئینہ بنا لیا۔ اب ان چیزوں کو آئینے کے ذریعے دیکھ سکتا ہے۔

☆ جراثیم، وائرس، گرد کے ذرات، ایٹم، الیکٹران، پروٹان، نیوٹران وغیرہ کا علم، علم غیب تھا۔ محنت کر کے اسے حاصل کر لیا گیا۔

☆ علم غیب الہامی/آفاقی

اس علم غیب کی تعریف کوئی بھی ہو ہم یہاں وہی بیان کریں گے جتنا اللہ نے اپنے قرآن میں بیان کیا ہے۔ کیونکہ کائنات کا سب سے بڑا غیب خود اللہ ہے اور غیب کا سب سے بڑا عالم بھی خود اللہ ہے۔ سو جو اللہ نے اپنے بارے میں یا دوسرے غیوب کے بارے میں قرآن میں بیان کر دیا ہے۔ وہی کافی ہے

قرآن کی رو سے ہم اس موضوع کو مندرجہ ذیل گروہوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

☆ اللہ اور علم غیب ☆ فرشتے اور علم غیب

☆ انبیاء (انسان) اور علم غیب ☆ جانور اور علم غیب

☆ اللہ اور علم غیب :۔ ☆ سورۃ بقرہ آیت نمبر 33۔ کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کی (سب) مخفی حقیقتوں کو جانتا ہوں اور وہ بھی جانتا ہوں جو تم ظاہر کرتے اور جو تم چھپاتے ہو۔

☆ سورۃ مائدہ آیت نمبر 109۔ عرض کریں گے ہمیں کچھ علم نہیں بے شک تو ہی غیب کی سب باتوں کا خوب جاننے والا ہے۔

☆ سورۃ انعام آیت نمبر 59۔ اور غیب کی کنجیاں (یعنی وہ راستے جن سے غیب کسی پر آشکار کیا جاتا ہے) اسی کے پاس ہیں۔

☆ سورۃ انعام آیت نمبر 73۔ وہی ہر پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ سورۃ توبہ آیت نمبر 78۔ کیا انہیں معلوم نہیں کہ اللہ ان کے بھید اور سرگوشیاں جانتا ہے اور یہ کہ اللہ سب غیب کی باتوں کو خوب جاننے والا ہے۔

☆ سورۃ توبہ آیت نمبر 94۔ پھر تم **عالم الغیب والشھادۃ** (رب) کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

☆ سورۃ توبہ آیت نمبر 105۔ اور تم عنقریب ہر پوشیدہ اور ظاہر کو جاننے والے (رب) کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

☆ سورۃ یونس آیت نمبر 20۔ آپ فرما دیجیے: غیب تو محض اللہ ہی کیلئے ہے۔

☆ سورۃ ہود آیت نمبر 123۔ اور آسمانوں اور زمین کا (سب) غیب اللہ ہی کیلئے ہے۔

☆ سورۃ الکہف آیت نمبر 26۔ فرما دیجیے: اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ کتنی مدت وہاں ٹھہرے۔ آسمانوں اور زمین کی (سب) پوشیدہ باتیں اسی کے علم میں ہیں۔

☆ سورۃ فاطر آیت نمبر 38۔ بے شک اللہ آسمانوں اور زمین کے غیب کو جاننے والا ہے۔ یقیناً وہ سینوں کی پوشیدہ باتوں سے خوب واقف ہے۔

☆ سورۃ سبا آیت نمبر 3۔ اور کافر کہتے ہیں کہ ہم پر قیامت نہیں آئے گی۔ آپ ﷺ فرما دیں۔ کیوں نہیں؟ میرے عالم الغیب رب کی قسم ہے تم پر ضرور آئے گی۔

☆ سورۃ الحجرات آیت نمبر 18۔ بے شک اللہ آسمانوں اور زمین کے سب غیب جانتا ہے۔

☆ فرشتے اور علم غیب :۔☆ آل عمران آیت نمبر 39۔ انہیں فرشتوں نے آواز دی۔ بے شک اللہ آپ کو (فرزند) یحییٰ (علیہ السلام) کی بشارت دیتا ہے۔

☆ آیت نمبر 42۔ اور جب فرشتوں نے کہا: اے مریم! بے شک اللہ نے تمہیں منتخب کر لیا ہے اور تمہیں پاکیزگی عطا کی ہے۔

☆ جب فرشتوں نے کہا: اے مریم! بے شک اللہ تمہیں اپنے پاس سے ایک کلمہ (خاص) کی بشارت دیتا ہے۔ آیت نمبر 45 آل عمران۔

☆ سورۃ انعام آیت نمبر 61۔ یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کو موت

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

آتی ہے تو ہمارے بھیجے ہوئے (عزرائیل اور اس کے ساتھی فرشتے) اس کی روح قبض کر لیتے ہیں اور وہ خطا نہیں کرتے۔

☆ الحجر آیت نمبر 53۔ (حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مہمان فرشتوں نے کہا) آپ خائف نہ ہوں ہم آپ کو ایک دانشمند لڑکے (کی پیدائش کی) خوشخبری سناتے ہیں۔

☆ آیت نمبر 66۔ اور ہم نے لوط (علیہ السلام) کو اس فیصلہ سے بذریعہ وحی آگاہ کر دیا کہ بے شک ان کے صبح کرتے ہی ان لوگوں کی جڑ کٹ جائے گی۔

☆ سورۃ انفطار آیت نمبر 12-11-10۔ حالانکہ تم پر نگہبان فرشتے (کراماً کاتبین) مقرر ہیں۔ جو بہت معزز ہیں (تمہارے اعمال نامے) لکھنے والے ہیں۔ وہ ان تمام کاموں کو جانتے ہیں جو تم کرتے ہو۔

جانور اور علم غیب :۔ ☆ کوا اور علم غیب : پھر اللہ نے ایک کوا بھیجا جو زمین کریدنے لگا تا کہ اسے دکھائے کہ وہ اپنے بھائی کی لاش کس طرح چھپائے۔

☆ سورۃ المائدہ آیت نمبر 31 (ہابیل اور قابیل کا واقعہ)۔

☆ شہد کی مکھی اور علم غیب :۔ سورۃ نحل آیت نمبر 69-68۔ اور آپ کے رب نے شہد کی مکھی کے دل میں (خیال) ڈال دیا کہ تو بعض پہاڑوں، درختوں اور چھپروں میں گھر بنایا کر۔ پس تو ہر قسم کے پھلوں سے رس چوسا کر پھر تو اپنے رب کے راستوں پر آسانی فراہم کرتے ہوئے چلا کر۔

☆ بھنی ہوئی مچھلی اور علم غیب :۔ آیت نمبر 61-63۔ سورۃ الکہف سو جب وہ دونوں دو دریاؤں کے سنگم پر پہنچے تو وہ دونوں اپنی مچھلی وہیں (مقام خضر پر) بھول گئے پس وہ (تلی ہوئی مچھلی زندہ ہو کر) دریا میں سرنگ کی طرح اپنا راستہ بناتی ہوئی (نکل گئی)۔

(حضرت موسیٰ علیہ السلام اور یوشع بن نون علیہ السلام کا سفر) (مقام خضر کا علم غیب مچھلی کو ملا)۔

☆ اونٹنی اور علم غیب:۔ ☆ صالح (علیہ السلام) نے فرمایا: یہ اونٹنی ہے پانی کا ایک وقت اس کے لیے (مقرر) ہے اور ایک مقررہ دن تمہارے پانی کی باری ہے۔

(اونٹنی کو اپنے مقررہ وقت کا علم غیب عطا ہوا) (الشعرآء آیت نمبر 155)۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ چیونٹی اور علم غیب :۔ ☆ سورۃ نمل آیت نمبر 18۔ یہاں تک کہ جب وہ لشکر چیونٹیوں کے میدان پر پہنچے تو ایک چیونٹی کہنے لگی : اے چیونٹیو! اپنی رہائش گاہوں میں داخل ہو جاؤ کہیں سلیمان (علیہ السلام) کا لشکر تمہیں کچل نہ دیں ۔(چیونٹی کو سلیمان علیہ السلام) اور ان کے لشکر کی پہچان کا علم غیب اللہ کی طرف سے عطا ہوا۔

☆ مچھلی اور علم غیب :۔سورۃ الصفت آیت نمبر 145-142۔ پھر مچھلی نے ان کو نگل لیا۔ پھر ہم نے انہیں (ساحل دریا پر) کھلے میدان میں ڈال دیا۔ (مچھلی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ علم غیب کے ذریعے حکم ہوا ہوگا کہ حضرت یونس (علیہ السلام) کو پہچان لو اور نگل جاؤ لیکن کھانے کی بجائے حفاظت کرنی ہے اور مقررہ فلاں دن باہر اگل دینا ہے۔

☆ ہدہد اور علم غیب :۔ سورۃ نمل آیت نمبر 22۔ پس وہ تھوڑی دیر ہی باہر ٹھہرا تھا کہ اس نے (حاضر ہو کر) عرض کیا: مجھے ایک ایسی بات معلوم ہوئی ہے جس پر شاید آپ مطلع نہ تھے۔ اور میں آپ کے پاس (ملک) سبا سے ایک یقینی خبر لایا ہوں۔

☆ ابابیل اور علم غیب :۔ سورۃ فیل اور آیت نمبر 4-3۔ اور اس نے ان پر پرندوں کے جھنڈ کے جھنڈ بھیج دیئے ۔ جو ان پر کنکریلے پتھر مارتے تھے ۔(پرندوں کو پتھر مارنے کا علم غیب عطا ہوا)

☆ پہاڑ، لوہا اور علم غیب :۔سورۃ سبا آیت نمبر 10۔ اور بے شک ہم نے داؤد (علیہ السلام) کو اپنی بارگاہ سے بڑا فضل عطا فرمایا اور (حکم فرمایا) اے پہاڑو! تم ان کے ساتھ مل کر خوش الحانی سے (تسبیح) پڑھا کرو اور پھر پرندوں کو بھی (یہی حکم دیا) اور ہم نے ان کیلئے لوہا نرم کر دیا۔ (پہاڑوں اور لوہے کو علم غیب عطا ہوا)

☆ انسان (صالحین ،انبیاء اور امام الانبیاء) اور علم غیب :۔اس موضوع کو بیان کرنے سے پہلے بریکٹ (صالحین ،انبیاء اور امام الانبیاء) کی وضاحت کر دوں۔ سورۃ آل عمران آیت نمبر 179۔ اور اللہ کی یہ شان نہیں کہ (اے عامۃ الناس) تمہیں غیب پر مطلع فرما دے لیکن اللہ اپنے رسولوں سے جسے چاہے چن لیتا ہے یہاں رسول کا اصطلاحی معنی نہیں بلکہ لغوی معنی لیا گیا ہے ۔یعنی رسول کہتے ہیں بھیجے ہوئے کو بھیجے ہوئے میں تمام مخلوقات شامل ہے چونکہ باقی مخلوقات کا ذکر پہلے ہو چکا ہے ۔صرف انسان زیر بحث ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا انسان میں (صالحین اور تمام انبیاء) شامل ہیں۔ اس کی تائید سورۃ مریم آیت نمبر 19۔ سے ہوتی ہے۔

(انما انا رسول ربك)

بے شک میں تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں۔

زیر بحث موضوع کیلئے سورۃ جن آیت نمبر 27-26۔ وہ غیب کا جاننے والا ہے پس وہ اپنے غیب پر کسی (عام شخص) کو مطلع نہیں فرماتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔ لہٰذا انسان اور علم غیب کے موضوع کو ہم مندرجہ ذیل تین حصوں میں بیان کریں گے۔

(۱) اولیاء و صالحین اور علم غیب (۲) انبیاء و رسول اور علم غیب

(۳) امام الانبیاء اور علم غیب

☆ حضرت مریم (علیہ السلام) اور علم غیب:۔ سورۃ مریم آیت نمبر 16 سے 29 تک ۔ حضرت جبرائیل (علیہ السلام) کے آنے سے لے کر حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی پیدائش اور گھر آنے اور عیسیٰ (علیہ السلام) کی طرف اشارہ کرنے تک یہ سب کچھ غیب کا علم حضرت مریم (علیہ السلام) پر آشکار ہوا۔ اسی کے متعلق سورۃ آل عمران آیت نمبر 44۔ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ اے محبوب یہ غیب کی خبریں ہیں۔ جو ہم آپ کے طرف وحی فرماتے ہیں ۔ پھر اسی سورۃ کی آیت نمبر 37 میں حضرت زکریا (علیہ السلام) پوچھتے ہیں ۔ حضرت مریم (علیہ السلام) سے: اے مریم (علیہ السلام) یہ چیزیں تمہارے لیے کہاں سے آتی ہیں؟ اس نے کہا: یہ (رزق) اللہ کے پاس سے آتا ہے۔ (رزق کیا ہے اور کہاں سے آتا ہے یہ سب علم غیب حضرت مریم علیہ السلام) کو عطا ہوا)

☆ حضرت خضر (علیہ السلام) اور علم غیب :۔ سورۃ الکہف آیت نمبر 67۔ اس نے کہا بے شک آپ میرے ساتھ رہ کر ہرگز صبر نہ کر سکیں گے ۔ (یہ علم غیب ہے جو حضرت خضر (علیہ السلام) کو عطا ہوا تھا کہ بتا دیا کہ آئندہ وقت میں حضرت موسیٰ (علیہ السلام) صبر نہیں کر سکیں گے اور ہوا بھی یہی۔ پھر آیت نمبر 79 سے 82 تک : حضرت خضر (علیہ السلام) نے ان تمام باتوں سے پردہ اٹھا دیا جو ان سے سرزد ہوئی تھیں یہ تمام غیب کا علم ہے جس کے بارے میں آیت نمبر 82 میں خضر (علیہ السلام) کہتے ہیں: اور میں نے وہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

از خود نہیں کیا۔ (یعنی ان تمام باتوں سے جو پردہ اٹھایا ہے وہ میں نے از خود نہیں اٹھایا بلکہ اللہ نے مجھے بتایا ہے)

☆ حضرت ذوالقرنین (علیہ السلام) اور علم غیب:۔ سورۃ الکہف آیت نمبر 83 سے 99 تک ذوالقرنین (علیہ السلام) کا پورا واقعہ ہے۔ آیت نمبر 84 میں ہے: بیشک ہم نے اسے زمین میں اقتدار بخشا تھا۔ اور ہم نے اس کو تمام وسائل و اسباب سے نوازا تھا۔ (وسائل و اسباب استعمال کرنے کا علم غیب)۔

آیت نمبر 93 میں اللہ فرماتا ہے یہاں تک کہ وہ دو پہاڑوں کے درمیان جا پہنچا۔ اس نے ان پہاڑوں کے پیچھے ایک ایسی قوم کو آباد پایا جو بات نہیں سمجھ سکتے تھے۔

(ایک غیب قوم کو پانے کا علم) آیت نمبر 95-94 بیان کرتی ہیں: اے ذوالقرنین (علیہ السلام)! ایک فسادی قوم یاجوج اور ماجوج سے حفاظت کیلئے ہمارے اور اس کے درمیان ایک دیوار بنا دیں۔ ہم آپ کو بدلے میں مال دیں گے۔ ذوالقرنین (علیہ السلام) نے کہا: مجھے میرے رب نے اس بارے میں جو اختیار دیا ہے وہ بہتر ہے۔

(وسائل و اسباب سے تعمیرات کرنے کا علم غیب)۔ جب دیوار بنا دی تو آیت نمبر 98 میں بیان ہے: یہ میرے رب کی جانب سے رحمت ہے (یہ سارا علم غیب رحمت کی شکل میں میرے رب نے مجھے عطا کیا ہے) اسی آیت میں آگے فرمایا: پھر میرے رب کا وعدہ آئے گا تو وہ اس دیوار کو (گرا کر) ہموار کر دے گا۔ (یہ قرب قیامت کی پیشن گوئی کا علم ہے)

☆ طالوت بادشاہ اور علم غیب:۔ سورۃ البقرہ آیت نمبر 247۔ اور ان سے ان کے نبی نے فرمایا: بے شک اللہ نے تمہارے لیے طالوت کو بادشاہ مقرر فرمایا ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور آگے چل کر فرمایا: بے شک اللہ نے اسے تم پر منتخب کر لیا ہے اور اسے علم اور جسم میں زیادہ کشادگی عطا فرما دی ہے۔ (علم غیب کیلئے طالوت کو چن لیا) اسی سورۃ کی آیت نمبر 249: پھر جب طالوت اپنے لشکروں کو لے کر شہر سے نکلا تو اس نے کہا: بے شک اللہ تمہیں ایک نہر کے ذریعے آزمانے والا ہے۔ پس جس نے اس میں سے پانی پیا سو وہ میرے ساتھیوں میں سے نہیں ہوگا۔ (یہ غیب کی خبر ہے جو اللہ نے طالوت کو بتائی)

☆ حضرت سلیمان (علیہ السلام) کا صحابی اور علم غیب:۔ سورۃ نمل آیت

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر38۔ سلیمان (علیہ السلام) نے فرمایا: اے دربار والو! تم میں سے کون اس (ملکہ) کا تخت میرے پاس لا سکتا ہے۔ قبل اس کے کہ وہ میرے پاس فرمانبردار ہو کر حاضر ہو جائیں۔ آیت نمبر40 (پھر) ایک ایسے شخص نے عرض کیا جس کے پاس آسمانی کتاب کا کچھ علم تھا کہ میں اسے آپ کے پاس لا سکتا ہوں قبل اس کے کہ آپ کی نگاہ آپ کی طرف پلٹے (آسمانی کتاب کا علم غیب صحابی سلیمان علیہ السلام کو عطا ہوا)

☆ انبیاء اور علم غیب

☆ حضرت آدم (علیہ السلام) اور علم غیب :۔ سورۃ البقرہ آیت نمبر31۔ اور اللہ نے آدم (علیہ السلام) کو تمام نام سکھا دیئے۔ پھر انہیں فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور فرمایا مجھے ان اشیاء کے نام بتا دو۔ آیت نمبر32۔ فرشتوں نے عرض کیا: تیری ذات پاک ہے ہمیں کچھ علم نہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آیت نمبر33۔ اللہ نے فرمایا: اے آدم (علیہ السلام) اب تم انہیں ان اشیاء کے ناموں سے آگاہ کرو۔ پس جب آدم (علیہ السلام) نے انہیں ان اشیاء کے ناموں سے آگاہ کر دیا۔ (آدم علیہ السلام کو علمی غیب کی فضیلت ملی)

☆ حضرت ابراہیم (علیہ السلام) اور علم غیب :۔ سورۃ البقرہ آیت نمبر260۔ جب ابراہیم (علیہ السلام) نے عرض کیا: میرے رب! مجھے دکھا دے تو مردوں کو کس طرح زندہ فرماتا ہے؟ ۔۔۔۔۔۔ (اللہ نے) ارشاد فرمایا: سو تم چار پرندے پکڑ لو۔ پھر انہیں اپنی طرف مانوس کر لو۔ پھر انہیں (ذبح کر کے) ان کا ایک ایک ٹکڑا ایک ایک پہاڑ پر رکھ دو۔ پھر انہیں بلاؤ۔ وہ تمہارے پاس دوڑتے ہوئے آ جائیں گے۔ (اللہ نے مردوں کو زندہ کرنے کا علم غیب عطا فرمایا ۔۔۔ لگتا ہے یہ طریقہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آزمایا ہوگا۔)

☆ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) اور علم غیب :۔ سورۃ مریم آیت نمبر52۔ اور ہم نے اسے موسیٰ (علیہ السلام) کو طور کی داہنی جانب سے ندا دی اور راز و نیاز کی باتیں کرنے کیلئے۔ ہم نے انہیں قربت (خاص) سے نوازا۔ (راز و نیاز کی باتیں ہی علم غیب ہے)۔

☆ سورۃ الاعراف آیت نمبر144۔ ارشاد ہوا: اے موسیٰ (علیہ السلام)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بے شک میں نے تمہیں لوگوں پر اپنے پیغامات اور اپنے کلام کے ذریعے برگزیدہ و منتخب فرما لیا۔ سو میں نے تمہیں جو کچھ عطا فرمایا ہے اسے تھام لو (پیغامات اور کلام یہ سب علم غیب ہے۔ اللہ کی طرف سے جو عطا ہوتا ہے سب علم غیب ہوتا ہے)

☆ حضرت سلیمان (علیہ السلام) اور علم غیب:۔ سورۃ الانبیاء آیت نمبر 79۔ چنانچہ ہم ہی نے سلیمان (علیہ السلام) کو وہ (فیصلہ کرنے کا طریقہ) سکھایا تھا اور ہم نے ان سب کو (داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام) حکمت اور علم سے نوازا تھا۔ (حکمت اور علم دونوں علم غیب کی صورتیں ہیں) فیصلہ کس چیز کا تھا۔ وہ اس سے پہلی آیت میں بیان ہوئی ہے: جب ایک قوم کی بکریاں اس (کھیتی) میں رات کے وقت بغیر چرواہے کے گھس گئی تھیں (اور اس کو تباہ کر دیا تھا) اور ہم ان کے فیصلہ کا مشاہدہ فرما رہے تھے۔ (فیصلہ کرنے کا طریقہ سکھانا علم غیب ہے۔ جو اللہ نے سلیمان علیہ السلام کو سکھایا)۔

☆ حضرت داؤد (علیہ السلام) اور علم غیب:۔ سورۃ البقرۃ آیت نمبر 251۔ اور داؤد (علیہ السلام) نے جالوت کو قتل کر دیا اور اللہ نے ان کو (داؤد علیہ السلام کو) حکومت اور حکمت عطا فرمائی اور انہیں جو چاہا سکھایا۔

سورۃ سبا آیت نمبر 10۔ اور بیشک ہم نے داؤد (علیہ السلام) کو اپنی بارگاہ سے بڑا فضل عطا فرمایا۔۔۔۔۔۔۔اور ہم نے ان کیلئے لوہا نرم کر دیا۔ آیت نمبر 11۔ میں ارشاد فرمایا: کہ کشادہ زرہیں بناؤ اور ان کے حلقے جوڑنے میں اندازے کو ملحوظ رکھو۔ (یہ سب علم غیب ہے) سورۃ الانبیاء آیت نمبر 80۔ اور ہم نے داؤد (علیہ السلام) کو تمہارے لیے زرہ بنانے کا فن سکھایا تھا۔ (فن سکھانا علم غیب ہے) اور یہی بڑا فضل ہے۔

☆ حضرت زکریا (علیہ السلام) و یحییٰ (علیہ السلام) اور علم غیب:۔ سورۃ آل عمران آیت نمبر 39۔ انہیں فرشتوں نے آواز دی: بے شک اللہ آپ کو یحییٰ (علیہ السلام) کی بشارت دیتا ہے۔ جو عیسیٰ (علیہ السلام) کی تصدیق کرنے والا اور سردار ہوگا اور عورتوں سے بہت محفوظ ہوگا۔ (یہ سب کچھ ولادت یحییٰ علیہ السلام سے پہلے ہی بتا دینا علم غیب ہے) کیونکہ آگے چل کر آیت نمبر 44۔ میں فرمایا: یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم آپ کی طرف وحی فرماتے ہیں۔

سورۃ مریم (علیہ السلام) آیت نمبر 2۔ یہ آپ کے رب کی رحمت کا ذکر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اپنے بندے زکریا (علیہ السلام) پر آیت نمبر 7۔ اے زکریا (علیہ السلام): بے شک ہم تمہیں ایک لڑکے کی خوشخبری سناتے ہیں۔ جس کا نام یحییٰ (علیہ السلام) ہوگا۔ ہم نے اس سے پہلے اس کا کوئی ہم نام نہیں بنایا۔ (یہ سب غیب کا علم زکریا علیہ السلام کو عطا ہوا۔ جس میں ماضی اور مستقبل دونوں کا حال بیان کیا گیا ہے) آیت نمبر 12۔ اور ہم نے اسے (یحییٰ علیہ السلام کو) بچپن ہی سے حکمت و بصیرت عطا فرما دی تھی۔ (حکمت و بصیرت دونوں چیزیں علم غیب سے ہیں جو یحییٰ علیہ السلام کو عطا ہوا)

☆ حضرت عزیر (علیہ السلام) اور علم غیب:۔ سورۃ البقرہ آیت نمبر 259۔ جب اللہ نے حضرت عزیر (علیہ السلام) کو 100 سال مردہ رکھا۔ پھر زندہ کر کے پوچھا کہ یہاں کتنا عرصہ پڑے رہے۔ پھر ان کو 100 سال کے غیب کے بارے میں بتانا اور پھر اس غیب کو دکھانا۔ سب کچھ ہونے کے بعد عزیز (علیہ السلام) کا یہ کہنا کہ: میں جان گیا ہوں کہ بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ (یہاں اللہ کے قادر ہونے کو جان لینا ہی علم غیب ہے)

☆ حضرت یعقوب (علیہ السلام) اور علم غیب:۔ سورۃ یوسف آیت نمبر 83۔ اب صبر ہی اچھا ہے قریب ہے کہ اللہ ان سب کو میرے پاس لے آئے۔

(یہ بیان ہی غیب کا علم ہے کہ یوسف (علیہ السلام) زندہ ہیں کسی دن یوسف (علیہ السلام) اور ان کے ساتھیوں کی ملاقات میرے ساتھ ہوگی) آیت نمبر 84۔ اور یعقوب (علیہ السلام) نے ان سے منہ پھیر لیا اور کہا: ہائے افسوس یوسف (علیہ السلام) (کی جدائی) پر۔ (منہ پھیرنا ہی غیب کا علم ہے کہ یوسف علیہ السلام زندہ ہیں۔ ان بھائیوں نے اسے مجھ سے جدا کر دیا ہے) اس بات کی تائید آیت نمبر 86۔ کر رہی ہے: اور میں اللہ کی طرف سے وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے (یہاں جو باتیں یعقوب علیہ السلام کو اللہ نے بتائی ہیں یوسف علیہ السلام کے بارے میں۔ ان سے بھائی آگاہ نہیں ہیں اور نہ ہی یعقوب علیہ السلام نے بھائیوں کو بتائی ہیں۔ اس لیے یعقوب علیہ السلام کیلئے یہ باتیں غیب نہیں رہیں لیکن بھائیوں کیلئے اب بھی وہ غیب ہیں) اب آیت نمبر 96۔ پھر جب خوشخبری سنانے والا آ پہنچا اس نے وہ قمیض (یوسف علیہ السلام کی) یعقوب (علیہ السلام) کے چہرے پر ڈال دی تو اسی وقت ان کی بینائی لوٹ آئی۔ یعقوب (علیہ السلام) نے فرمایا: کیا میں نہ کہتا تھا کہ بے شک میں اللہ کی طرف سے وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ (یوسف علیہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السلام کے بھائیوں کو وہ غیب جتا دیا جب انہوں نے خود یوسف علیہ السلام کے بارے میں یقینی خبر سن لی اور دیکھ لی۔اور یوسف علیہ السلام کو مل بھی آئے)

☆ حضرت یوسف (علیہ السلام) اور علم غیب:۔ سورۃ یوسف آیت نمبر37۔قید خانے کے دو ساتھیوں نے اپنے خواب بیان کیے اور یوسف (علیہ السلام) سے تعبیر پوچھی۔آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: تمہارا کھانا آنے سے قبل میں تمہیں اس کی تعبیر بتادوں گا۔ یہ ان علوم میں سے ہے جو میرے رب نے مجھے سکھائے ہیں۔ آیت نمبر41۔(تعبیر یہ ہے) کہ تم میں سے ایک اپنے مربی کو شراب پلایا کرے گا۔اور رہا دوسرا تو وہ پھانسی دیا جائیگا۔ پھر پرندے اس کے سر سے (گوشت نوچ کر) کھائیں گے۔فیصلہ کر دیا گیا ہے۔

☆ آیت نمبر43۔بادشاہ نے (ایک روز) اپنا خواب بیان کیا: سات موٹی گائیں ہیں انہیں سات دبلی پتلی گائیں کھا رہی ہیں۔ آیت نمبر45۔یوسف (علیہ السلام) کے قید خانے کے ایک ساتھی نے بادشاہ کو یاد دلایا کہ حضرت یوسف (علیہ السلام) خوابوں کی تعبیر بتاتے ہیں۔آگے آیت نمبر47,48,49۔یوسف (علیہ السلام) نے تعبیر بتائی: تم لوگ عادت کے مطابق سات برس تک کاشت کرو گے جو کھیتی تم کاٹو گے اسے اس کے خوشوں میں رہنے دینا سوائے کھانے کی ضرورت کے۔پھر سات (سال) بڑے سخت آئیں گے وہ اس (ذخیرہ) کو کھا جائیں گے مگر تھوڑا سا تم بچا لو گے۔ پھر اس کے بعد ایک سال ایسا آئے گا جس میں لوگوں کو بارش دی جائیگی۔اور لوگ اس میں پھلوں کا رس نچوڑیں گے۔آیت نمبر54,55۔ جب بادشاہ نے یوسف (علیہ السلام) کو اقتدار میں شامل کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تو انہوں نے فرمایا: مجھے سرزمین (مصر) کے خزانوں پر مقرر کر دو بے شک میں (خزانوں) کی خوب حفاظت کرنے والا اور (خزانوں کے متعلقہ امور یعنی اقتصادی امور) کا خوب جاننے والا ہوں۔(خواب کی تعبیر کا علم اور خزانوں کے متعلقہ امور غیبیہ کا علم یوسف علیہ السلام کو عطا ہوا)

☆ حضرت لوط (علیہ السلام) اور علم غیب: سورۃ الحجر آیت نمبر 61,62,63,64,65,66۔ جب لوط (علیہ السلام) کے پاس وہ فرستادہ فرشتے آئے تو لوط (علیہ السلام) نے کہا: بے شک تم اجنبی معلوم ہوتے ہو۔انہوں نے کہا: ایسا نہیں بلکہ ہم

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کے پاس وہ عذاب لے کر آئے ہیں جن میں یہ لوگ شک کرتے رہے ہیں ۔ اور آپ کے پاس حق کا فیصلہ لے کر آئے ہیں اور ہم یقیناً سچے ہیں۔ پس آپ اپنے اہل خانہ کو رات کے کسی حصہ میں لے کر نکل جایئے اور آپ خود ان کے پیچھے پیچھے چلیئے اور آپ میں سے کوئی مڑ کر بھی پیچھے نہ دیکھے۔۔۔۔آیت نمبر 66۔ اور ہم نے لوط (علیہ السلام) کو اس فیصلہ سے بذریعہ وحی آگاہ کر دیا کہ بے شک ان کے صبح کرتے ہی ان لوگوں کی جڑ کٹ جائے گی ۔(جو تباہی کا واقعہ ہونے والا تھا اس کے بارے مکمل معلومات غیبیہ بذریعہ وحی لوط علیہ السلام کو فراہم کی گئیں)

☆ حضرت نوح (علیہ السلام)اور علم غیب:۔ سورۃ المومنوں آیت نمبر 27۔ پھر ہم نے اس (نوح علیہ السلام) کی طرف وحی بھیجی کہ تم ہماری نظروں کے سامنے (ہماری نگرانی میں)اور ہماری وحی کے مطابق ایک کشتی بناؤ۔ (حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی بنانے کا غیبی علم بذریعہ وحی عطا کیا گیا)

☆ سورۃ ہود آیت نمبر 36۔ اور نوح (علیہ السلام) کی طرف وحی کی گئی کہ اب ہرگز تمہاری قوم میں سے مزید کوئی ایمان نہیں لائے گا۔ سوائے ان کے جو ایمان لا چکے ہیں۔ سو آپ ان کے کاموں سے رنجیدہ نہ ہوں۔ (ایمان والوں اور بے ایمان لوگوں کی غیبی اطلاع حضرت نوع علیہ السلام کو دے دی گئی)

☆ حضرت شعیب (علیہ السلام)اور علم غیب:۔ سورۃ ہود آیت نمبر 84۔اور میں (شعیب علیہ السلام) تم پر ایسے دن کے عذاب کا خوف کرتا ہوں جو تمہیں گھیرنے والا ہے ۔ پھر آیت نمبر 93 میں فرمایا: تم عنقریب جان لو گے کہ کس پر وہ عذاب آ پہنچا ہے جو رسوا کر دے گا۔(آئندہ آنے والے عذاب کی غیبی خبر پہلے ہی حضرت شعیب علیہ السلام کو دے دی گئی تھی)

☆ حضرت صالح (علیہ السلام) اور علم غیب:۔ سورۃ ہود آیت نمبر 64,65۔(صالح علیہ السلام نے فرمایا) اے میری قوم یہ اللہ کی اونٹنی ہے۔ تمہارے لیے نشانی ہے۔ سو اسے چھوڑے رکھو۔ اللہ کی زمین میں کھاتی پھرے اور اسے کوئی تکلیف نہ پہنچانا ورنہ تمہیں قریب ہی عذاب آ پہنچے گا۔ پھر انہوں نے اسے ذبح کر ڈالا۔

صالح (علیہ السلام) نے کہا اب تم اپنے گھروں میں تین دن عیش کر لو یہ وعدہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے جو جھوٹا نہ ہوگا۔ (اللہ نے آئندہ تین دن بعد عذاب آنے کی غیبی خبر حضرت صالح علیہ السلام کو دے دی)

☆ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) اور علم غیب:۔ سورۃ آل عمران آیت نمبر 45۔ جب فرشتوں نے کہا: اے مریم (علیہ السلام) بے شک اللہ تمہیں اپنے پاس سے ایک کلمہ کی بشارت دیتا ہے۔ جس کا نام مسیح عیسیٰ (علیہ السلام) بن مریم (علیہ السلام) ہوگا ۔۔۔۔۔آیت نمبر 48۔ اور اللہ اسے کتاب اور حکمت اور تورات اور انجیل (سب کچھ) کا علم دے گا (سکھائے گا) (یہ تمام علوم غیبیہ ہیں جو عیسیٰ علیہ السلام کو بتائے گئے) ☆ آیت نمبر 49۔ (عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے) میں تمہارے لیے مٹی سے پرندے کی شکل جیسا (ایک پتلا) بناتا ہوں پھر میں اس میں پھونک مارتا ہوں سو وہ اللہ کے حکم سے فوراً اڑنے والا پرندہ ہو جاتا ہے۔ اور میں مادرزاد اندھے اور برص والے کو شفاء یاب کرتا ہوں اور میں اللہ کے حکم سے مردے کو زندہ کر دیتا ہوں اور جو کچھ تم کھا کر آئے ہو اور جو کچھ تم اپنے گھروں میں جمع کرتے ہو میں تمہیں وہ سب کچھ بتا دیتا ہوں (یہ سب علم غیب ہے جو اللہ نے عیسیٰ علیہ السلام کو عطا فرمایا تھا)

☆ حضور نبی کریم ﷺ اور علم غیب:۔ ☆ سورۃ نسآء آیت نمبر 113۔ اور اللہ نے آپ ﷺ پر کتاب اور حکمت نازل فرمائی ہے۔ اور اس نے آپ ﷺ کو وہ سب علم عطا کر دیا ہے جو آپ ﷺ نہیں جانتے تھے۔ اور آپ ﷺ پر اللہ کا بہت بڑا فضل ہے۔

☆ اور بے شک آپ ﷺ کے پاس رسولوں کی (غیبی) خبریں آچکی ہیں۔ (الانعام آیت نمبر 34) آگے آیت نمبر 38 میں بیان فرمایا! ہم نے (اس) کتاب میں کوئی چیز نہیں چھوڑی (جسے بیان نہ کر دیا ہو)

☆ النحل آیت نمبر 89۔ اور ہم نے آپ پر وہ عظیم کتاب نازل فرمائی ہے جو ہر چیز کا بڑا واضح بیان ہے۔

☆ الرحمٰن 1,2 اور 4۔ رحمٰن ہی ہے جس نے قرآن سکھایا۔ اسی نے اسے (محمد ﷺ کو) بیان سکھایا۔ (قرآن اور بیان دونوں علوم غیبیہ ہیں)۔

☆ التکویر آیت نمبر 24۔ اور وہ (محمد ﷺ) غیب (کے بتانے) پر بالکل بخیل نہیں ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

☆ زیر بحث عنوان کا تجزیہ

☆ سورۃ تکویر آیت نمبر 24۔ وما هو على الغيب بضنينo

ترجمہ: وہ غیب پر بالکل بخیل نہیں ہے۔

ھو کی ضمیر اگر اللہ کی طرف منسوب کی جائے تو معنیٰ بنتا ہے کہ وہ (اللہ) غیب بتانے پر بالکل بخیل نہیں ہے۔

ھو کی ضمیر اگر نبی ﷺ پاک کی طرف منسوب کی تو معنیٰ بنتا ہے کہ وہ (محمد ﷺ) غیب بتانے پر بالکل بخیل نہیں ہیں۔ ان دونوں صورتوں میں غیب کا علم ہونا ضروری ہے۔ اب اللہ کی طرف منسوب کرنے سے مفہوم یہ ہوگا۔ وہ اللہ عالم الغیب بھی ہے اور اپنے رسولوں کو غیب بتانے میں بخیل بھی نہیں ہے۔ اور نبی پاک ﷺ کی طرف منسوب کرنے سے مفہوم یہ ہوگا: وہ محمد ﷺ مطلع علی الغیب بھی ہیں اور اپنے قرب والے امتیوں کو غیب بتانے پر بالکل بخیل نہیں ہیں۔

☆ سورۃ انعام آیت نمبر 59۔ وعندہ مفاتح الغیب اور غیب کی کنجیاں اسی (اللہ) کے پاس ہیں۔ کنجی کا لفظ بولتے ہی تالے کا تصور ذہن میں ابھرتا ہے۔ کنجی اور تالا لازم وملزوم ہیں۔ کنجی ہمیشہ تالا کھولنے کیلئے استعمال ہوتی ہے۔ اور یہ (اپنے خود کیلئے) اور اپنوں کیلئے ہوتی ہے۔ جبکہ تالا ہمیشہ غیروں کیلئے ہوتا ہے۔ اب اللہ نہ کنجی کا محتاج نہ تالے کا پابند۔ لہٰذا دونوں چیزیں مخلوق کیلئے ہیں۔ کنجی اپنوں کیلئے اور تالا غیروں کیلئے۔ ہم بھی گھر سے باہر جاتے ہوئے غیروں کیلئے تالا لگا کر اور چابی کسی اپنے کو دے کر جاتے ہیں۔

عسى ان يبعثك ربك مقاماً محمودًاo

ترجمہ یقیناً آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر فائز کرے گا۔ (بنی اسرائیل 79)

یہ روز محشر کی طرف اشارہ ہے۔ ابھی قیامت قائم نہیں ہوئی۔ قرآن کے ذریعے اللہ نے آپ ﷺ کو اور آپ ﷺ نے لوگوں کو بتا دیا۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے۔ کیا ہم نے قیامت دیکھی ہے۔ حساب وکتاب دیکھا ہے؟ جنت و دوزخ دیکھی ہے؟ کیا مقام محمود دیکھا ہے؟

یہ سب آنے والے وقت کی باتیں ہیں۔ اللہ نے اپنے نبی پاک ﷺ کو یہ سب

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کچھ بتایا بھی اور دکھایا بھی۔(معراج کی رات)اسی غیب کے بارے میں اللہ نے فرمایا:

الذین یومنون بالغیب o ترجمہ: جو لوگ بن دیکھے ایمان رکھتے ہیں۔ہم نے قیامت دیکھی نہیں لیکن ایمان رکھتے ہیں۔نبی پاک ﷺ کے بتانے پر ہم نے حساب و کتاب دیکھا نہیں لیکن ایمان رکھتے ہیں نبی پاک ﷺ کے بتانے پر۔ہم نے جنت و دوزخ دیکھی نہیں لیکن ایمان رکھتے ہیں۔نبی پاک ﷺ کے بتانے پر۔ہم نے مقام محمود دیکھا نہیں لیکن ایمان رکھتے ہیں۔نبی پاک ﷺ کے بتانے پر۔

☆اللہ تعالیٰ اس کائنات ارض و سماء کا سب سے بڑا غیب ہے۔معراج کی رات فکان قاب قوسین اوادنی کے مقام پر بٹھا کر نبی پاک ﷺ کو اپنا دیدار کرا کر فرمایا: فاوحی الی عبدہ ما اوحی o ترجمہ: پس اس (اللہ) نے اپنے عبد (محبوب) کی طرف وحی فرمائی جو وحی فرمائی "وحی فرمائی جو وحی فرمائی" یہ آیت بتا رہی ہے کہ اللہ نے اپنے محبوب کو جو علم غیبیہ بتانے تھے بتا دیے لیکن مخلوق کو نہیں بتائے۔مخلوق کو یہی کہا کہ میں نے وحی فرمائی جو بھی میں نے چاہا وحی فرمائی تمہیں کیوں بتاؤں؟اللہ جو سب سے بڑا غیب ہے اس نے اپنا آپ غیب نہیں رکھا تو باقی کیا چیز غیب رہ گئی ہوگی؟

☆زیر بحث موضوع کا حاصل:۔☆علم غیب ایسا کوئی علم نہیں کہ جس کا چلہ کاٹا جائے یا جس کا کورس کیا جائے یا جس کو کسی استاد سے سیکھا جائے اور بعد میں اس کا وظیفہ یا ورد کر کے کسی غیب شے کو حاضر کر لیا جائے یعنی اس کا کوئی مستقل کلیہ یا فارمولہ یا پریکٹیکل (تجربہ) نہیں ہے جس کو پرفارم (Perform) کر کے کسی غیب شے کے بارے میں معلومات حاصل کر لی جائیں۔تمام غیبی اشیاء یا غیبی امور کا خزانہ صرف اللہ کے پاس ہے اور یہ معلومات بقدر مشیت و حکمت اپنی چنیدہ مخلوق کو فراہم کرتا رہتا ہے

اس میں وقت کی قید نہیں کیونکہ لکل نبا مستقر (الانعام آیت نمبر 67) ترجمہ: (غیبی) خبر کے واقع ہونے کا ایک وقت مقرر ہے: اور یہ وقت مقرر کرنا اسی اللہ کی مشیت ہے جو وقت چاہے مقرر کرے۔

☆سورۃ یوسف آیت نمبر 83 اور 86 کو ملا کر پڑھیں تو پتہ چلتا ہے کہ اللہ اپنے نبی کو غیب کی خبر بتاتا ہے۔نبی وہ خبر امتیوں کو بتائے یا نہ بتائے یہ اس کی مرضی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اب صبر ہی اچھا ہے۔قریب ہے کہ اللہ ان سب کو میرے پاس لے آئے ۔۔۔۔۔اور میں اللہ کی طرف سے وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے" اور دوسری بات اس سے یہ بھی ثابت ہوتی ہے کہ ہر خبر کے لیے ایک وقت مقرر ہوتا ہے۔

☆ اللہ نے یہ کائنات خود بنائی ہے۔اسے پتہ ہے کونسی شے کہاں رکھی ہے۔ ہر شے اس کائنات کی ،اس کی نظروں کے سامنے ہے۔اگلی بات یہ ہے کہ اللہ لا محدود ہے اور اس کی تمام صفات لا محدود ہیں۔اپنی لا محدودیت کی وجہ سے کائنات کی کوئی شے اس سے غیب یا پوشیدہ نہیں۔سمجھنے کیلئے جنرل سٹور کے مالک کی مثال لے لیں: جنرل سٹور میں ہزاروں آئٹمز ہوتی ہیں۔اسے ہر آئیٹم کا پتہ ہوتا ہے کہ فلاں آئیٹم فلاں جگہ پڑی ہے۔یا پھر اس ملازم کو پتہ ہوتا ہے جس کو اس نے آئٹمز کے متعلق تمام معلومات دی ہوتی ہیں۔پس اللہ نے اپنے لا محدود ہونے کی وجہ سے ہر شے کو محیط کیا ہوا ہے۔مخلوق اپنی صفات کی محدود یت کی وجہ سے ہر شے کا احاطہ نہیں کر سکتی۔مثلاً ہماری آنکھ ایک خاص فاصلے پر جا کر دیکھنا چھوڑ دیتی ہے۔ایک خاص فاصلے سے پرے ہمارے کان سن نہیں سکتے۔ایک خاص نکتے تک ہماری عقل کام کرتی ہے اس سے آگے نہیں۔دیوار کے پیچھے ہماری آنکھ دیکھ نہیں سکتی بہت سی اشیاء ہمارے ادراک میں نہیں آ سکتیں۔بعض اشیاء کا ہمیں علم نہیں ہوتا۔لہٰذا ہماری کمزوریوں کے باعث کبھی ہم پر بصری غیب ،کبھی ذہنی غیب ،کبھی ہم پر سمعی غیب ،کبھی علمی غیب اور کبھی ادراکی غیب وارد ہوتا ہے۔

☆ سورۃ الاعلیٰ آیت نمبر 6,7۔

سنقرئك فلا تنسیo الا ماشاء اللہ o

ترجمہ: "ہم آپ ﷺ (محمد ﷺ) کو خود پڑھائیں گے کہ آپ ﷺ نہیں بھولیں گے۔سوائے اس کے جسے اللہ چاہے" میں سمجھتا ہوں کہ نچوڑ ہے اس موضوع کا۔کہ اللہ نے اپنے حبیب کو ہر غیب کا علم سکھایا اور پڑھایا اور حکمت کے تحت جسے چاہا ذہن میں باقی رکھا اور جسے چاہا ذہن سے محو اور صاف کر دیا۔یہی اس کی مشیت ہے کہ جو ضروری نہیں تھا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسے ذہن مصطفےٰ ﷺ میں رہنے ہی نہیں دیا۔ اس میں بھی شان مصطفےٰ ﷺ دکھائی گئی ہے
کہ ہر غیر ضروری شے کو ذہن مصطفےٰ ﷺ سے نکال دیا۔ ضروری اور مفید کو رہنے دیا
۔۔۔۔۔۔واللہ اعلم بالصواب۔

☆☆☆

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 5 سالگرہ

مندرجات

☆	روزانہ معمولات	109
☆	ہفتہ وار معمولات	109
☆	ماہانہ معمولات	109
☆	ولادت کا بیان	112
☆	نکات	113
☆	میلاد مصطفےٰ ﷺ کا سب سے پہلا جلسہ	114
☆	پچھلی گفتگو کا نچوڑ	121
☆	نتیجہ	121
☆	اپنی باتیں	122

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سالگرہ

ہر امت کے مروجہ معمولات میں کچھ احکامات ہوتے ہیں، کچھ سنت و نوافل کے درجے میں آتے ہیں اور کچھ کا شمار مستحسنات میں ہوتا ہے۔یہ معمولات کئی طرح سے سرانجام دیئے جاتے ہیں۔ مثلاً روزانہ کے معمولات، ہفتہ وار معمولات، ماہانہ اور سالانہ معمولات۔

☆روزانہ معمولات:۔ نماز روزانہ کے معمولات میں شامل ہے۔صبح کی نماز کے بعد مدارس میں قرآنی تعلیم دینا،نماز تہجد ادا کرنا،سکولوں میں پہلے اسمبلی اور دعا کرنا یہ سب روزانہ کے معمولات ہیں جو امت میں مروج ہیں ۔ سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر78,79:" آپ سورج ڈھلنے سے لے کر رات کی تاریکی تک نماز قائم فرمایا کریں اور نماز فجر کا قرآن پڑھنا بھی (لازم کرلیں)۔اور رات کے کچھ حصہ میں قرآن کے ساتھ نماز تہجد پڑھا کریں۔

☆ ہفتہ وار معمولات:۔سورۃ الجمعہ آیت نمبر9: "اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کیلئے اذان دی جائے تو فوراً اللہ کے ذکر کی طرف تیزی سے چل پڑو۔ یہ ہفتہ وار عبادت(نماز) ہے ۔بعض مذہبی حلقوں میں ہفتہ وار محفل ذکر و نعت اور ہفتہ وار حلقہ درود منعقد کیا جاتا ہے ۔ پیر اور جمعرات کا روزہ نبی پاک ﷺ کا معمول تھا۔ امت کے بھی کئی لوگوں میں یہ معمول ہے۔

☆ ماہانہ معمولات:۔ ایام بیض کے روزے نبی پاک ﷺ کی سنت ہے ۔آج

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تک لوگوں نے اس سنت کو معمول بنا رکھا ہے۔(ہر چاند کی 13,14,15 تاریخ) کئی حلقوں میں چاند کی گیارہ تاریخ کو ماہانہ محفل کرنے کا معمول ہے۔جس میں شیرینی تقسیم کی جاتی ہے۔کئی لوگ دال روٹی تقسیم کرتے ہیں اور بعض لوگ نمکین چاول سے لوگوں کی ضیافت کرتے ہیں۔عرف عام میں اسے گیارھویں شریف کہا جاتا ہے۔اور یہ شیخ عبدالقادر جیلانی (رحمتہ اللہ علیہ) کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔چاند کا حساب ماہانہ کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ کثر ملازمین کو تنخواہ ماہوار ادا کی جاتی ہے۔

☆ سالانہ معمولات:۔ سالانہ معمولات جن کو قرآن نے بیان کیا ہے۔الحج آیت نمبر 26,27:"اور جب ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) کیلئے بیت اللہ کی جگہ کا تعین کر دیا۔(اور انہیں حکم دیا) اور تم لوگوں میں حج کا بلند آواز سے اعلان کرو۔وہ تمہارے پاس پیدل اور تمام دبلے اونٹوں پر حاضر ہو جائیں گے۔" حج کا اجتماع سالانہ اجتماع ہے جو مسلمانوں میں صدیوں سے چلا آرہا ہے۔

☆ سورۃ بقرہ آیت نمبر 158:"بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔چنانچہ جو شخص بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں کہ ان دونوں کے (درمیان) چکر لگائے"۔یہ کام کرنا سعی کہلاتا ہے اور یہ سعی کرنا حج کا رکن ہے اور دوسرے مناسک سالانہ ادا کیے جاتے ہیں۔

☆ قربانی حج کا بھی رکن ہے اور امت کے سالانہ معمولات میں بھی شامل ہے۔ سورۃ حج آیت نمبر 34: اور ہم نے ہر امت کیلئے ایک قربانی مقرر کر دی ہے تاکہ وہ ان مویشی چوپائیوں پر جو اللہ نے انہیں عطا فرمائے ہیں (ذبح کے وقت) اللہ کا نام لیں۔

☆ اے ایمان والو! تم پر اسی طرح روزے فرض کیے گئے ہیں جیسے کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔(البقرہ آیت نمبر 183)

☆ زکوٰۃ ادا کرنا بھی سالانہ عمل ہے۔قرآن کا ارشاد یوں تو بہت جگہ پر زکوٰۃ کے بارے میں آیا ہے۔لیکن یہاں صرف ایک ہی مقام سورۃ المومنون آیت نمبر 4 پیش کر رہا ہوں اور جو (ہمیشہ) زکوٰۃ ادا کرتے رہتے ہیں۔☆ الکوثر آیت نمبر 2: پس اپنے رب کیلئے نماز پڑھو اور قربانی کرو: اس آیت میں نماز عیدین کا مفہوم ملتا ہے۔ایک عید کے ساتھ جانور کی قربانی اور دوسری عید کے ساتھ فطرانے کی شکل میں مال کی قربانی۔یہ چاروں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

چیزیں اکٹھی ہو گئیں۔عیدالفطر،فطرانہ،عیدالاضحیٰ اور قربانی۔ یہ چاروں بھی سالانہ ہی ادا کی جاتی ہیں۔☆ البقرہ آیت نمبر 187۔۔۔۔۔۔: اور عورتوں سے اس دوران شب باشی نہ کیا کرو جب تم مسجدوں میں اعتکاف بیٹھے ہو۔اس میں مسنون اعتکاف کا بیان ہے ۔ یہ بھی سالانہ عمل ہے جو رمضان شریف کے آخری عشرہ میں کیا جاتا ہے ۔لیلۃ القدر بھی سالانہ آتی ہے (سورۃ القدر) المعروف ستائیسویں یہ نزول قرآن کی سالگرہ کی رات بھی کہلاتی ہے ۔ اسی طرح شب برات بھی سالانہ منائی جاتی ہے ۔ پھر شب معراج سال بعد آتی ہے ۔سبحان الذی اسرای بعبدہ لیلا ۔

(پارہ 15) پاک ہے وہ ذات جو لے گئی اپنے بندے کو راتوں رات ۔ یہ وہ احکامات اور معمولات ہیں جو قرآن میں ہیں اور ان کا ذکر تفصیلاً کر دیا ۔ اب ایسے سالانہ معمولات کا ذکر کروں گا جو امت میں مروج ہیں ۔

☆ لوگوں کی ایک کثیر تعداد اپنے کسی بزرگ یا شیخ کا سالانہ عرس مناتی ہے ۔ اس میں علماء کے خطابات کے علاوہ محفل ذکر و نعت اور محافل سماع منعقد کی جاتی ہیں۔

☆ مسلمانوں کی ایک جماعت امام حسین (علیہ السلام) کی یاد میں ہر سال دس محرم کو تازیہ اور ذوالجناح کا جلوس نکالتی ہے۔جس میں ذاکرین اور علماء قصیدے اور مرثیے پڑھتے ہیں اور سانحہ کربلا پر روشنی ڈالتے ہیں۔اس جلوس میں بعض لوگ ماتم اور شمشیر زنی بھی کرتے ہیں۔اس روز اکثر لوگ کھانا پکا کر لوگوں میں تقسیم کرتے ہیں اور گرمیوں میں ٹھنڈے دودھ کی سبلیں بھی لگاتے ہیں ۔ ملتان میں دعوت اسلامی : مولانا الیاس قادری عطاری کی طرف سے سالانہ سنتوں بھرا اجتماع کیا جاتا ہے۔اجتماع میں سنتوں کا پرچار بھی کیا جاتا ہے اور ان پر عمل کرنے کی ترغیب بھی دی جاتی ہے ۔تبلیغی جماعت کا سالانہ اجتماع رائیونڈ میں منعقد ہوتا ہے۔اس میں تبلیغ کے اغراض و مقاصد بیان کیے جاتے ہیں اور تبلیغ کیلئے لوگوں کو تیار کر کے تبلیغی قافلے بنائے جاتے ہیں۔آخر میں خصوصی دعا ہوتی ہے ۔

☆ عالمی عید میلاد النبی ﷺ کانفرنس کا انعقاد ہر سال مینار پاکستان کے سبزہ زار میں منہاج القرآن کی طرف سے کیا جاتا ہے ۔جس میں میلاد النبی ﷺ کے موضوع پر علماء کے خطابات،حسن قرات اور نعت خوانی کی جاتی ہے ۔ نبی پاک ﷺ کی زندگی مبارک کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی جاتی ہے ۔ ملک کے دوسرے شہروں میں بھی عید میلاد النبی ﷺ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے اجتماعات ہوتے ہیں اور جلوس بھی نکالے جاتے ہیں۔ کئی جگہوں پر مشعل بردار جلوس بھی نکالا جاتا ہے۔قومی سطح پر یوم پاکستان، یوم آزادی، یوم تکبیر، یوم اقبال اور یوم قائد اعظم ہر سال منائے جاتے ہیں اور سرکاری عمارتوں پر پاکستان کا جھنڈا لہرایا جاتا ہے اور رات کو ان عمارات پر چراغاں کیا جاتا ہے مرکزی اور صوبائی دارالخلافے میں توپوں کی سلامی دی جاتی ہے۔ ان قومی راہنماؤں کے مزارات پر گارڈز کی تبدیلی کی تقریب ہوتی ہے اور پھولوں کی چادریں چڑھائی جاتی ہیں۔ ہمارے تعلیمی نظام میں سالانہ امتحانات ہوتے ہیں۔ ہر کلاس کا دورانیہ ایک سال رکھا گیا ہے۔ عمر کا پیمانہ بھی سالوں میں ہے۔ کسی تعلیمی ادارے میں داخلہ لینا ہو۔ کسی ادارے میں ملازمت اختیار کرنی ہو۔ الیکشن لڑنے کا معاملہ ہو یا ووٹنگ کا مسئلہ۔ ہر جگہ عمر کی حد سالوں میں رکھی ہوئی ہے۔ اوپر بیان کردہ معمولات کو سمیٹا جائے تو پورا نظام حیات بن جاتا ہے۔ دوسری بات یہ کہ اگر غور کیا جائے تو ان روزانہ، ہفتہ وار، ماہانہ اور سالانہ معمولات میں اللہ نے سب سے زیادہ تعداد معمولات سالانہ کی بیان کی ہے۔ یعنی حج، روزہ، زکوٰۃ، قربانی اعتکاف، عید الفطر، عید الاضحیٰ۔ ہم اللہ کے حکم سے ان کی سالگرہ مناتے ہیں۔ اگلی بات یہ کہ ان تمام امور میں یا تو کسی کی یاد ہے جس کے منانے کا حکم (ہر سال) دیا گیا ہے۔ یا پھر ان میں انسان کی بھلائی اور فائدے کی بات ہے۔ یاد اور فائدہ ان دونوں کو ملا کر اللہ نے اپنی عبادت کا نام دے دیا ہے۔ پتہ یہ چلا کہ یاد دہانی کے طور پر یا انسانی فائدے کیلئے سالگرہ منانا قرآن سے ثابت ہے اور اللہ کا حکم ہے۔ لہٰذا نبی پاک ﷺ کی ولادت کی سالگرہ منانا سب یادوں سے اعلیٰ یاد ہے اور سب سالگرہوں سے اعلیٰ سالگرہ ہے۔

☆ ولادت کا بیان:۔ اب جو بات ولادت کے حوالے سے قرآن میں بیان ہوئی ہے۔ وہ دو طرح کی ہے۔ (۱) لفظی ولادت کا بیان (۲) معنوی ولادت کا بیان

☆ لفظی ولادت کا بیان:۔ سورۃ مریم آیت نمبر 15: اور یحییٰ (علیہ السلام) پر سلام ہو۔ ان کے میلاد کے دن اور ان کی وفات کے دن اور جس دن وہ زندہ اٹھائے جائیں گے۔ آیت نمبر 30 اور 33: (بچہ (عیسیٰ علیہ السلام) خود) بول پڑا۔ اور مجھ پر سلام ہو میرے میلاد کے دن اور میری وفات کے دن اور جس دن میں زندہ اٹھایا جاؤں گا۔ سورۃ البلد آیت نمبر 3: (اے حبیب) والد کی قسم اور مولود (یعنی محمد ﷺ) کی قسم یا والد کی قسم اور ان کی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قسم جن کی ولادت ہوئی ۔ یا والد کی قسم اور قسم جس کی ولادت ہوئی ۔☆ جب سلام دائمی ہو کر قسم کے درجے پر فائز ہو جائے تو پھر سلامتی ہمہ وقت ہوتی ہے ۔ ہر گھڑی ہوتی ہے ۔ ہر پل ہوتی ہے اور دائمی ہوتی ہے ۔ اسی لیے آ ﷺ کا میلاد اور وفات ایک ہی مانتے ہیں ۔ درود وسلام پڑھتے ہیں ۔ نعتیں پڑھی جاتی ہیں اور آپ ﷺ کے اسوہ کی باتیں ہوتی ہیں ۔

☆ معنوی ولادت کا بیان :۔ سورۃ الصف آیت نمبر6: اور جب عیسیٰ (علیہ السلام) نے کہا: اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اور اس رسول ﷺ کی بشارت (ولادت کی خبر) سنانے والا ہوں جو میرے بعد آئے گا جس کا نام احمد ﷺ ہے۔

☆ سورۃ الضحیٰ آیت نمبر11: اور اپنے رب کی نعمتوں کو یاد (کا تذکرہ) کریں۔

☆ المائدہ آیت نمبر7: اور اللہ کی نعمت کو یاد (کا تذکرہ) کرو۔ جو تم پر ہے۔

☆ التوبہ آیت نمبر128: بے شک تمہارے پاس تم میں سے رسول ﷺ تشریف لایا۔

☆ آل عمران آیت نمبر164: بے شک اللہ نے مسلمانوں پر بڑا احسان فرمایا۔ کہ ان میں انہی میں سے رسول ﷺ بھیجا۔

☆ الصف آیت نمبر9: وہی ہے جس نے اپنے رسول ﷺ کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا۔

☆ النساء آیت نمبر174: اے لوگو! بے شک تمہارے پاس تمہارے رب کی جانب سے برہان (ذات محمدی) آ گئی ہے (برہان دلیل قاطع) ۔

☆ سورۃ یونس آیت نمبر57,58: اے لوگو! بے شک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت اور ان (بیماریوں) کی شفاء آ گئی ہے جو سینوں میں ہیں اور ہدایت اور اہل ایمان کے لیے (بھی) فرما دیجئے: (یہ سب کچھ) اللہ کے فضل اور اسکی رحمت کے باعث ہے ۔ (جو ولادت و بعثت محمدی ﷺ کے ذریعے تم پر ہوا ہے) پس مسلمانوں کو چاہیے کہ اس پر خوشیاں منائیں یہ اس سے کہیں بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں۔

☆ نکات:۔ اوپر بیان کردہ قرآنی آیات میں کئی نکات ہیں۔ جو بحث طلب ہیں۔

☆ پہلا نکتہ:۔ میلاد کا تذکرہ قرآن سے ثابت ہو گیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ دوسرا نکتہ: ۔میلا د کا دن مقرر کرنا یہ بھی قرآن سے ثابت ہوا۔

☆ تیسرا نکتہ: ۔ انبیاء کے میلاد کے دن محافل نعت وصلوٰۃ وسلام منعقد کرنا بھی قرآن سے ثابت اور یہ اللہ کی سنت ہے۔

☆ چوتھا نکتہ: ۔ وفات کا تذکرہ ۔وفات کے دن کا تذکرہ کرنا ۔ وفات کے دن محافل منعقد کرنا (عرس منانا) قرآن سے ثابت اور یہ اللہ کی سنت ہے۔

☆ پانچواں نکتہ: ۔البلد میں اللہ نے محبوب کی کچھ نسبتوں کی قسم اٹھائی ہے یعنی محبوب کی جائے پیدائش کی قسم ،محبوب کے والد کی قسم ،محبوب کے پیدا ہونے کی قسم ۔یہاں اللہ نے آپ ﷺ کی شان محبوبیت دکھانے کیلئے قسم اٹھائی ہے ۔ اللہ نے والد کی قسم اٹھائی ہے ۔ والد سے مراد ابراہیم (علیہ السلام) یا آدم (علیہ السلام) یا آدم (علیہ السلام) تک جس جس کو آپ ﷺ کے والد ہونے کا شرف حاصل ہے ۔ یا پھر حقیقی والد حضرت عبداللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) مراد ہیں ۔اسی طرح ولد سے مراد آدم (علیہ السلام) کی ذریت یا ابراہیم (علیہ السلام) کی ذریت یا ہر والد کی ذریت یا پھر حقیقی والد عبداللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی ذریت یعنی ذات محمد ﷺ مراد ہیں ۔ ان تمام قسموں میں جامع قسم یہی ہے کہ آپ ﷺ کے شجرہ مبارک میں آدم (علیہ السلام) تک ہر والد کی قسم ۔اور ذریت میں صرف ذات محمد ﷺ کی قسم ۔ کیونکہ ذات محمد ﷺ سے بڑھ کر کوئی ذریت نہیں اور محمد ﷺ کا والد ہونے کی نسبت سے بڑھ کر کوئی نسبت نہیں ۔ اس طرح کی قسم اٹھا کر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے پورے نسب کا ایمانی شرف بیان کر دیا ہے۔

☆ چھٹا نکتہ: ۔حضرت یحییٰ (علیہ السلام) اور حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) پر تین دن سلام ہے ۔اور آپ ﷺ کی ذات پر دائمی صلوٰۃ وسلام ہے۔

ان اللّٰہ و ملائکۃ ھو یصلون علی النبی

جب صلوٰۃ وسلام دائمی ہو جائے تو جس پر صلوٰۃ وسلام پڑھا جا رہا

یا ایھا الذین امنو صلو علیہ وسلمو تسلیماً

ہو وہ اللہ کے ہاں لائق قسم بن جاتا ہے اور وہ صرف ایک ہی ہے۔

''محمد ﷺ''۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ سا تواں نکتہ:۔ اللہ نے فرمایا: لوگو! میری طرف سے تمہارے پاس برہان، نصیحت، شفاء، ہدایت اور رحمت آ گئی ہے اور یہ سب کچھ اللہ کے فضل اور رحمت کے باعث ہے۔ جو تم پر ولادت و بعثت محمدی ﷺ کی شکل میں تم پر ہوا ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ ذات محمد ﷺ اللہ کا فضل اور رحمت ہیں۔

"وما ارسلناك الله رحمةً اللعالمين"o

آگے فرمایا" پس مسلمانوں کو چاہیے اس پر خوشیاں منائیں یہ اس سے کہیں بہتر ہے جو یہ جمع کرتے ہیں "۔خوشیاں منانے میں مال خرچ کرنے کا تصور موجود ہے۔ خوشی منانے کیلئے جھنڈیاں، لائٹیں، بینرز، کرسیاں، سٹیج، شامیانے، قالین، کھانے پکانے اور کھلانے میں مال خرچ ہوتا ہے۔ اگر خوشیاں مناؤ گے تو مال خرچ ہوگا خوشیاں نہیں مناؤ گے تو یہ مال جمع ہوگا۔ اور اللہ نے کہہ دیا کہ یہ خرچ کرنا، جمع کرنے سے کہیں بہتر ہے۔ یعنی اللہ نے میلاد منانے کی بڑے صاف اور کھلے لفظوں میں ترغیب دی ہے۔

☆ آٹھواں نکتہ:۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جو الفاظ اللہ نے حضور ﷺ کے میلاد منانے کیلئے استعمال کیے ہیں انہی سے ملتے جلتے الفاظ حج، روزہ، زکوٰۃ، طواف، قربانی کیلئے استعمال کیے ہیں۔ ان امور کو احکام اور فرائض بنا دیا۔ جبکہ حضور ﷺ کے میلاد منانے کو احکام میں شامل نہیں کیا۔ فرمایا: احکام میں حدود و قیود ہوتی ہیں۔ ایسے کرو ایسے نہ کرو۔ اس حد سے شروع کرو اس حد تک جاؤ۔ سات چکر سے کم نہیں اور سات سے زیادہ بھی نہیں۔ ورنہ طواف نہیں ہوگا۔ ڈھائی فیصد سے کم اور زیادہ نہیں ورنہ زکوٰۃ نہیں۔ تین فرض کے چار فرض نہیں پڑھنے ورنہ مغرب کی نماز نہیں۔ لوگو! میلاد منانے میں اللہ کو حدود گوارا نہیں۔ اس لیے اس نے اسے احکام میں شامل نہیں کیا اسے اختیاری رکھا اور حدود بندوں پر چھوڑ دیں کہ اپنے اپنے ظرف محبت کے مطابق حدود متعین کرو۔ جتنی کسی کو محبت ہوگی اتنی میلاد کی خوشی مناتا رہے گا۔ دوسری بات یہ کہ احکام میں اگر میلاد منانے کو شامل کر لیا جاتا تو پھر محبت کا کیسے پتہ چلتا۔ احکام کو تو پورا کرنا ہی ہوتا ہے۔ چاہتے ہوئے یا نہ چاہتے ہوئے۔ محبت کا تو پتہ چلتا ہے اختیاری امر میں نماز پڑھنا حکم ہے۔ تلواروں کے سائے میں پڑھنا محبت ہے۔ جانور کی قربانی کرنا حکم ہے اسماعیل (علیہ السلام) کی قربانی کرنا محبت

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہے۔ پنجگانہ نماز حکم ہے نماز تہجد محبت ہے۔ رمضان کے روزے حکم ہے۔ عاشورہ کے روزے محبت ہے۔ ایک حج حکم ہے۔ زیادہ حج محبت ہے۔ حرم کعبہ کا طواف حکم ہے۔ حرم نبی ﷺ کا طواف محبت ہے۔ کعبے کو دیکھنا عبادت ہے۔ گنبد خضریٰ کو دیکھنا محبت ہے۔ پنجگانہ نماز میں فرض رکعت پڑھنا حکم ہے۔ نفل رکعت پڑھنا محبت ہے۔ فرض پڑھنا حکم ہے سنتیں پڑھنا محبت ہے۔ دین میں مال و مویشی کی قربانی حکم ہے۔ کربلا میں اہل بیت کی قربانی محبت ہے۔ زکوۃ حکم ہے۔ خیرات وصدقہ محبت ہے۔ نماز میں قرآن پڑھنا حکم ہے تو اپنے معمولات میں روزانہ قرآن پڑھنا محبت ہے۔ ثواب کیلئے قرآن پڑھنا عبادت ہے سمجھ کر پڑھنا اور اس پر عمل کرنا محبت ہے۔ ستر ڈھانپنے کیلئے لباس پہننا حکم ہے اور اپنے نبی ﷺ جیسا لباس پہننا محبت ہے۔ کھانا کھانا ہمارے جسم کی ضرورت ہے اور اپنے نبی ﷺ کے طریقے سے کھانا کھانا یہ محبت ہے قرآن پاک میں اپنے انبیاء کو ان کے ناموں سے مخاطب کرنا یہ اللہ کی مرضی ہے۔ اور آقا ﷺ کو القابات سے مخاطب کرنا یہ محبت ہے۔ یا نبی ﷺ، یا رسول اللہ ﷺ، یا مدثر، یٰسین، نماز کو اپنے جسم پر آسان رکھتے ہوئے ادا کرنا حکم ہے لیکن نماز میں کھڑے کھڑے پاؤں کا سوج جانا نبی پاک ﷺ کی محبت ہے۔ صبح کی نماز پڑھنا حکم ہے اور آدھی رات کو اٹھ کر سجدوں میں رو رو کر اللہ کو منانا یہ محبت ہے۔ حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا کسی گناہ پر اپنے بیٹے کو کوڑے مارنا حکم ہے اور کوڑے مارتے ہوئے آنکھوں سے آنسوؤں کا برسنا یہ محبت ہے۔ لوگو! اسی طرح محبت کی ہزاروں شکلوں میں قومی ایام منانا تبلیغی، دینی، فلاحی اجتماعات اور جلوس نکالنا۔ اپنی اور اپنے پیاروں کے میلاد کی سالگرہ منانا، عرس منانا، گیارھویں شریف کا اہتمام کرنا وغیرہ شامل ہیں۔ اور محبت کی انتہا آقا ﷺ کی نسبت میں ہے۔ لہٰذا عید میلاد النبی ﷺ منانا سب سے اعلیٰ محبت ہے۔ چونکہ یہ سب اللہ کا فضل اور رحمت ہیں۔ لہٰذا سورۃ یونس آیت نمبر 58: ان پر خوشی منانے کا حکم دیتی ہے۔

قل بفضل اللّٰہ وبرحمتہ فبذالك فلیفر حوا ط

☆ نواں نکتہ:۔ "یحییٰ پر سلام ہو اس کے میلاد کے دن" میلاد کا دن منانے کی طرف اشارہ ہے۔ "سلام ہو بعث کے دن" اس طرف اشارہ ہے کہ میدان حشر میں لوگوں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے اسلام پر دوبارہ جی اٹھنے کی خوشی میں اللہ یوم بعث منائے گا۔قرآن میں عیسیٰ (علیہ السلام) کا یہ کہنا کہ "سلام ہو مجھ پر میرے میلاد کے دن" اپنے میلاد کی سالگرہ منانے کی طرف اشارہ ہے۔"سلام ہو میری وفات کے دن" اپنے عرس کی سالگرہ منانے کی طرف اشارہ ہے۔

☆ دسواں نکتہ:۔درود و سلام بھیجنے کا جو کام اللہ اور اس کے فرشتے نبی پاک ﷺ پر مسلسل کرتے رہتے ہیں وہی کام دوسرے انبیاء کے میلاد اور وفات کے دن کرتے ہیں۔ پتہ چلا کہ میلاد اور عرس کا دن منانا اللہ اور فرشتوں کی سنت ہے۔اولیاء کے آستانوں اور درگاہوں پر جا کر دعا اور سوال کرنا یہ انبیاء کی سنت ہے۔مثلاً موسیٰ (علیہ السلام) کا خضر (علیہ السلام) کے پاس جانا۔اور زکریا (علیہ السلام) کا حضرت مریم (علیہ السلام) کے حجرے میں کا جا کر دعا مانگنا۔(سورۃ کہف اور مریم)۔

☆ گیارھواں نکتہ:۔یحییٰ (علیہ السلام) اور عیسیٰ (علیہ السلام) پر تین دن سلام۔ مگر آقا ﷺ پر مسلسل سلام وقت اور دن کی قید نہیں رکھی۔یحییٰ (علیہ السلام) اور عیسیٰ (علیہ السلام) پر سلام ہے۔مگر آقا ﷺ پر درود و سلام ہے۔یحییٰ (علیہ السلام) اور عیسیٰ (علیہ السلام) پر اللہ نے اکیلے سلام بھیجا ہے۔مگر آقا ﷺ پر صلوٰۃ و سلام بھیجنے کیلئے ایک محفل کا اہتمام کیا ہے۔جس میں فرشتوں اور مومنین کو ساتھ ملایا ہے۔(احزاب 56)۔

ان اللہ وملآ ئکتہ یصلون علی النبی یا یھا الذین امنو صلو علیہ وسلمو تسلیما۔

☆ بارھواں نکتہ:۔ایک طرف قرآن پاک میں حج، نماز، روزہ، زکوٰۃ، نماز جمعہ کی آیات ہیں۔دوسری طرف شب قدر، شب برات، انبیاء کے یوم ولادت، یوم وفات، حضور ﷺ کی جائے ولادت، ولادت اور والد پھر اللہ کے فضل اور رحمت و انعام پر خوشیاں منانے کی آیات ہیں۔ان آیات میں اول الذکر احکام کہلاتے ہیں۔ایسا کیوں ہے؟ حالانکہ کسی ایک آیت میں بھی حکم کا لفظ استعمال نہیں ہوا۔اور تمام آیات قرآن کا حصہ ہیں احکام منانے کا باقاعدہ اہتمام کیا جاتا ہے۔حج کی سالگرہ نو ذوالحج کے مخصوص دن منائی جاتی ہے۔روزہ ہر سال رمضان کے مخصوص مہینے میں رکھا جاتا ہے۔نماز روزانہ پانچ مرتبہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مقررہ اوقات پر پڑھنے کا اہتمام کیا جاتا ہے ۔ زکوٰۃ ہر سال مقررہ مقدار میں ادا کی جاتی ہے ۔ اور نماز جمعہ ہر ہفتے مقررہ دن اور مقررہ وقت پر پڑھنے کا اہتمام ہوتا ہے ۔ اور موخر الذکر کو بالکل ہی چھوڑ دیا جاتا ہے ۔ اگر ان کو منانا نہیں ۔ ان سے استفادہ نہیں کرنا اور انسانی زندگی میں ان کا کوئی استعمال نہیں تو کیا (نعوذ باللہ) یہ آیات فالتو اور بے مصرف ہیں؟ اور ان کو یوں ہی قرآن میں لکھ دیا گیا ہے؟

ذرہ سوچیں! کہیں ایسا تو نہیں کہ انہیں ہم انسانوں کیلئے چھوڑ دیا گیا ہو کہ احکام کی نقل کر کے ان کو سالانہ اور مقررہ دن پر اپنے اپنے ذوق کے مطابق منایا کرو؟

☆ میلاد مصطفےٰ ﷺ کا سب سے پہلا جلسہ:۔ احزاب 56 والی آیت میں اللہ نے فرشتوں کے ساتھ مل کر حلقہ درود و سلام منعقد کیا (اپنی شان کے لائق) اور مومنین کو حلقہ درود و سلام منعقد کرنے کا حکم دیا۔ (اپنے حسب حال)۔ لیکن اسے فرض یا واجب نہیں بنایا۔ کیوں؟

سورۃ آل عمران آیت نمبر 81: اور (اے محبوب وہ وقت یاد کریں) جب اللہ نے انبیاء سے پختہ عہد (میثاق) لیا کہ جب میں تمہیں کتاب و حکمت عطا کروں پھر تمہارے پاس وہ رسول ﷺ تشریف لائے جو ان کتابوں کو تصدیق فرمانے والا (مصدق) ہو جو تمہارے ساتھ ہوں گی تو ضرور بالضرور ان ﷺ پر ایمان لاؤ گے اور ضرور بالضرور ان ﷺ کی مدد کرو گے۔ فرمایا: کیا تم نے اقرار کیا اور اس (شرط) پر میرا بھاری عہد مضبوطی سے تھام لیا۔ سب نے عرض کیا: ہم نے اقرار کر لیا۔ فرمایا: کہ تم گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔

واذ اخذ اللّٰہ میثاق النبین لما اتیتکم

اس آیت میں خط کشیدہ الفاظ بھی اپنی وضاحت آپ کر رہے ہیں۔

من کتاب و حکمۃ ثم جآء کم رسول

اور آیت میں بھی وضاحت موجود ہے ۔ اور جب یہ لفظ پہلے سے وقوع ہونے والے

مصدق لما معکم لتومنن بہ ولتنصرونہ ط

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کسی واقعہ کی یاد کرانے کیلئے بولا گیا ہے۔ لفظ بتا رہا ہے کہ بہت دیر پہلے یہ واقعہ ہو چکا ہے۔

قال ع اقررتم واخذ تم علی ذلکم

یاد کس کو کرایا جاتا ہے؟ جو اس واقعہ میں موجود ہو۔ چونکہ اس واقعہ کا تعلق محبوب خدا سے ہے۔

اصری ط قالوآاقر رنا قال فا شھدا انا

لہٰذا محبوب ﷺ خدا کو ہی یاد کرایا جا رہا ہے

معکم من الشاھدین o

(یعنی اے حبیب وہ وقت یاد کریں) جب

☆ میثاق:۔ وثیقہ اور آج کی جدید زبان میں اسٹام (ایفی ڈیوڈ) ایک ہی معنی رکھنے والے الفاظ ہیں۔یعنی عہد،معاہدہ،حلف نامہ،اقرار نامہ وغیرہ۔اس میثاق یا وثیقہ (اسٹام) میں مندرجہ ذیل چیزیں ہیں۔

(۱) عہد لینے والی پارٹی۔۔۔۔۔۔اللہ خود (۲) عہد دینے والی پارٹی۔۔۔۔۔۔انبیاءؑ (۳) جس جگہ، شے یا شخص سے متعلقہ یہ عہد۔۔۔۔۔۔رسول (۴) میثاق کے تحریراً الفاظ۔۔۔۔۔۔پوری آیت (۵) گواہان۔۔۔۔۔۔اللہ خود اور انبیاء (۶) کسی اتھارٹی کی مہر تصدیق۔۔۔۔۔۔۔۔رسول مصدق

ذرا غور کریں تو یہی چیزیں آج کے جدید وثیقہ (اسٹام) میں موجود ہوتی ہے تو وہ اسٹام مکمل ہوتا ہے۔اس میثاق میں خطاب کرنے والا اللہ ہے۔ خطاب سننے والے انبیاء ہیں جس سے متعلقہ یہ خطاب ہے وہ ہے ذات محمدی ﷺ سارا سماں جلسے کا ہے۔سٹیج تو لگا ہوگا ناں! سٹیج پر اللہ اپنی شان کے لائق بیٹھا ہوگا۔ ساتھ محبوب کو بٹھایا ہوگا اور سامنے انبیاء بیٹھے ہونگے۔ساتھ حضور ﷺ کو بٹھا کر اللہ نے فرمایا ہوگا:

ثم جآء کم رسول o

پھر یہ رسول ﷺ آئے گا۔ جملہ بتا رہا ہے کہ یہ "پھر" آخری ہے۔ اس کے بعد بات ختم ہو جائے گی۔ یعنی اس ثم جآء کم میں عقیدہ ختم نبوت بیان ہوا ہے۔ جو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

رد مرزائیت وکذابیت ہے۔

☆ مصدق :۔ تصدیق کرنے والا ۔ کس چیز کی تصدیق کرنے والا ؟ سند نبوت کی تصدیق کرنے والا ۔ جب آقا ﷺ اس دنیا میں تشریف لائے تو سب انبیاء اس دنیا سے پردہ فرما چکے تھے ۔ تو تصدیق کیسے ہوئی ؟ جب معراج کی رات تمام انبیاءؑ مسجد اقصیٰ میں اکٹھے ہوئے اور آقا ﷺ نے تمام انبیاءؑ کی امامت کر کے ان کی تصدیق کر دی جو انبیاءؑ آپ ﷺ کی امامت میں آ گئے اور آپ ﷺ کے مقتدی بن گئے ان کی سند نبوت پر مہر تصدیق ثبت ہوگئی ۔ جو اس تصدیق میں نہ آ سکا وہ کذاب ہوسکتا ہے نبی نہیں ہوسکتا ۔ قرآن کی یہ آیت ختم نبوت اور رد مرزائیت پر دلالت کرتی ہے۔ (مسلم، نسائی، ابوعوانہ، ابو نعیم، عسقلانی، طاہر القادری کی حدیث راوی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ : " پھر نماز کا وقت آیا اور میں نے سب انبیاء کی امامت کرائی ") لتومنن بہ ولتنصرنہ ان الفاظ میں " ل اور ن ثقلیہ " تاکید کیلئے استعمال ہوئے ہیں یعنی دو ہری تاکید ہے : اس (رسول ﷺ) پر ضرور ضرور ایمان لانا اور ان ﷺ کی ضرور ضرور مدد کرنا ۔ آپ غور کریں کہ آقا ﷺ کے تشریف لانے سے پہلے پہلے تمام انبیاءؑ اس دنیا سے رخصت ہو چکے تھے ۔ حتی کہ عیسیٰ (علیہ السلام) کو بھی پردہ فرمائے پانچ سو سال کا عرصہ بیت چکا تھا ۔ یعنی تمام انبیاءؑ اپنی اپنی قبروں میں جا چکے تھے ۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ مردوں کو ایمان لانے اور مدد کرنے کا کہا جا رہا ہے ۔ (نعوذ باللہ) جب یہ ہیں ہی مردے اور ہیں بھی اپنی اپنی قبروں میں تو ایمان لانا کیسا ؟ اور مدد کرنا کیسا ؟ پتہ چلا کہ انبیاء قبروں میں رہ کر ایمان بھی لا سکتے ہیں اور مدد بھی کر سکتے ہیں ۔ اسی لیے تو اللہ نے پہلے ہی خطاب میں میلاد کا مسئلہ اور حیات بعد از ممات کا مسئلہ حل کر دیا تھا ۔ اب جھگڑا کیسا ؟ اگر انبیاء قبروں میں رہ کر ایمان بھی لائیں اور مدد بھی کریں تو امام الانبیاء تو بقدر اولیٰ مدد کر سکتے ہیں ۔ زیارت کروا سکتے ہیں ۔ فیض عطا کر سکتے ہیں ۔ درود و سلام سنتے بھی ہیں اور سلام کا جواب بھی دیتے ہیں ۔ اور امام بوصیری کو اپنی چادر بھی عطا کر سکتے ہیں ۔ ایمان لانے اور مدد کرنے کا ایک اور مطلب بھی ہے وہ یہ کہ اے گروہ انبیاءؑ رتمہاری نبوت کا فریضہ ہی یہ ہے کہ میری بندگی اور الوہیت کے ساتھ ساتھ میرے مصطفیٰ ﷺ کریم کے میلاد کا اپنی اپنی امت کو بتاتے رہیں ۔ اس کے تذکرے کرتے رہیں ۔ انہیں یاد دہانی کراتے رہیں میرے محبوب پر ایمان لانے اور اس کا ہر طرح ساتھ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینے کی تلقین کرتے رہیں تا کہ یہ پیغام آئندہ نسلوں تک پہنچتا رہے اور جب میرا مصطفےٰ ﷺ تشریف لائے تو تمہاری امتیں انکار نہ کر سکیں۔ اس کام کو انبیاء نے خوب نبھایا اور اپنی اپنی امتوں میں حضور ﷺ کے میلاد اور آخری نبی ﷺ ہونے کا خوب پرچار کیا۔ اتنا پرچار کیا کہ آپ ﷺ کو ہر امت غائبانہ پہنچاننے لگ گئی۔ سورۃ البقرہ آیت نمبر 146: "اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب عطا فرمائی ہے وہ اس رسول ﷺ کو اسی طرح پہنچانتے ہیں جیسا کہ بلا شبہ اپنے بیٹوں کو پہنچانتے ہیں۔ اور یقیناً انہی میں سے ایک طبقہ حق کو جان بوجھ کر چھپا رہا ہے"۔

اقرر تم: کیا تم نے اقرار کیا؟: پہلے ہی عہد کروایا جا چکا تھا۔ اسے اور مضبوط بنانے کیلئے ان سے اقرار کروایا گیا۔ فاشھدو انا معکم: تم بھی گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں یہ فرما کر معاہدے کو مضبوط تر اور نا قابل تردید بنا دیا گیا۔ گواہوں کا مطلب ہی یہ ہوتا ہے کہ کوئی پارٹی معاہدے سے منحرف نہ ہو سکے۔ اور اشہام پر اقرار نامے کے تقاضے پورے کر لیے۔

☆ پچھلی گفتگو کا نچوڑ:۔ ☆ میلاد کا مضمون قرآن میں ☆ میلاد مصطفےٰ ﷺ کا تذکرہ قرآن میں ☆ میلاد کے دن کا تذکرہ قرآن میں ☆ میلاد کے دن خوشی منانا قرآن میں ☆ میلاد کے دن سلام بھیجنا اللہ کی سنت ☆ میلاد مصطفےٰ ﷺ کا تذکرہ کرنا اللہ کی سنت ☆ وفات (عرس) کے دن سلام بھیجنا اللہ کی سنت ☆ میلاد کا تذکرہ توحید کی دلیل اور میلاد منانا رد شرک کیونکہ اللہ پیدا ہی نہیں ہوتا تو میلاد کا تذکرہ کیسا؟ اللہ پیدا ہی نہیں ہوتا تو میلاد کی خوشی منانا کیسا؟ یہ تو ہے ہی مخلوق کیلئے۔ لہٰذا ہم میلاد کا تذکرہ کر کے اور میلاد کی خوشی منا کر توحید کا اعلان بھی کر رہے ہیں اور رد شرک بھی کر رہے ہیں۔

☆ نتیجہ: لہٰذا نتیجہ یہ نکلا کہ میلاد حضور ﷺ کا جسم ہے تو۔ سیرت حضور ﷺ کا لباس ہے۔ ☆ میلاد میں خوشی کا مفہوم موجود ہے۔ تو سیرت میں اسے اپنانے اور تبلیغ کے ذریعے اسے فروغ دینے کا تصور موجود ہے۔ ☆ میلاد ماننے اور منانیوالے صرف۔ میلاد مناتے رہیں اور سیرت نہ اپنائیں تو سراپا مصطفےٰ ﷺ کو مانا مگر لباس کے بغیر اور سیرت اپنانے والے صرف سیرت ہی کی بات کریں اور میلاد کا تذکرہ نہ کریں تو انہوں نے حضور ﷺ کے لباس کو مانا مگر سراپا مصطفےٰ ﷺ کا انکار کر دیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

☆ سراپا سیرت کے بغیر نامکمل ۔اور سیرت سراپا کے بغیر نامکمل ☆ ہم حضور ﷺ کے امتی ہیں تو ہمیں حضور ﷺ مکمل چاہئیں۔ لہٰذا میلاد منانے والے سیرت اپنایا کریں اور سیرت اپنانے والے میلاد منایا کریں۔ یہی مکمل حضور ﷺ ہیں ۔☆ پیدائش اور وفات ایک مخصوص دن ہوتی ہے اس لیے اسی دن کا رواج ہے ۔ سیرت پوری زندگی اپنائی جاتی ہے اس لیے مخصوص دن کی قید نہیں ۔جس دن مرضی سیرت کا جلسہ کریں۔

☆ اپنی باتیں:۔ خوشی اور محبت کے اظہار میں میلاد پر چراغاں(لائٹنگ) ضرور کریں مگر خیال رکھیں یہ بجلی چوری کی نہ ہو۔ ☆ گلیاں اور محلے ضرور سجائیں لیکن وہ پیسے مسافروں کو چوک میں کھڑا کر کے ان کی جیبوں سے زبردستی نکلوائے ہوئے نہ ہوں۔ ☆ میلاد اور گیارھویں اور داتا صاحب پر دیگیں ضرور چڑھائیں مگر ان کیلئے پیسے رشوت کے نہ ہوں۔

☆ قمقمے اور لائٹنگ لگاتے وقت یہ یاد رکھا جائے کہ کسی غریب کا دیا بجھا کر تو لائٹنگ نہیں کر رہے ۔ ☆ میلاد ،گیارھویں اورعرس کے پروگرام ضرور کریں مگر اس کیلئے پیسوں کا انتظام بجتے ہوئے ڈھول کے پیچھے جھولی پھیلا کر گلی گلی اور گھر گھر سے مانگ کر نہ کیا جائے ۔ ☆"آج رات انشاء اللہ عشاء کی نماز کے بعد مسجد ہذا میں ماہانہ گیارھویں شریف عید میلاد النبی ﷺ اورعرس بابا فلاں فلاں ۔کا ختم ہو رہا ہے ۔اس میں اپنا اپنا حصہ ڈال کر ثواب دارین حاصل کریں "اس اعلان سے اکٹھی کی ہوئی رقم سے یہ پروگرام کر کے اس کی اعلیٰ مرتبی کو نہ گھٹائیں ۔ ☆ مساجد اور مدارس اور درباروں کے دروازوں پر کھڑے ٹوپیاں ہاتھ میں پکڑے ہوئے چندہ برائے گیارھویں شریف، چندہ برائے عید میلا النبی ﷺ اور چندہ برائے عرس مبارک کی صدا بلند کر کے چھوٹے بچوں سے پیسے اکٹھے کرنے کا سلسلہ بند ہونا چاہیے ۔☆ عرس کے موقع پر ڈھول کی تھاپ پر بھنگڑہ ڈالنے کی بجائے نماز اور قرآن کا پرچار کیا جائے ۔☆ گیارھویں شریف اور میلاد کا ختم پابندی سے دلوانے والے سوچیں کہ نماز روزے اور قرآن کے احکام میں بھی اتنی ہی پابندی کرتے ہیں

☆ صاحب عرس کے تقدس کو مدنظر رکھتے ہوئے لوگوں کو شراب چرس بھنگ اور سگریٹ سے پاک ماحول فراہم کریں ۔☆ عرس پر یا میلاد النبی ﷺ یا گیارھویں شریف پر قوالی کا پروگرام کریں مگر شرکیہ کلام کی بجائے اللہ کی حمد اور نعت خوانی کو رواج دیا جائے ۔☆

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حمدیہ اور نعت خوانی کی قوالی میں ماحول کو پاک وصاف رکھا جائے اور قوالی کے تقاضوں میں ایک تقاضہ یہ ہے کہ باوضو ہو کر بیٹھا جائے۔☆ ہمارے ہاں اکثر درباروں پر "میلہ" لگتا ہے۔اس میلے کے شروع ہونے سے تقریباً ہفتہ پہلے ایک یا دو ڈھول والوں کو کرایے پر لایا جاتا ہے وہ دربار پر صبح ،دوپہر،شام ڈھول بجا کر حاضری دیتے ہیں۔ میلے میں تھیٹر،موت کے کنوئیں ، چڑیا گھر اور سرکس وغیرہ لگتے ہیں۔ میلے والی رات کو گانے والوں کی ٹولیاں پوری رات گانے گاتی اور ڈرامے سٹیج کرتی ہیں۔ان میلوں کو عرس میں بدلا جائے۔شیطان کی بجائے رحمان کو خوش کیا جائے۔تھیٹروں اور سرکسوں کی بجائے مسجدوں اور درباروں کو اللہ اور رسول ﷺ کے ذکر سے آباد کیا جائے۔ اور اسلام کے حقیقی خانقاہی نظام کو بحال کر کے اس کی عظمت رفتہ کو واپس لایا جائے۔۔

☆ عرس کی تقریب میں قرآن خوانی ،نعت خوانی،سیرت بیانی اور قوالی سننے اور سنانے والے بتائیں کہ دوران تقریب اذان کی آواز پر خاموشی اختیار کی؟ اور اذان کے بعد نماز کیلئے مسجد میں بھی گئے؟☆ عید میلاد النبی ﷺ ،شب قدر اور شب برات رات بھر جاگنے والے اور پروگرام کرنے والے یہ بتائیں کہیں آپ نے فجر کی نماز تو نہیں چھوڑ دی؟ ☆ سالانہ پروگرام کیلئے جب آپ کی گاڑیوں کا قافلہ اپنے اپنے مرکز کی طرف جا رہا ہوتا ہے یا آ رہا ہوتا ہے تو کیا دوران سفر آنے والی نماز کو قائم کرنے کی ہمیشہ پابندی کی ہے؟ یا اپنے کسی جلوس یا جلسے کے دوران پابندی نماز کا خیال رکھا ہے؟

☆ عید میلاد النبی ﷺ ،شب قدر اور شب برات پر راہگیروں کے پاؤں کے نیچے شرلیاں، پٹاخے چلا کر ان کو بدحواس کرنے والے بچوں کو اس کام کیلئے جن والدین نے پیسے دیے کاش وہ اس پیسے سے گھر اور مسجد میں چراغاں کرتے اور رات کو اپنی مساجد کو اللہ اور رسول ﷺ کے ذکر سے آباد کرتے۔ ☆ کسی دربار پر میلاد منانے والے بھائی اپنی عقیدت میں بے شک اپنے شیخ کامل کی قبر مبارک سے لپٹیں۔اس کے بوسے لیں۔اس پر پھول چڑھائیں اور چادر چڑھائیں۔عطر اور خوشبو کا چھڑکاؤ کریں مگر آپ کے کسی بھی عمل سے قبر کو سجدہ کرنے کا گمان نہ ہو خواہ تعظیمی ہی کیوں نہ ہو۔کرنا ہو تو کسی نعمت کے ملنے پر سجدہ شکر کرو صرف اللہ کے سامنے۔کرنا ہو تو تلاوت قرآن کرتے ہوئے سجدہ تلاوت کرو صرف اللہ کے سامنے۔کرنا ہو تو مسجد میں جا کر سجدہ نماز پنجگانہ ادا کرو صرف اللہ کے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سامنے۔ یہ درد دل کی باتیں تھیں جو دکھتے دل کے ساتھ آپ کے مطالعہ کیلئے پیش کی گئیں۔ مبارک باد کے مستحق ہیں وہ آستانے ،وہ درگاہیں،وہ خانقاہیں اور وہ دربار جو پہلے سے ان باتوں پر عمل کر رہے ہیں ۔اور کسی وجہ سے جو لوگ عمل نہیں کر رہے میری ان سے گزارش ہے کہ ان باتوں پر خدارا غور ضرور کریں۔ اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو۔

☆☆☆

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 6 عروج ونزول

مندرجات

☆	عروج	127
☆	نزول	127
☆	لفظ معراج	129
☆	معراج سے پہلے معراج	130
☆	فرشتوں کی معراج	130
☆	انبیاء کی معراج	131
☆	آدم (علیہ السلام) کی معراج	131
☆	ادریس (علیہ السلام) کی معراج	133
☆	ابراہیم (علیہ السلام) کی معراج	133
☆	موسیٰ (علیہ السلام) کی دوسری معراج	137
☆	یوسف (علیہ السلام) کی معراج	141
☆	اسماعیل (علیہ السلام) کی معراج	143
☆	عزیر (علیہ السلام) کی معراج	147
☆	عیسیٰ (علیہ السلام) کی معراج	148
☆	اصحاب کہف کی معراج	153

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆	صحابی سلیمان (علیہ السلام) کی معراج	155
☆	ہدہد کی معراج	156
☆	کوے کی معراج	156
☆	شہد کی مکھی کی معراج	157
☆	اصحاب کہف کے کتے کی معراج	157
☆	چیونٹی کی معراج	158
☆	مچھلی کی معراج	158
☆	گائے کی معراج	159
☆	مومن کی معراج	159
☆	واقعہ معراج النبی ﷺ	160
☆	زمینی سفر	162
☆	عروجی سفر	163
☆	نزولی سفر	165
☆	الوداعی ملاقات	169
☆	سفر واپسی	169
☆	معجزے میں معجزہ	169
☆	تیز رفتاری کے ثبوت قرآن سے	170
☆	تیز رفتاری کے ثبوت روزمرہ اور سائنس سے	173
☆	واقعہ معراج ایک آزمائش	176

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عروج ونزول

عروج کا معنی نیچے سے اوپر جانا۔ بلند ہونا اور کمال تک پہنچنا ہے۔اور نزول اوپر سے نیچے آنے کو کہتے ہیں۔ یہ دونوں قرآنی الفاظ ہیں۔ دونوں اکٹھا کریں تو معراج النبی ﷺ کی اصطلاح وجود میں آتی ہے۔

☆**عروج:۔** سورۃ المعارج آیت 1,3,4: (سال سآئل بعذابٍ واقعٍ)

ترجمہ: ایک سائل نے ایسا عذاب طلب کیا جو واقع ہونے والا ہے۔

(من اللہ ذی المعارج)

ترجمہ: وہ اللہ کی جانب سے (ہوگا) جو ہر قسم کے عروج کا مالک ہے۔

تعرج الملکۃ والروح الیہ فی یومٍ کان مقدارہ خمسین الف سنۃٍo

ترجمہ: اس (کے عرش) کی طرف فرشتے اور روح (جبرائیل) عروج کرتے ہیں ایک دن میں جس کا اندازہ پچاس ہزار برس کا ہے۔

☆**نزول:۔** سورۃ القدر آیت 1: (انا انزلناہ فیی لیلۃ القدر)

ترجمہ: بے شک ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں نازل کیا ہے۔

ان کے علاوہ بھی کئی الفاظ ہیں جو قرآن نے ان معانی میں لیے ہیں۔آیئے ان

محکم دلائل سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ رفع:۔ سورۃ النسآء آیت نمبر 158:

(بل رفعه الله اليه ط وكان الله عزيزًا حكيماً)

ترجمہ: بلکہ اللہ نے انہیں (عیسیٰ علیہ السلام) کو اپنی طرف اٹھالیا۔

☆ سورا! مریم آیت نمبر 57: (واذ كر في الكتب ادريس وانه كان صديقًا نبياً)

ترجمہ: اور ہم نے انہیں (ادریس علیہ السلام) کو بلند مقام پر اٹھالیا تھا۔

☆ سورۃ الم نشرح آیت نمبر 4: (ورفعنا لک ذکرک)

ترجمہ: اور ہم نے آپ ﷺ کی خاطر آپ ﷺ کا ذکر بلند فرمادیا۔

اب قرآن پاک میں کئی مقامات اور ہیں جن میں عروج و نزول کا معنی پایا جاتا ہے یا مفہوم پایا جاتا ہے یا اشارہ ملتا ہے۔

☆ اسرٰی:۔ بنی اسرائیل آیت نمبر 1: (سبحن الذی اسرٰی بعبده ليلاً

ترجمہ: وہ ذات پاک ہے جو رات کے تھوڑے سے حصے میں لے گئی۔

من المسجد الحرام الى المسجد الا قصاالذی برکنا حوله لنريه

اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک۔

من ايتنا ط انه هو السميع البصير)

☆ الرّءیا:۔ بنی اسرائیل آیت نمبر 60:

(وما جعلنا الرءيا التي اريناک الا فتنةً للناس)

ترجمہ: اور ہم نے اس نظارہ (شب معراج) کو جو ہم نے آپ کو دکھایا لوگوں کیلئے صرف ایک آزمائش بنایا ہے۔

☆ ھوٰی:۔ سورۃ نجم آیت نمبر 1: (والنجم اذا هوٰی)

ترجمہ: قسم ہے روشن ستارے (محمد ﷺ) کی جب وہ نیچے اترے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ افق اعلیٰ:۔ سورۃ نجم آیت نمبر 7:(وھو بالا فق الا علی)

ترجمہ: اور وہ (محمد ﷺ) سب سے اونچے کنارے پر تھے۔

سورۃ نجم آیت نمبر 8:(ثم دنا فتدلّٰی)

ترجمہ: پھر وہ (رب العزت اپنے حبیب محمد ﷺ سے) قریب ہوا پھر اور زیادہ قریب ہو گیا۔

سورۃ نجم آیت نمبر 9:(فکان قاب قوسین او ادنیٰ)

ترجمہ: پھر (جلوہ حق اور حبیب مکرم ﷺ میں صرف) دو کمانوں کی مقدار فاصلہ رہ گیا یا (انتہائے قرب میں) اس سے بھی کم (ہو گیا)۔

سورۃ نجم آیت نمبر 10:(☆فاوحی الیٰ عبدہ ما اوحی)

ترجمہ: پس (اس خاص مقام قرب و وصال پر) اس (اللہ) نے اپنے عبد (محبوب) کی طرف وحی فرمائی جو (بھی) وحی فرمائی۔

سورۃ نجم آیت نمبر 11:(☆ما کذب الفو ادمارای)

ترجمہ: (ان کے) دل نے اس کے خلاف نہیں جانا جو (ان کی) آنکھوں نے دیکھا۔

لفظ معراج

عجب بات یہ ہے کہ جن آیات کو معراج کے حوالے سے بیان کیا جاتا ہے۔ان میں معراج کا لفظ ہی استعمال نہیں کیا گیا۔لیکن اس کے باوجود اس بحث کیلئے معراج کا لفظ ہی مروج ہے۔ اصطلاحاً یہ لفظ ایک واقعہ کی طرف اشارہ کرتا ہے۔جس میں اللہ اور رسول ﷺ کی ملاقات کا ذکر ہے۔ معراج کا ایک معنی لامکان کی بلندیوں پر جا کر اللہ سے ملاقات کرنا ہے۔تو ایک پوشیدہ(Understood)معنیٰ ملاقات کے بعد واپس آنا بھی ہے۔ جیسے سورۃ معارج میں بتایا گیا کہ فرشتے اور روح اس (کے عرش) کی طرف عروج کرتے (معراج کرتے) ہیں۔یعنی ان کا معمول ہے کہ معراج پر جاتے ہیں تو صاف ظاہر ہے واپس بھی آتے ہونگے تو پتہ یہ چلا کہ معراج پورا ایک واقعہ ہے اور قرآن نے اس

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالے سے جو الفاظ استعمال کیے ہیں ۔وہ اس واقعہ کی تفصیلات ہیں ۔اگر قرآن تفصیل بیان نہ کرتا تو بھی واقعہ! ادھورا رہ جاتا کوئی کچھ بیان کرتا تو کوئی کچھ اور یہ واقعہ شک کی نذر ہوجاتا لہٰذا معراج کے لفظ کا تصور سورۃ المعارج سے مل جاتا ہے اور ایک حدیث بھی معراج کے لفظ کو بیان کرتی ہے حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) کے الفاظ ہیں: "معراج کی رات حضور ﷺ کا جسد اقدس (گویا) کہیں گیا ہی نہیں" (فلسفہ معراج النبی ﷺ صفحہ نمبر 84 طاہر القادری)

قاضی عیاض کتاب الشفاء میں بیان کرتے ہیں "قسم ہے اس چمکتے ستارے محمد ﷺ کی جو شب معراج انتہائی رفعتوں کو چھو کر زمین پر واپس آ گیا"۔

معراج سے پہلے معراج

معراج مصطفےٰ ﷺ کی تفصیلات بیان کرنے سے پہلے کچھ دوسرے معارج کا بھی ذکر ضروری ہے ۔تاکہ معراج کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

☆ فرشتوں کی معراج:۔ (۱) سورۃ المعارج آیت نمبر 4:

(تعرج الملکۃ والروح الیہ فی یوم کان مقدارہ خمسین الف سنۃ)

ترجمہ: اس (کے عرش) کی طرف فرشتے اور روح الامین عروج کرتے ہیں ایک دن میں، جس کا اندازہ (دنیوی حساب سے) پچاس ہزار برس کا ہے۔

فرشتوں کی رفتار یہ ہے کہ ہمارے ہاں کے ایک دن میں پچاس ہزار برس کا فاصلہ طے کرجاتے ہیں ۔چونکہ فرشتے نوری مخلوق ہیں ۔نور روشنی کو کہتے ہیں ۔اسی سے ہم کو نوری سال کا تصور ملتا ہے ۔(Light Year) پتہ یہ چلا کہ یہاں دنیا کے دو سیکنڈ میں فرشتوں کے بارہ برس گزر جاتے ہیں ۔یہی فرشتوں کی معراج ہے کہ وہ اللہ کی طرف روزانہ پرواز کرتے ہیں ۔

(۲) دوسری چیز ہے ۔روح اس سے مراد جبرائیل نیک روحیں یا روح اللہ (عیسیٰ) (علیہ السلام) ابھی زندہ ہیں اور ان کی معراج پہلے ہی ہو چکی ہے ۔تو نیک روحوں کی معراج بھی فرشتوں جیسی ہے ۔یہ بھی روزانہ اللہ کے حضور حاضر ہوتی ہیں ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انبیاء کی معراج:۔ (۱) آدم (علیہ السلام) کی معراج: آدم (علیہ السلام) کو کئی مرتبہ معراج ہوئی۔ سورۃ ص آیت نمبر 72,73,74:

(فسجد الملکۃ کلھم اجمعون الا ابلیس ط استکبر و کان)۔

پھر جب میں اسے آدم (علیہ السلام) کو درست کرلوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو تم (اے فرشتو!) اس کیلئے سجدہ کرتے ہوئے گر پڑنا۔ پس سب کے سب فرشتوں نے بالا جماع سجدہ کیا۔ سوائے ابلیس کے۔ اس نے تکبر کیا اور کافروں سے ہوگیا۔

یہاں ایک دو باتیں بڑی قابل توجہ ہیں۔ یہ کہ اللہ نے فرمایا: جب میں پیکر آدم (علیہ السلام) کو ٹھیک ٹھیک بنالوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں پھر تم سجدہ کرنا۔ اگر آدم (علیہ السلام) کو سجدہ کروانا مقصود ہوتا تو فرما دیتا کہ جب میں پیکر آدم (علیہ السلام) کو ٹھیک ٹھیک بنالوں تو تم سجدہ میں گر پڑنا۔ ایسے نہیں فرمایا بلکہ پیکر بنانے کے بعد جب اپنی روح داخل کر دی تب فرمایا اس کیلئے (یعنی میری روح کیلئے) سجدہ کرتے ہوئے گر پڑنا تو سجدہ آدم کے پیکر کو نہیں بلکہ اپنی روح کو کروایا تھا۔ جیسے ہم قرآن کی جلد اور اس کے غلاف کی تعظیم اس لیے کرتے ہیں کہ یہ دونوں قرآن سے جڑے ہوئے ہیں اور ان کی نسبت قرآن کے ساتھ ہے۔ حقیقتاً ہم قرآن کی ہی تعظیم کر رہے ہوتے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ فرشتوں کا سجدہ کرنا آدم (علیہ السلام) کی معراج تھی۔ اگر آدم (علیہ السلام) کی معراج کو ماننا اور تسلیم کرنا اتنا اہم نہ ہوتا تو اللہ فرشتوں کو کبھی سجدے کا حکم نہ دیتا۔ اگر اس کو تسلیم کرنا اتنا اہم نہ ہوتا تو ابلیس کبھی مردود نہ ہوتا۔

اگلی بات یہ کہ معراج اللہ کی طرف سے انعام اور تحفہ ہوتا ہے۔ اس تحفہ کو قبول اور تسلیم کرنا مقبول عمل ہے اور یہ فرشتوں کی سنت ہے۔ جبکہ اس تحفے اور انعام کو تسلیم نہ کرنا مردود عمل ہے اور یہ شیطان کی سنت ہے۔ ☆**فسجد الملئکۃ کلھم اجمعون الا ابلیس ط استکبر و کان من الکافرین**o

☆**البقرہ آیت نمبر 31,32,33: (علی الملکۃ فقال انبئونی باسمآء ھٰؤلآء ان کنتم صدقین)**

ترجمہ: اور اللہ نے آدم (علیہ السلام) کو تمام نام سکھا دیے۔ پھر انہیں فرشتوں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے سامنے پیش کیا، اور فرمایا مجھے ان اشیاء کے نام بتا دو اگر تم (اپنے خیال میں) سچے ہو۔

(قالو ا سبحنک لا علم لنآ الا ما علمتنا ط انک انت العلیم الحکیم)

ترجمہ: فرشتوں نے عرض کیا: تیری ذات (ہر نقص سے) پاک ہے ہمیں کچھ علم نہیں مگر اسی قدر جو تو نے ہمیں سکھایا ہے۔ بے شک تو ہی (سب کچھ) جاننے والا حکمت والا ہے۔

"یہ آدم (علیہ السلام) کی علمی معراج تھی۔ یہاں ایک بات بڑی اہم ہے کہ اپنی مخلوق کے ساتھ کلام کرنے کیلئے اللہ کا ایک طریقہ یہ ہے کہ کسی فرشتے کو واسطہ بنا کر کلام کرے یا پیغام بھیجے یا دل میں وہ خیال ڈال دے اس کی مرضی۔ لیکن یہاں ایسا نہیں کیا۔

(قال یٰادم انبئھم باسمآ ئھم ج فلمآ انباھم باسمآ ئھم ل

ترجمہ: اللہ نے فرمایا: اے آدم (علیہ السلام) (اب تم) انہیں ان اشیاء کے ناموں سے آگاہ کرو۔

ا قال الم اقل لکم انی اعلم غیب السمٰوٰت والارض لا واعلم ما تبدون وما کنتم تکتمون)

پس جب آدم (علیہ السلام) نے انہیں ان اشیاء کے ناموں سے آگاہ کیا تو (اللہ نے) فرمایا: کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کی (سب) مخفی حقیقتوں کو جانتا ہوں اور وہ بھی جانتا ہوں۔

جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو۔ یہاں آدم (علیہ السلام) کو بغیر کسی واسطے کے تمام نام سکھا دیے۔ کیسے؟ وہ اس طرح کہ اگر فرشتے کے ذریعے آدم (علیہ السلام) کو نام بتائے ہوتے تو جب فرشتوں سے نام پوچھے تھے تو فرشتے یوں نہ کہتے کہ ہمیں کچھ علم نہیں۔ فرشتوں کا جواب بتا رہا ہے کہ اللہ نے یہ نام آدم (علیہ السلام) کو بغیر کسی واسطے کے (ڈائریکٹ) سکھائے تھے اور جب چاہے اپنی مخلوق کے حسب حال براہ راست وحی فرماتا ہے۔ یہی وحی خفی ہوتی ہے۔ اسی کو حدیث کہتے ہیں اور معراج کی ایک شکل یہ بھی ہوتی ہے۔ اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ حضور ﷺ کو معراج سے پہلے ہزاروں مرتبہ وحی خفی کے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذریعے معراج ہو چکے تھے۔

☆حضرت ادریس (علیہ السلام) کی معراج:۔سورۃ مریم آیت نمبر56,57:

(واذ کر فی الکتاب ادریس انه کان صدیقاً نبیاًo ورفعنه مکاناً علیناً)

ترجمہ:اور کتاب میں ادریس (علیہ السلام) کا ذکر کیجئے۔بے شک وہ بڑے صاحب صدق نبی تھے اور ہم نے انہیں بلند مقام پر اٹھا لیا تھا۔بلند مقام عطا کرنا یا بلند مقام پر اٹھالینا معراج کے ہی معنی میں لیا جاتا ہے۔

اس معراج کی تصدیق ایک حدیث پاک کرتی ہے۔

"حضرت ام سلمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بیان کرتی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: بے شک حضرت ادریس (علیہ السلام) ملک الموت کے دوست تھے۔پس انہوں نے عزرائیل سے کہا کہ وہ انہیں جنت اور دوزخ کی سیر کرائیں سو ملک الموت ادریس (علیہ السلام) کو لے کر بلند ہوئے۔اور انہیں دوزخ دکھائی وہ اس سے خوفزدہ ہو گئے اور قریب تھا کہ وہ بے ہوش ہو جاتے، کہ ملک الموت نے انہیں اپنے پروں کی لپیٹ میں لے لیا۔ملک الموت نے کہا: کیا آپ نے اسے دیکھا نہیں ہے؟ انہوں نے فرمایا: کیوں نہیں میں نے آج کے دن جیسا دن کبھی نہیں دیکھا۔پھر وہ انہیں لے کر چلا یہاں تک کہ اس نے ادریس (علیہ السلام) کو جنت دکھائی وہ اس میں داخل ہو گئے پھر ملک الموت نے کہا: اب چلیں: آپ نے اسے دیکھ لیا ہے۔انہوں نے فرمایا: کہاں جانا ہے؟ ملک الموت نے کہا جہاں آپ (دنیا میں) تھے۔ادریس (علیہ السلام) نے کہا: نہیں، خدا کی قسم میں اس میں داخل ہونے کے بعد اس سے کبھی نہیں نکلوں گا۔تو ملک الموت سے (اللہ کی طرف سے) کہا گیا: کیا تو نے انہیں اس جنت میں داخل نہیں کیا؟ اور یہ ایسی چیز ہے جو اس میں ایک بار داخل ہو جاتا ہے پھر وہ وہاں سے نہیں نکلتا"۔(طاہر القادری، عرفان السنہ 137۔طبرانی۔ دیلمی اور ہیثمی)

(۳) ابراہیم (علیہ السلام) کی معراج:۔سورۃ انبیاء آیت نمبر68,69:

(قالوا حرقوه وانصروا الهتکم ان کنتم فعلینo)

ترجمہ: وہ بولے: اس ابراہیم (علیہ السلام) کو جلا دو۔۔۔۔۔۔ہم نے فرمایا: اے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آگ!

قلنا ینا ر کونی بردًا وسلماً علیٰ ابراھیم)

تو ابراہیم (علیہ السلام) پر ٹھنڈی اور سراپا سلامتی ہو جا۔

سورۃ الصٰفٰت آیت نمبر 97: (قالوا ابنوا له بنیاناً فالقوه فی الجحیم)

ترجمہ: وہ کہنے لگے: اس ابراہیم (علیہ السلام) کیلئے ایک عمارت بناؤ۔ پھر اس ابراہیم (علیہ السلام) کو سخت بھڑکتی آگ میں ڈال دو۔۔۔۔۔۔پھر ہم نے ان ہی کو نیچا دکھا دیا سورۃ انعام آیت نمبر 83: (نرفع درجتٍ من نشآء ط ترجمہ: ہم جس کے چاہتے ہیں درجات بلند کر دیتے ہیں۔ آگ جلانے کا باقاعدہ اہتمام کیا گیا۔

(ان ربک حکیم علیم) پھر ابراہیم (علیہ السلام) کو اس میں پھینکنے کا کوئی طریقہ اختیار کیا گیا۔ ابراہیم (علیہ السلام) آگ میں پہنچے۔ اللہ نے آگ کو سلامتی والی بنا دیا اللہ تعالیٰ کا نام لے کر فرمانا کہ تو ابراہیم (علیہ السلام) پر سراپا سلامتی ہو جا۔ یہی ابراہیم (علیہ السلام) کی معراج ہے۔ کیوں؟ اس لیے کہ آگ کا کام ہے جلانا۔ اس کو اللہ نے پیدا بھی جلانے کیلئے کیا ہے۔ تو آگ کو ابراہیم (علیہ السلام) کی خاطر اس کے کام سے روک دینا یہ ابراہیم (علیہ السلام) کی معراج ہے۔ پھر یہ کام اللہ نے فرشتوں سے نہیں کروایا۔ آندھی سے برف باری سے یا بارش سے نہیں کروایا۔ خود آگ کو فرمایا کہ ٹھنڈی ہو جا سلامتی والی۔

تو اللہ کا کسی کی خاطر براہ راست کوئی معاملہ کرنا بھی معراج ہوتی ہے۔ آیت نمبر 97: بتا رہی ہے۔ کہ پہلے انہوں نے (نمرود اور ساتھیوں نے) ایک عمارت بنائی۔ اس میں آگ جلانے اور بھڑکانے کا بندوبست کیا۔ پھر آگ جلا کر بھڑکائی گئی۔ آخر میں ابراہیم (علیہ السلام) کو اس میں ڈالا گیا۔ اللہ فرماتا ہے کہ میں نے نمرود کے ساتھیوں کو ہی نیچا دکھا دیا تو صاف ظاہر ہے ابراہیم (علیہ السلام) کو عروج دکھا دیا۔ یعنی نمرود اور ساتھیوں کو ذلت و رسوائی دی جبکہ ابراہیم (علیہ السلام) کو فضیلت، بخشی اور معراج کرائی۔

اب دوسری بات کہ اتنے بڑے پیمانے پر اور باقاعدہ بہت بڑے اہتمام کے ساتھ آگ کا جلانا اور پھر بھڑکتی ہوئی آگ میں ابراہیم (علیہ السلام) کو ڈالنا کہ بچنے کا کوئی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظاہری امکان نہ رہے۔اس وقت اللہ کا فرمانا کہ اے آگ تو ابراہیم (علیہ السلام) پر ٹھنڈی ہو جا یعنی آگ کو صرف ابراہیم (علیہ السلام) کیلئے ٹھنڈا کیا گیا۔باقیوں کیلئے نہیں لکڑیاں جلنے میں دن لگے ہوں گے پھر کوئلے بجھنے میں دن لگے ہوں پھر راکھ ٹھنڈی ہوئی ہوگی۔اتنی بڑی آگ کو ٹھنڈا ہونے میں کچھ دن تو لگے ہونگے۔ادھر آگ جلتی رہی ادھر معراج ہوتی رہی۔اکیلے ابراہیم (علیہ السلام) پر آگ کو ٹھنڈا کرنے کا مطلب یہ تھا کہ کوئی آدمی ابراہیم (علیہ السلام) تک نہ پہنچ سکے۔کیونکہ معراج میں اللہ کو مداخلت پسند نہیں۔معراج میں اللہ ہوتا ہے صرف اس کا بندہ ہوتا ہے کوئی تیسرا نہیں ہوتا۔یہی ابراہیم (علیہ السلام) کی معراج تھی۔اور اسی سے اللہ کا قادر ہونا بھی (بغیر اسباب) ثابت ہوتا ہے۔

آگ سے حفاظت:۔ ہماری روز مرہ زندگی میں کئی مثالیں ہیں جہاں آگ اثر نہیں کرتی۔

☆ سگریٹ کی ڈبیہ میں ایک چمکیلا کاغذ ہوتا ہے۔اس کاغذ کو آگ نہیں جلاتی۔

☆ عام کاغذ کا ٹکڑا لے کر اس کو برتن کی شکل دے لیں۔پھر اس میں پانی ڈال کر نیچے موم بتی جلا کر رکھیں۔پانی ابلنے لگے گا۔لیکن کاغذ نہیں جلے گا۔

☆ فائر پروف لباس پہن لیں تو آگ اثر نہیں کرتی۔

☆ ویلڈنگ کے ٹیبل پر لگی ہوئی فائر پروف اینٹوں پر ویلڈنگ کی طاقتور آگ بھی اثر نہیں کرتی۔

☆ جو لوگ انگاروں پر چلنے کا مظاہرہ کرتے ہیں۔انہوں نے پاؤں پر کوئی کیمیکل لگایا ہوتا ہے۔جس پر آگ اثر نہیں کرتی۔

☆ آگ بجھانے کیلئے فائر ایکسٹینگو اشر (Fire Extinguisher) استعمال کیا جاتا ہے۔یہ سرخ رنگ کا ایک چھوٹا سا سلنڈر ہوتا ہے۔جس میں آگ بجھانے والی گیس ہوتی ہے۔جب اس سلنڈر کو کھولا جاتا ہے تو وہ گیس پریشر کے ساتھ باہر نکل کر آگ کے گرد ایک حلقہ بنا لیتی ہے اور آکسیجن گیس کو آگ تک نہیں پہنچنے دیتی جس سے آگ بجھ جاتی ہے۔

☆ ضلع لاڑکانہ کی تحصیل وارہ کا ایک نواحی گاؤں ظفر آباد ہے۔یہاں دو دوست رہتے ہیں۔ایک کا نام محمد پناہ دوسرے کا نام ہارون ہے۔دونوں مزدوری کرتے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہیں۔ دونوں غربت میں کلاس فیلو ہیں۔دونوں کی جبینیں سجدوں سے مالا مال ہیں ۔دونوں نے داڑھی رکھی ہوئی ہے۔ دونوں کی عمریں 22یا24 سال کے لگ بھگ ہیں دونوں ٹریکٹر ٹرالی پر مٹی بھرنے جارہے تھے۔ راستے میں دونوں کی عشق رسول ﷺ پر بحث ہوگئی۔محمد پناہ کا کہنا تھا کہ حضور ﷺ حیات ظاہری سے زندہ ہیں۔ امت کے اعمال دیکھ رہے ہیں۔ جب کوئی غلام پکارتا ہے تو اپنے کانوں سے فریاد سنتے ہیں۔ ہارون کا کہنا تھا کہ حضور ﷺ دنیا سے جا چکے ہیں۔ اور کوئی فریاد نہیں سنتے۔دونوں نے خدائی فیصلہ لینے کا فیصلہ کرلیا۔دونوں نے اتفاق کیا کہ آگ جلائی جائے اور اس میں کودا جائے۔ جس کا عقیدہ صحیح ہوگا۔آگ سے سلامت نکل آئے گا۔ پہلے محمد پناہ آگ میں کودا۔

تھوڑی دیر بعد باہر آ کر ہارون کا ہاتھ پکڑا اور پھر آگ میں کودگیا۔ جب تک دونوں نے ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے رکھا۔دونوں سلامت رہے۔اور جب ہاتھ چھوڑا تو ہارون جھلس گیا اور ہسپتال جا پہنچا۔جبکہ محمد پناہ صحیح سالم رہا اور درود پاک کا ورد کرتا ہوا آگ سے باہر آ گیا (مشتاق احمد نورانی ،مجلّہ منہاج القرآن جولائی 1998 صفحہ 49)

☆ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی معراج:۔ سورۃ مریم آیت نمبر 51,52:

(کان مخلصاً و کان رسولاً نبیاًo ونادینہ من جانب الطور الایمن و قربنہ نجیاً)

ترجمہ: اور کتاب میں موسیٰ (علیہ السلام) کا ذکر کیجئے۔ بے شک وہ برگزیدہ ہو چکے تھے اور صاحب رسالت نبی تھے۔اور ہم نے انہیں طور کی داہنی جانب سے ندا دی اور راز و نیاز کی باتیں کرنے کیلئے ہم نے انہیں قربت (خاص) سے نوازا۔

☆ الاعراف آیت نمبر 144:(قال یٰموسیٰ انی اصطفیتک علی الناس برسٰلٰتی وبکلامی فخذ مآ اتیتک و کن من الشکرین)

ترجمہ: ارشاد ہوا: اے موسیٰ (علیہ السلام) ہم نے تجھے لوگوں پر اپنے پیغامات اور اپنے کلام کے ذریعے برگزیدہ و منتخب فرمالیا۔سو میں نے تجھے جو کچھ عطا کیا ہے اسے تھام لو۔

☆ طٰہٰ آیت نمبر 10,11,12,13,14,17,18,19,20,22,23:

(اذرانارًا فقال لا ھلہ امکثوا انی انست نارًا لعلی اتیکم منھا بقبسٍ او اجد علی النار ھدًیo فلمآ اتھا نودی یموسیٰo انی انا ربک فاخلع نعلیک انک بالواد المقدس طوًیo وانا اخترتک فاستمع لما یوحیo انني انا اللہ لا الہ الا انا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فاعبدنی واقم الصلوٰۃ لذکری o وما تلک بیمینک یموسیٰ o قال ھی عصای ج اتوکوا علیھا و اھش بھا علی غنمی ولی فیھا مارب اخری o قال القھا یموسیٰ o فالقھا فاذا ھی حیۃ تسعی o واضمم یک الیجناحک تخرج بیضآء من غیر سوءٍ ایۃً اخری o لنریک من ایٰتنا الکبریٰ)

ترجمہ: جب موسیٰ (علیہ السلام) نے ایک آگ دیکھی۔۔۔۔۔۔ پھر جب وہ اس کے پاس پہنچے تو ندا کی گئی: اے موسیٰ (علیہ السلام)! بے شک میں ہی تمہارا رب ہوں۔ سو تم اپنے جوتے اتار دو۔ بے شک تم طوٰی کی مقدس وادی میں ہو اور میں نے تجھے چن لیا ہے۔ پس تم پوری توجہ سے سنو جو تجھے وحی کی جارہی ہے۔ بے شک میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں سو تم میری عبادت کیا کرو۔ اور میری یاد کی خاطر نماز قائم کیا کرو اور یہ تمہارے داہنے ہاتھ میں کیا ہے اے موسیٰ (علیہ السلام)! انہوں نے کہا یہ میری لاٹھی ہے۔ ارشاد ہوا اے موسیٰ (علیہ السلام)! اسے (زمین پر) ڈال دو۔ پس انہوں نے اسے زمین پر ڈال دیا تو وہ اچانک سانپ ہو گیا اور دوڑنے لگا۔۔۔۔۔۔ اور اپنا ہاتھ اپنی بغل میں دبا لو۔ وہ بغیر کسی بیماری کے سفید چمکدار ہو کر نکلے گا (یہ) دوسری نشانی ہے۔

☆ برگزیدہ بنانا۔ طور کی داہنی جانب سے ندا دینا۔ رازو نیاز کی باتیں کرنا اور قربت خاص سے نوازنا۔ یہ سب موسیٰ (علیہ السلام) کی معراج کی باتیں ہیں۔ مزید یہ کہ رازو نیاز کی باتیں ہمیشہ براہ راست ہوتی ہیں یا براہ راست کلام کے ذریعے ہوتی ہیں کوئی تیسرا نہیں ہوتا۔

☆ آگ کیا ہے؟ اللہ کے انوار و تجلیات پھر انوار میں آواز آئی کہ اے موسیٰ (علیہ السلام)! میں ہی تمہارا رب ہوں۔ اللہ نے موسیٰ (علیہ السلام) سے کلام کیا کہ میں تمہارا رب ہوں۔ براہ راست کلام کی طرف اشارہ کرتا ہے

☆ پھر اللہ کا فرمانا کہ جوتے اتار دو یہ طوٰی کی مقدس وادی ہے۔ پتہ چلا کہ جو مقامات مقدسہ ہوتے ہیں وہاں جوتے اتار کر داخل ہونا۔ اللہ کا حکم ہے مثلاً مساجد، اکابرین کے مزارات، اکابرین کے حجرات، انبیاء اور اکابرین کی یادگاریں اور چلہ گاہیں۔ غار احراء، غار ثور اور جملہ زیارتیں وغیرہ۔ ان میں درگاہ حضرت بل جو مقبوضہ کشمیر میں ہے بھی شامل ہے۔ وہاں نبی کریم ﷺ کا موئے مبارک (بال مبارک) رکھا ہوا ہے۔ وہ مقامات جہاں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

انبیاء اور اکابرین کے تبرکات رکھے ہوں۔

☆ یہ فرمانا کہ۔۔۔۔۔کہ تم میری یاد کی خاطر نماز قائم کیا کرو۔ بتایا جا رہا ہے کہ نماز اللہ کی یاد کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔دوسری بات یہ کہ نماز کا تحفہ ہر نبی کو معراج میں ملتا ہے اور نماز ہر نبی کی سنت ہے۔

☆ لاٹھی کا زندہ سانپ بن جانا اور ید بیضا (چمکتا ہوا ہاتھ کا بننا) تو پتہ چلا معراج پر اللہ کی طرف سے معجزات کی شکل میں بھی تحائف اور نشانیاں ملتی ہیں۔دوسری بات جو معلوم ہوئی وہ یہ کہ کئی معجزات صرف وقتی ہوتے ہیں دکھائے اور ختم ہوگئے۔کئی معجزات نبی کے ساتھ تمام عمر رہتے ہیں۔جب امت مطالبہ کرے اسے دکھا دیے جاتے ہیں۔کئی معجزات امت میں باقی رہتے ہیں جیسے پہلے کتابیں لکھی ہوئی تختیوں پر ملتی تھیں۔قرآن نبی پاک ﷺ کو زبانی پڑھایا گیا اور حفظ کرایا گیا۔امت آج تک حفظ کر کے زبانی پڑھ رہی ہے اور پڑھتی اور حفظ کرتی رہے گی۔

☆ تعدد حفاظ بھی قرآن کا زندہ معجزہ ہے جو ہر زمانے میں قائم رہے گا۔یعنی قرآن کے حفاظ کی تعداد ہر زمانے میں کسی دوسری کتاب کے مقابلے میں زیادہ رہے گی۔

☆ تعدد قراء بھی معجزہ ہے اور امت میں قائم رہے گا۔یعنی اس قرآن کے پڑھنے والوں کی تعداد ہر زمانے میں زیادہ رہے گی۔کوئی کتاب اتنی نہیں پڑھی جاتی جتنا قرآن پڑھا جاتا ہے۔

☆ کوئی کتاب اتنی تعداد میں نہیں چھاپی جاتی جتنی تعداد میں قرآن چھاپا جاتا ہے۔یہ تمام قرآن کے زندہ معجزات ہیں جن کو ہر زمانے میں لوگ خود پرکھ سکتے ہیں۔

☆ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی دوسری معراج:۔سورۃ الاعراف آیت نمبر 142,143:

(ووٰعدنا موسیٰ ثلثین لیلۃً واتممنھا بعشرٍ فتم میقات ربہ اربعین لیلۃ o ولما جآء موسیٰ لمیقاتنا وکلمہ ربہ قال رب ارنی انظر الیک ط قال لن ترنی ولکن انظر الی الجبل فان استقر مکانہ فسوف ترنی ج فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکاًو)

ترجمہ: اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) سے تیس راتوں کا وعدہ فرمایا اور ہم نے دس ملا کر اسے پورا کیا سو اس کے رب کی میعاد چالیس راتوں میں پوری ہوگئی اور جب موسیٰ (علیہ السلام)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارے وقت پر حاضر ہوا اور اس کے ربّ نے اس سے کلام فرمایا تو عرض کرنے لگا: اے ربّ! مجھے (اپنا جلوہ) دکھا کہ میں تیرا دیدار کر سکوں۔ارشاد ہوا!: تم مجھے ہرگز نہ دیکھ سکو گے۔مگر پہاڑ کی طرف نگاہ کرو۔۔۔۔۔۔۔پھر جب اس کے ربّ نے پہاڑ پر جلوہ فرمایا تو اسے ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ (علیہ السلام) بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

☆ معراج میں مقام قرب کا انتخاب فرمایا جو موسیٰ (علیہ السلام) کیلئے (کوہ طور ہے) پھر وہاں انہیں بلایا گیا۔

☆ معراج میں پہنچنے کا اور وہاں ٹھہرنے کا وقت اور میعاد مقرر ہوتی ہے۔اور یہ اللہ کی مشیت ہوتی ہے ہر کسی کے اپنے حسب حال اور موسیٰ (علیہ السلام) کیلئے یہ میعاد چالیس راتوں کی ہے۔ہمارے صوفیاء کے ہاں چلہ کشی کا تصور یہاں سے لیا گیا ہے۔لگتا ہے ہمارے ہاں اپنے مرنے والے کیلئے چالیسویں کی نسبت بھی اسی چلہ سے جوڑی گئی ہے

ذرا مزید غور کریں تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ پہلی ہی بار چالیس راتیں کہہ سکتا تھا۔لیکن اس نے تیس راتوں میں دس راتیں علیحدہ جمع کر کے پھر چالیس کہا ہے۔اس کی اپنی جو بھی مرضی ہو وہ جانے: اکثر لوگ قرآن کے اس جملے کی نسبت استعمال کر کے مرنے والے کا دسواں بھی کرتے ہیں اور چالیسواں بھی کرتے ہیں۔اگلا سوال ہے کہ اس میں مرنے والا کہاں سے آ گیا؟ بھئی موسیٰ (علیہ السلام) کی اللہ کے حضور پیشی تھی اور مرنے والے کی بھی اللہ کے حضور پیشی ہوتی ہے۔

☆ آخر اس دس اور چالیس کے عدد میں کوئی تو بات ہوگی کہ اللہ نے اسے استعمال کیا۔پھر دس محرم (عاشورہ) کا روزہ انبیاء اور صالحین کی سنت مسلسل ہے۔رمضان کی آخری دس راتیں مسنون اعتکاف کیلئے مخصوص ہیں۔دس ذوالحج یوم عید اور یوم نحر (قربانی) کیلئے مخصوص ہے۔دس تاریخ کو ہی حضرت اسماعیل (علیہ السلام) کے گلے پر چھری چلائی گئی اور دس تاریخ کو ہی حضرت امام حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا گلا کٹوا کر انہیں شہادت کے بلند مرتبے پر فائز کر دیا گیا۔اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کا اجر دس گنا بیان کیا گیا ہے۔فصل کی زکوٰۃ فصل کا دسواں حصہ رکھی گئی ہے۔جسے عشر کہتے ہیں۔عشرہ مبشرہ وہ دس صحابی ہیں جنہیں ان کی زندگی میں ہی نبی پاک ﷺ کی طرف سے جنت کی بشارت مل چکی تھی۔اسی طرح مال کی زکوٰۃ چالیسواں حصہ مقرر ہے۔محدثین میں چالیس احادیث کی بڑی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اہمیت ہے۔تقریباً ہر محدث نے چالیس احادیث کو علیحدہ مرتب کرنے کا اہتمام کیا ہے۔مسجد نبوی ﷺ میں ہر حاجی کم ازکم چالیس نمازیں پڑھنے کی کوشش ضرور کرتا ہے۔نبی پاک ﷺ نے چالیس سال کی عمر میں اعلان نبوت فرمایا۔

پتہ چلا اللہ، رسول ﷺ اور صالحین کو یہ دس اور چالیس کے عدد بڑے پسندیدہ رہے ہیں۔(آف دی ریکارڈ۔۔۔ہمارے معاشرے کی عورتیں بچے کی پیدائش کے چالیس دن بعد صفائی ستھرائی اور دھلائی کا خاص اہتمام کرتی ہیں۔اس کو چلہ (چھلا) نہانا کہتے ہیں۔سند کا پتہ نہیں چل سکا البتہ رواج ضرور ہے)۔

☆ اللہ کا براہ راست کلام فرمانا بھی ثابت ہو گیا۔لیکن براہ راست دیکھنے کی نفی ہے۔صرف موسیٰ (علیہ السلام) کیلئے کہ اے موسیٰ (علیہ السلام)! تو نہیں دیکھ سکتا۔

☆بڑی اہم بات جب پہاڑ پر جلوہ فرمایا تو پہاڑ کو ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ (علیہ السلام) صرف بے ہوش ہو کر گر پڑے۔حالانکہ موسیٰ (علیہ السلام) بھی اسی پہاڑ پر تھے۔

پتہ چلا وحی الٰہی اور کلام الٰہی کی بارش نے انبیاء کو ایسا بنا دیا ہوتا ہے کہ وہ اللہ کے جلووں کو سمیٹ کر مدہوش تو ہو جاتے ہیں پہاڑوں کی طرح نہ ریزہ ریزہ ہوتے ہیں اور نہ ہی فرشتوں کی طرح جل جاتے ہیں۔

☆یہ بھی پتہ چلا کہ معراج میں راز و نیاز کی باتیں ہوتی ہیں اور وہ ہر کسی کو نہیں بتائی جاتیں۔ خاص خاص کو بتائی جاتی ہے۔اللہ سے ملاقات اور کلام کے بعد موسیٰ (علیہ السلام) کی جو حالت ہوئی وہ ایک حدیث بیان کرتی ہے۔"حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) سے ہم کلام ہوا (یعنی لن ترانی کا جلوہ کیا) تو آپ موسیٰ (علیہ السلام) تاریک رات میں دس فرسخ (تیس میل) کی مسافت سے واضح طور پر چیونٹی کے رینگنے کو دیکھ لیتے تھے"۔(طبرانی، دیلمی، ابن کثیر، ہیثمی اور طاہر القادری کی کتاب عرفان السنہ صفحہ نمبر 171)

دوسری حدیث: حضرت ابو حویرث عبدالرحمٰن بن معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) بیان کرتے ہیں۔کہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کے بعد چالیس روز تک ایک جگہ ٹھہرے رہے جو بھی آپ کو دیکھتا وہ اللہ رب العالمین کے نور کی تاب نہ لا کر فوت ہو جاتا "(حاکم، عبداللہ بن احمد، ابن معین، ذہبی اور طاہر القادری صفحہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر 171 عرفان السنہ)

☆ حضرت یوسف (علیہ السلام) کی معراج:۔ سورۃ یوسف آیت نمبر 15:
پھر جب وہ اسے یوسف (علیہ السلام) کو لے گئے اور سب اس پر متفق ہو گئے کہ اسے یوسف (علیہ السلام) کو تاریک کنویں کی گہرائی میں ڈال دیں۔ تب ہم نے اس یوسف (علیہ السلام) کی طرف وحی بھیجی (پریشان نہ ہونا) کہ تم! انہیں ان کا یہ کام جتلاؤ گے اور انہیں (تمہارے بلند مرتبے کا) شعور نہیں ہوگا۔ سورۃ یوسف آیت نمبر 23,24: اور اس عورت (زلیخا) نے جس کے گھر میں وہ رہتے تھے۔ اس یوسف (علیہ السلام) سے اس کی ذات کی شدید خواہش کی اور اس (زلیخا) نے دروازے بند کر دیے اور کہنے لگی جلدی آ جاؤ۔ یوسف (علیہ السلام) نے کہا: اللہ کی پناہ! بے شک وہ (تمہارا شوہر) میرا مربی ہے۔ اس نے مجھے بڑی عزت سے رکھا ہے۔ بے شک ظالم لوگ فلاح نہیں پائیں گے۔ (یعنی یوسف (علیہ السلام) نے انکار کر دیا) اور بے شک اس (زلیخا) نے اس یوسف (علیہ السلام) کا ارادہ کر لیا تھا۔ وہ بھی اسی کا قصد کر لیتے (یعنی سختی اور طاقت سے زلیخا کو اپنے سے دور کرنے کا ارادہ کر لیتے) اگر اس یوسف (علیہ السلام) نے اپنے رب کی روشن دلیل کو نہ دیکھا ہوتا۔ اس طرح (سے) کہ ہم اس سے تکلیف اور بے حیائی کو دور رکھیں۔ آیت نمبر 15: میں صورت حال یہ تھی کہ بھائیوں کی شکل میں جان کے دشمن سامنے تھے۔ تعداد میں بھی زیادہ تھے۔ ارد گرد خوفناک جنگل، نزدیک مدد کرنے والا بھی کوئی نہیں کہیں سے فوری مدد کا بھی امکان نہیں۔ کنواں بھی گہرا اور تاریک جس میں ڈوبنے کا بھی امکان موجود اور کسی زہریلے جانور کے منہ میں جانے کا خوف۔ یعنی سارے کا سارا ماحول ہی دہشتناک اور خوفناک تھا۔ اللہ نے یوسف (علیہ السلام) کو اس ڈراؤنے ماحول سے نکالنے کیلئے پہلی معراج کرائی اور راز کی بات بتا دی کہ فکر نہ کرو ایک وقت آئے گا کہ یہی بھائی تمہارے رتبے سے بے خبر تمہارے پاس آئیں گے اور تم ان کو یہ واقعہ یاد کراؤ گے معراج کی دوسری صورت یہ بنی کہ زلیخا کے گھر میں یوسف (علیہ السلام) رہ رہے تھے۔ یوسف (علیہ السلام) زلیخا کے احسان مند بھی تھے۔ زلیخا نے دروازے بھی بند کر لیے تھے۔ دعوت گناہ بھی فراخدلانہ تھی۔ جوانی کے جذبے بھی جوبن پر تھے۔ عشق بھی اپنی پاک حدود پھلانگ کر گندگی کی حدوں میں داخل ہونے کیلئے تیار کھڑا تھا۔ ماحول اور وقت بھی اس گناہ کیلئے نہایت ساز

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گار تھے۔شیطان نے یہ تمام کڑیاں اکیلے یوسف (علیہ السلام) کیلئے تیار کی تھیں۔ اس سے بچنے کی دو صورتیں تھیں۔ایک یہ کہ زور اور طاقت سے یوسف(علیہ السلام)زلیخا کو اپنے سے دور رکھتے۔ دوسری یہ کہ کسی طرح پیچھا چھڑا کر وہ کمرے سے باہر نکل آتے۔ ہوسکتا ہے یوسف(علیہ السلام) پہلی پر عمل کر گزرتے کہ یوسف(علیہ السلام) کو اپنے رب کی برہان نظر آ گئی۔بس برہان کو دیکھتے ہی (اور اس برہان نے جو سمجھایا اس کو سمجھتے ہی اور اس کا اشارہ پاتے ہی) یوسف(علیہ السلام) نے باہر کی طرف دوڑ لگادی۔اور اللہ کہتا ہے کہ اس طریقے سے میں نے یوسف(علیہ السلام)کو تکلیف اور بے حیائی سے دور کر دیا۔ یہ برہان کا نظر آنا اور تکلیف و بے حیائی سے دور کرنا یوسف (علیہ السلام) کی دوسری معراج تھی۔

یہاں جو بات قابل توجہ ہے کہ زور اور طاقت سے زلیخا کو دور کرنے سے اللہ کہتا ہے۔تکلیف بھی آنی تھی اور بے حیائی بھی ہونی تھی۔کس طرح؟ وہ ایسے کہ زور اور طاقت سے یوسف (علیہ السلام) زلیخا کو روکتے تو ہاتھا پائی زور آزمائی اور دھکم پیل ضرور ہونی تھی۔ یہ ساری باتیں زلیخا کے جسم کو چھوئے بغیر ناممکن تھیں۔ یہی بے حیائی کا کام تھا اور اس کام میں ممکن ہے کہ یوسف(علیہ السلام) کی قمیض آگے سے پھٹ جاتی۔بعد میں یہی آگے سے پھٹی ہوئی قمیض زلیخا کی بے گناہی اور یوسف(علیہ السلام) کے گنہگار ہونے کا ثبوت بن جاتی اور اس زمانے میں جبکہ غلاموں کے ساتھ پہلے ہی ناروا سلوک ہوتا تھا اگر غلام گنہگار ہو جائے پھر تو جسمانی تکلیف کی انتہا ہو جاتی ہوگی۔ اللہ نے اس تکلیف سے یوسف(علیہ السلام) کو بچا کر معراج عطا کی۔

رہی بات برہان کی۔اس کی اصل وضاحت اللہ جانے یا اللہ کا رسول ﷺ جانے یا یوسف(علیہ السلام) خود جانیں۔جنہوں نے برہان دیکھی۔قرآن نے کہا: یوسف (علیہ السلام) نے برہان ربی دیکھی۔چونکہ دیکھنے کا تعلق جسم سے ہوتا ہے۔لہٰذا یہ برہان ربی مجسم تھی۔ دوسری بات جو قرآن نے کہی ہے اور امت محمد یہ کیلئے ہے: اے لوگو! بے شک تمہارے پاس تمہارے رب کی جانب سے برہان (محمد ﷺ کی ذات) آ گئی ہے۔۔۔اور نور مبین (قرآن) نسآء174:(یآ یھا الناس قد جآءکم برھان من ربکم وانزلنا الیکم نورًا مبین)۔اگر مجسم برہان ربی کا معنیٰ النسآء آیت نمبر174:والا لیا جائے تو مطلب یہ نکلے گا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ آقا (علیہ السلام) نے پیدائش سے پہلے حضرت یوسف (علیہ السلام) کو اپنی زیارت بھی کروائی اور رہنمائی بھی فرمائی جو یوسف (علیہ السلام) کیلئے معراج بنی اور اگر یہ معنیٰ لیا جائے کہ ہر نبی اللہ کی برہان ہوتا ہے تو یوسف (علیہ السلام) کے والد حضرت یعقوب (علیہ السلام) خود اللہ کے نبی تھے لہٰذا حضرت یعقوب (علیہ السلام) نے اپنے بیٹے یوسف (علیہ السلام) کی رہنمائی فرمائی۔

برہان کتابی۔۔۔۔۔۔پڑھائی جاتی ہے۔

برہان لفظی۔۔۔۔۔۔زبان سے بیان کی جاتی ہے۔

برہان بمعنی دلیل

برہان جسمانی۔۔۔۔۔۔دکھائی جاتی ہے۔

برہان یوسف (علیہ السلام) کو دکھائی گئی تھی۔ اس لیے وہ جسمانی برہان تھی۔اور جسمانی برہان میں محمد ﷺ کی ذات اقدس ہے یا پھر یعقوب (علیہ السلام) خود۔ فرشتے کا بھی گمان ہوتا ہے۔ بشرطیکہ وہ انسانی شکل میں آئے

☆ حضرت اسماعیل (علیہ السلام) کی معراج:۔

سورۃ الصّٰفّٰت آیت نمبر 102,103,107,108:

(فلما بلغ معه السعی قال یٰبنی انی اریٰ فی المنام انی اذبحک فانظر ماذا تری ط قال یا بت افعل ما تومر ز ستجدنی ان شآء اللہ من الصبرین o فلما اسلما وله للجبین o وفدینه بذبح عظیم o وترکنا علیه فی الا خرین)

ترجمہ: پھر جب اسماعیل (علیہ السلام) ابراہیم (علیہ السلام) کے ساتھ دوڑ کر چل سکنے (کی عمر) کو پہنچ گیا تو ابراہیم (علیہ السلام) نے فرمایا: اے میرے بیٹے میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ سوغور کرو کہ تمہاری کیا رائے ہے؟ اسماعیل (علیہ السلام) نے کہا: ابا جان وہ کام کر ڈالیے جس کا آپ کو حکم دیا جا رہا ہے۔ اگر اللہ نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔ پھر جب دونوں (رضائے الٰہی میں) جھک گئے اور ابراہیم (علیہ السلام) نے اسے اسماعیل (علیہ السلام) کو پیشانی کے بل لٹا دیا (آگے ذبح کا عمل شروع ہوا ہوگا یا نہیں اللہ نے بیان نہیں فرمایا)

آگے آیت نمبر 107: (وفدینه بذبح عظیم)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ترجمہ: اور ہم نے ایک ذبح عظیم (بہت بڑی قربانی) کے ساتھ اس اسماعیل (علیہ السلام) کا فدیہ کر دیا۔ اور ہم نے پیچھے آنے والوں میں اس کا ذکر خیر برقرار رکھا۔

☆ یہاں ایک نکتہ "ساتھ دوڑ کر چل سکنے کی عمر کو پہنچ گیا" اس کا مطلب یہ ہے کہ ابراہیم (علیہ السلام) اور اسماعیل (علیہ السلام) جب چل رہے تھے تو چھوٹا ہونے کی وجہ سے اسماعیل (علیہ السلام) پیچھے رہ جاتے تھے تو وہ دوڑ کر باپ کے ساتھ مل جاتے تھے۔ یہ عمر چار، پانچ، چھ، سات، آٹھ، نو یا دس سال کی ہو سکتی ہے یا یوں کہیے کہ یہ نابالغ عمر تھی یعنی ابراہیم (علیہ السلام) کا اپنے نابالغ بیٹے کو خواب بیان کرنا اور پھر اس خواب کے بارے میں اسماعیل (علیہ السلام) کی رائے پوچھنا یہ تو آج کل کی مہذب اور پڑھی لکھی دنیا میں بھی نہیں ہوتا۔ پتہ چلا کہ نبی کبھی نابالغ اور بے سمجھ نہیں ہوتا وہ پیدائشی بالغ ہوتا ہے۔

☆ دوسرا نکتہ: حضرت اسماعیل (علیہ السلام) کا جواب: ابا جان وہ کام کر ڈالیے جس کا آپ کو حکم دیا جا رہا ہے۔ انشاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔ ہم اتنی عمر کے بچے سے ایسے جواب کی توقع نہیں کر سکتے۔ ایک بات یہ پتہ چلی کہ نبی ہر عمر میں صاحب الرائے ہوتا ہے۔ اور دوسری بات ابراہیم (علیہ السلام) نے خواب کا ذکر کیا: اسماعیل (علیہ السلام) نے یہ نہیں کہا کہ ابا جان چھوڑیے خواب خیال ہوتا ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔ ہرگز ایسا نہیں کہا بلکہ کیا کہا کہ ابا جان کر ڈالیے جس کا آپ کو حکم دیا جا رہا ہے۔ تو اسماعیل (علیہ السلام) کی زبانی پتہ چلا کہ ہر خواب خیال نہیں ہوتا۔ نبی کا خواب حکم الٰہی یعنی وحی ہوتا ہے۔ اور حکم الٰہی کو ہر حال میں اور ہر عمر میں پورا کرنا ہوتا ہے۔ اسی لیے اپنی رضا مندی کا اظہار بھی کر دیا کہ میں بھی نبی ہوں اور اس حکم کے پورا کرنے میں میں آپ سے صبر کے ساتھ تعاون کروں گا۔

☆ جب بیٹے کو پیشانی کے بل لٹا کر ذبح کرنے کیلئے اور ذبح ہونے کیلئے دونوں تیار ہو گئے تو اللہ نے فرمایا: اور ہم نے بہت بڑی قربانی کے ساتھ اس اسماعیل (علیہ السلام) کا فدیہ کر دیا۔ یہاں دو لفظ استعمال ہوئے ہیں۔ ایک فدیہ اور دوسرا ذبح عظیم۔

☆ فدیہ ہوتا ہے اپنی جان چھڑانے کے بدلے مال قربان کر دینا۔

☆ ذبح عظیم: ذبح عظیم اگر جسمانی لحاظ سے لی جائے تو معنیٰ بنے گا کہ ایک جسیم اور صحت مند جانور کی قربانی کے ساتھ فدیہ کر دیا۔ یہ ظاہری مراد ہے۔ اگر ذبح عظیم مرتبے کے لحاظ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے لی جائے تو معنی بنے گا کہ بہت بڑے مرتبے والی قربانی کے ساتھ فدیہ کر دیا۔ یہ باطنی اور حقیقی مراد ہے۔اگر دونوں مراد یں اکٹھی کر لی جائیں تو بات یہ بنے گی کہ حضرت اسماعیل (علیہ السلام) کے بدلے فوری طور پر بہت بھاری اور صحت مند جانور کی قربانی کر دی گئی۔ اور مرتبے والی قربانی کو ان کی اولاد میں سے حضرت امام حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تک موخر کر دیا گیا اور پھر اس قربانی کا ذکر خیر پیچھے آنے والوں میں برقرار رکھا۔

(الصّٰفّٰت 108:(وترکنا علیه فی الا خرین)

ترجمہ: یعنی جانور کی قربانی کی شکل میں حضرت اسماعیل (علیہ السلام) کی قربانی کی یاد ہر سال منائی جاتی ہے۔ اور تحریروں تقریروں جلسے جلوسوں کی شکل میں حضرت امام حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی قربانی کی یاد بھی ہر سال منائی جاتی ہے۔اور آج بھی راہ حق کے مسافر اپنی جان کی قربانی دے کر حضرت امام حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی قربانی کا ذکر خیر برقرار رکھے ہوئے ہیں اور قیامت تک یہ ذکر خیر برقرار رکھیں گے۔

☆ ظاہری مراد کی قربانی دو دفعہ ہوئی تو حقیقی مراد کی قربانی بھی دو دفعہ ہوئی۔یعنی حضرت اسماعیل (علیہ السلام) کی جان کی جگہ جانور کی قربانی اور حضرت عبداللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) (آپ ﷺ کے والد گرامی) کی جان کی جگہ جانور کی قربانی۔اور امام حسن (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور امام حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی اپنی اپنی جان کی قربانی۔کل ملا کر چار دفعہ قربانی صرف حضور ﷺ کی خاطر ہوئی۔ کیونکہ حضرت اسماعیل (علیہ السلام) اور حضرت عبداللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی نسل سے حضور ﷺ کی تشریف آوری مقصود تھی۔لہٰذا دونوں کو بچا کر ان کا فدیہ کر دیا۔ اللہ نے آپ ﷺ کی حفاظت کا ذمہ لے کر کفار کے ہاتھوں قتل ہونے کو ناممکن کر دیا تھا۔ مزید یہ کہ بی بی فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) حضور ﷺ کی جان اور امام حسن و امام حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) بی بی فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی جان۔لہٰذا امام حسن و حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی شہادت کروا کر حضور ﷺ کو شہادت سے بھی نواز دیا گیا۔ کیونکہ اولاد کا ہر نیک عمل والدین سے منسوب ہوتا ہے۔(حدیث بخاری)

☆ بڑی اہم بات یہ کہ چاروں دفعہ آپ ﷺ کی خاطر ہونے والی قربانی آپ ﷺ کی ظاہری حیات میں نہیں ہوئی۔ دو دفعہ آپ ﷺ کے دنیا میں تشریف لانے سے پہلے اور دو دفعہ آپ ﷺ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

☆ اگلی بات : اللہ نے حضور ﷺ پر دو دفعہ احسان فرمایا۔اسماعیل (علیہ السلام) وعبداللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی جان بچا کر۔دونوں احسان آپ ﷺ کی ظاہری حیات سے پہلے فرمائے۔اور امام حسن وحسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی قربانی دلوا کر دونوں احسان اتروائے بھی ظاہری حیات کے بعد۔یعنی ظاہری حیات میں نہ احسان کیا اور نہ ہی احسان اتروایا۔یہی حیات النبی ﷺ کا ثبوت ہے۔

☆ حضرت اسماعیل (علیہ السلام) کی قربانی اور فدیہ کا ذکر قرآن نے کردیا: حضرت عبداللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی قربانی اور فدیہ کا ذکر حدیث اور تاریخ نے کر دیا: حضرت عبدالمطلب (آپ ﷺ کے دادا) نے دعا کی : اے اللہ دس جوان بیٹے عطا فرما ان میں سے ایک تیری راہ میں قربان کروں گا۔(بحوالہ محمد الرسول اللہ صفحہ 20 محمد رضا مصری بیروت) اللہ نے دس بیٹے عطا فرمائے۔قربانی کا قرعہ سب سے چھوٹے بیٹے ، پیارے اور لاڈلے بیٹے حضرت عبداللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے نام نکلا۔ بعد ازاں 100 اونٹوں کو فدیے کے طور پر قربان کیا۔بالکل وہی طریقہ جو اللہ نے حضرت اسماعیل (علیہ السلام) کیلئے اختیار کیا تھا۔(طبقات ابن سعد، دلائل بیہقی) (الطبقات الکبریٰ)

اس طرح حضور ﷺ دو ذبیحوں کے بیٹے ہیں: حضرت امیر معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) راوی ہیں کہ ہم حضور ﷺ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔اتنے میں ایک دیہاتی آیا اور اس نے کہا: اے دو ذبیحوں حضرت اسماعیل (علیہ السلام)، حضرت عبداللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے بیٹے اللہ نے آپ ﷺ کو جو نعمتیں عطا فرمائی ہیں ان میں سے مجھے بھی کچھ عطا فرمایئے۔حضور ﷺ نے یہ سن کر تبسم فرمایا اور برا نہ منایا۔(امام زرقانی شرح مواہب الدنیا)

نوٹ:۔ (یہ سارا واقعہ تفصیلاً سیرت الرسول جلد دوم صفحہ 180 تا 184 موجود ہے۔مصنف طاہر القادری)

☆ اگلا نکتہ یہ ہے کہ فدیہ بدلا ہوتا ہے۔اصل نہیں ہوتا اور ظاہری مراد ہوتا ہے۔حقیقی مراد نہیں ہوتا۔اس طرح اصل حکم تو دونوں دفعہ بیٹے اسماعیل (علیہ السلام) اور بیٹے عبداللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی قربانی کا حکم تھا۔فدیہ تو دیا گیا مگر اصل حکم تو ابھی تک پورا نہیں ہوا تھا۔چونکہ دو دفعہ فدیے کیے تھے لہٰذا دو ہی قربانیاں کروائی گئیں۔ایک اسماعیل (علیہ السلام) کے بدلے حضرت امام حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی اور دوسری حضرت عبداللہ (رضی اللہ تعالیٰ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنہ) کے بدلے حضرت امام حسن (رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی۔ مرتبے کے لحاظ سے اسماعیل (علیہ السلام) نبی کے بدلے میں شہادت جہری کرائی گئی اور غیر نبی حضرت عبداللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے بدلے شہادت سری کرائی گئی۔

(اکثر احادیث صحیحہ میں یہ طے شدہ قربانیاں تھیں) حضرت اسماعیل (علیہ السلام) کی معراج میں کئی دوسرے معارج بھی موجود ہیں۔ ان میں حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کی معراج اپنے درجے میں، حضرت عبداللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی معراج اپنے حسب حال اور حضرت امام حسن و حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی معراج اپنے مرتبے کے مطابق ہو رہی ہے۔ لیکن ایک بات مشترک ہے کہ یہ سب معارج حضورﷺ کے گرد ہی گھوم رہی ہیں۔

☆ حضرت عزیر (علیہ السلام) کی معراج:۔ سورۃ بقرہ آیت نمبر 259:

(او کالذی مر علیٰ قریۃ وھی خاویۃ علیٰ عروشھا ج قال انی یحی ھذہ اللہ بعد موتھا ج فاماتہ اللہ مائۃ عام ثم بعثہ ط قال کم لبثت طقال لبثت یوماً اوبعض یوم طقال بل لبثت مائۃ عام فانظر الیطعامک وشرابک لم یتسنہ ج وانظر الی حمارک ولنجعلک ایۃ للناس وانظر الی العظام کیف ننشزھا ثم نکسوھا لحماً ط فلما تبین لہ لاقال اعلم ان اللہ علی کل شیء قدیر)

عزیر (علیہ السلام) ایک بستی پر سے گزرا جو اپنی چھتوں پر گری پڑی تھی (اسے دیکھ کر حضرت عزیر (علیہ السلام) نے سوچا) کہ اللہ اس کی موت کے بعد اسے کیسے زندہ کرے گا۔ سو اللہ نے اسے سو برس تک مردہ رکھا پھر اسے زندہ کیا: اس وقت اللہ اور حضرت عزیر (علیہ السلام) کا مکالمہ ہوا: اور اللہ سے باہم ہم کلام ہونا ہی انبیاء کی معراج ہوتی تھی۔ لہٰذا عزیر (علیہ السلام) سے جو گفتگو ہوئی وہ قرآن نے یوں بیان کی ہے۔ اللہ:۔ (اے عزیر (علیہ السلام) تو یہاں کتنی دیر ٹھہرا رہا؟ عزیر (علیہ السلام):۔ عرض کیا: میں ایک دن یا ایک دن کا کچھ حصہ ٹھہرا ہوں۔

اللہ:۔ فرمایا: بلکہ تو سو برس پڑا رہا۔ پس تو اپنے کھانے اور پینے (کی چیزوں) کو دیکھ (وہ) متغیر بھی نہیں ہوئیں۔ اور اپنے گدھے کی طرف دیکھ (سلامت بھی نہیں رہا) یہ اس لیے کہ ہم تجھے لوگوں کیلئے نشانی بنا دیں اور ہڈیوں کی طرف دیکھ ہم انہیں کیسے جنبش دیتے ہیں۔ پھر انہیں گوشت پہناتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

عزیر (علیہ السلام):۔ یہ سب کچھ دیکھ کر عرض کیا: میں جان گیا ہوں (اے) اللہ (تو) ہر چیز پر قادر ہے۔

یہاں جو بات قابل توجہ ہے وہ ہے "سو برس تک مردہ رکھنا"۔ مردہ کسے کہتے ہیں؟ جس سے روح نکل جائے۔ روح نکل کر کہاں گئی ہوگی۔ صاف ظاہر ہے کہ عالم ارواح میں گئی ہوگی۔ عالم ارواح کیا ہے؟ قرب الٰہی کا مقام ہے۔ اس پر الست بربکم۔ قالو بلی۔ قرآن کی سند ہے۔ اعراف 172:

(واذا خذربک من بنی ادم من ظھور ھم ذریتھم قالو بلی ج شھدنا ج ان تقولوا یوم القیمۃ قالو بلی ج شھدنا ج ان تقولوا یوم القیمۃ

ترجمہ: اس کا مطلب ہے جسم زمین پر پڑا رہا اور روح قرب الٰہی میں سو برس رہی۔ یہی روح کی معراج واشھد ھم علیٰ انفسھم ج الست بربکم ط ہے۔ اب جسم کی بات کریں جو سو برس مٹی اور موسموں کے حوالے رہا لیکن عمر اور جسم میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ پتہ چلا انبیاء کے اجسام روح نکل جانے کے بعد بھی ہماری طرح مردہ ہو کر گلتے سڑتے اور زمین کی خوراک نہیں بنتے۔ بلکہ تروتازہ رہتے ہیں۔

سند کے طور پر ایک حدیث بیان کرتا ہوں۔

حضرت ابو وردہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص جب بھی مجھ پر درود بھیجتا ہے اس کے فارغ ہونے تک اس کا درود مجھے پیش کر دیا جاتا ہے۔۔ میں نے عرض کیا: اور آپ کے وصال کے بعد (کیا ہوگا)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں موت کے بعد بھی (یہی عمل جاری رہے گا) کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین کیلئے انبیاء کرام کے جسموں کا کھانا حرام کر دیا ہے پس اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اور اسے رزق بھی دیا جاتا ہے (سنن ابن ماجہ حدیث صحیح عرفان السنہ طاہر القادری)۔ روح واپس لوٹا کر اللہ نے جو عزیر (علیہ السلام) کے ساتھ گفتگو فرمائی یہ روح اور جسم سمیت عزیر (علیہ السلام) کی معراج تھی۔

☆ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی معراج:۔

سورۃ النسآء آیت نمبر 157,158,159:

(ابن مریم رسول اللہ ج وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم ط و ان الذین

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختلفوا فیه لفی شکٍ منه ط مالهم به من علمٍ الا اتباع الظن ج وما قتلوه یقینا ٥بل رفعه الله الیه ط وکان الله عزیزًا حکیماً ٥وان من اهل الکتب الا لیومنن به قبل موته ج ویوم القیمة یکون علیهم شهیدًا)

ترجمہ: اور نہ اسے (عیسیٰ علیہ السلام) کو قتل کیا اور نہ اسے عیسیٰ (علیہ السلام) کو سولی چڑھایا۔ مگر ان (لوگوں) کیلئے عیسیٰ (علیہ السلام) کا ہم شکل بنا دیا گیا۔ اور بے شک اختلاف کرنے والے لوگ اس سے شک میں مبتلا ہیں۔ انہیں کچھ بھی علم نہیں۔ اور انہوں نے عیسیٰ (علیہ السلام) کو یقیناً قتل نہیں کیا۔ بلکہ اللہ نے اسے عیسیٰ (علیہ السلام) کو اپنی طرف اٹھا لیا۔۔۔۔۔ اور اہل کتاب میں سے کوئی نہ رہے گا مگر وہ عیسیٰ (علیہ السلام) پر موت سے پہلے ضرور ایمان لے آئے گا اور قیامت کے دن عیسیٰ (علیہ السلام) ان (لوگوں) پر گواہ ہونگے۔

☆سورۃ آل عمران آیت نمبر 54,55,56,58,59,60,61,62:

(ومکروا ومکر الله ط والله خیر المکرین ٥ اذ قال الله یعیسٰی انی متوفیک ورافعک الی ومطهرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیمة ج ثم الی مرجعکم فاحکم بینکم فیما کنتم فیه تختلفون ٥ فاما الذین کفروا فاعذبهم عذاباً شدیدًا فی الدنیا والاخرة ومالهم من نصرین ٥ ذلک نتلوه علیک من الایٰت والذکر الحکیم ٥ ان ان مثل عیسٰی عند الله کمثل اٰدم ط خلقه من تراب ثم قال له کن فیکون ٥ الحق من ربک فلا تکن من الممترین فمن حآ جک فیه من بعد ما جآء ک من العلم فقل تعالوا ندع ابنآء نا وابنآء کم ونسآء ناونسآء کم و انفسنا وانفسکم ثم نبتهل فنجعل لعنت الله علی)

ترجمہ: پھر کافروں (یہودیوں) نے خفیہ سازش کی۔ اور اللہ نے مخفی تدبیر فرمائی۔ جب اللہ نے فرمایا: اے عیسیٰ (علیہ السلام) بے شک میں تمہیں متوفی کرنے والا ہوں۔ اور تمہیں اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور تمہیں کافروں سے مطہر کرنے والا ہوں اور تمہارے پیروکاروں کو کفار پر قیامت تک برتری دینے والا ہوں۔ پھر تمہیں میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔ سو جن باتوں میں تم جھگڑتے تھے۔ میں تمہارے درمیان ان کا فیصلہ کر دوں گا۔ پھر جو لوگ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کافر ہوئے انہیں دنیا و آخرت میں سخت عذاب دوں گا۔ یہ جو ہم (اے حبیب) آپ کو پڑھ کر سناتے ہیں۔نشانیاں ہیں۔بے شک عیسیٰ (علیہ السلام) کی مثال اللہ کے نزدیک آدم (علیہ السلام) کی سی ہے یہ تمہارے رب کی طرف سے حق ہے۔ پس شک کرنے والوں میں سے نہ ہوجانا۔ پس (اے حبیب) آپ کے پاس علم آ جانے کے بعد جو شخص عیسیٰ (علیہ السلام) کے معاملے میں آپ سے جھگڑا کرے تو آپ فرما دیں کہ آ جاؤ ۔۔۔۔۔۔ پھر ہم مباہلہ کرتے ہیں۔ بے شک یہی سچا بیان ہے۔" ان آیات سے کئی نتیجے نکلتے ہیں۔

(۱) لوگ کہتے ہیں عیسیٰ (علیہ السلام) کو قتل کر دیا۔اللہ کہتا ہے قتل نہیں کیا۔

(۲) لوگ کہتے ہیں عیسیٰ (علیہ السلام) کو سولی چڑھایا۔ اللہ فرماتا ہے سولی نہیں چڑھایا۔

(۳) لوگ قتل اور سولی کے معاملے میں اختلاف اور شک کرتے ہیں۔کیوں کرتے ہیں؟ اس لیے کہ اللہ فرماتا ہے میں نے عیسیٰ (علیہ السلام) کا ہم شکل بنا دیا تھا۔ تو عیسیٰ (علیہ السلام) کا ہم شکل بنانے کے معاملے میں بھی شک میں ہیں۔ کہ ایسا نہیں ہوسکتا۔ ایسا شک کر کے وہ اللہ کے قادر مطلق ہونے میں شک کرتے ہیں اور ایسا شک کرنے کی ایک وجہ اور بھی ہے کہ انہیں یہ علم ہی نہیں کہ میں نے عیسیٰ (علیہ السلام) کا ہم شکل کیسے بنا دیا اور عیسیٰ (علیہ السلام) کو اوپر اپنی طرف کیسے اٹھا لیا۔۔۔۔۔عیسیٰ (علیہ السلام) کو ایسے ہی میں نے اوپر اٹھایا جیسے حضرت ادریس (علیہ السلام) کو اوپر اٹھایا تھا۔زندہ حالت میں (مریم آیت نمبر 57:(ورفعنه مكاناً علياً) اور رہی بات ہم شکل بنانے کی تو یہ کام تو عیسیٰ (علیہ السلام) خود کرتے رہے ہیں کہ مٹی سے پرندے کی شکل جیسا (پتلا) بنا کر پھونک مارتے تو وہ اللہ کے حکم سے اڑنے والا پرندہ ہو جاتا۔ (مریم آیت نمبر 49) یہ کام اللہ کیلئے بہت آسان ہے۔

(۴) لوگ کہتے ہیں مرنے کے بعد روح بھی تو اوپر اللہ کی طرف اٹھائی جاتی ہے۔ جب انسان دنیاوی عمر پوری کرنے کے بعد مرتا ہے اور اللہ کی طرف جاتا ہے یا اللہ کی طرف اٹھایا جاتا ہے تو قرآن نے اس کیلئے "رجوع الی اللہ" کہا ہے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔ لیکن یہاں رفع کا لفظ استعمال کیا ہے کہ روح کو جسم سمیت بلند کیا ہے اور اپنا قرب عطا فرمایا ہے اور یہی قرب درجات کی بلندی بھی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۵) اگر عیسیٰ (علیہ السلام) کی خدانخواستہ حقیقی موت ہو چکی ہے۔تو اس آیت کا کیا مطلب ہے" کہ ہر اہل کتاب اپنی موت سے پہلے عیسیٰ (علیہ السلام) پر ایمان ضرور لے آئے گا" آیت بتا رہی ہے کہ عیسیٰ (علیہ السلام) ضرور تشریف لائیں گے اور اس وقت کے جو بھی اہل کتاب ہوں گے وہ اپنی موت سے پہلے عیسیٰ (علیہ السلام) کے واپس آنے پر اور ان کی تعلیمات پر ایمان لے آئیں گے۔ اور اس بات کی عیسیٰ (علیہ السلام) اللہ کے حضور گواہی پیش کریں گے۔

(۶) "یہودیوں نے خفیہ سازش کی اور اللہ نے خفیہ تدبیر فرمائی"۔ یہودیوں کی خفیہ سازش تو سمجھ میں آتی ہے۔ظاہر ہے قتل عیسیٰ (علیہ السلام) کی ہی خفیہ سازش کی تھی لیکن اللہ نے خفیہ تدبیر فرمائی۔اس کا کیا مطلب ہوا؟ کیا خدانخواستہ یہودیوں کی خفیہ سازش اور اللہ کی خفیہ تدبیر دونوں کا ایک ہی مقصد تھا کہ عیسیٰ (علیہ السلام) کو قتل کر دیا جائے۔ اگر قتل عیسیٰ ہی مقصد تھا تو وہ تو یہودیوں کی خفیہ سازش سے ہی پورا ہو رہا تھا۔ اللہ کو (نعوذ باللہ) پھر خفیہ تدبیر کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ پتہ چلا اللہ نے خفیہ تدبیر عیسیٰ (علیہ السلام) کو بچانے کیلئے تھی۔

(۷) اب اگلی بات وہ یہ کہ انسانی فطرت کے مطابق موت کا اندیشہ انسان کے دل پر ایک بہت بڑا بوجھ ہوتا ہے اور موت بھی ایسی جو قتل اور سولی جیسے ذلت و رسوائی والے ذرائع سے دی جانے والی ہو۔موت کا بوجھ پھر ذلت والی موت کا بوجھ۔ اللہ کے پیغام اور عیسیٰ (علیہ السلام) کی تعلیمات کو قبول کرنے کی بجائے امت کا قتل جیسے قبیح فعل پر اکٹھے اور آمادہ ہو جانے کا بوجھ علیحدہ ہو تو دل کا بہت بوجھل ہونا ایک فطری عمل ہے۔ایسے میں اللہ انبیاء کو تنہا نہیں چھوڑتا بلکہ دلاسا بھی دیتا ہے اور ان کی تسکین قلب کا سامان بھی کرتا ہے۔اور اسی سے نبی کو معراج نصیب ہوتی ہے۔اللہ نے عیسیٰ (علیہ السلام) کو دلاسا دیتے ہوئے فرمایا: اے عیسیٰ (علیہ السلام) فکر نہ کرو میں نے تمہارے بچاؤ کیلئے تدبیر کر لی ہوئی ہے۔وہ اس طرح کہ میں تمہیں ان (یہودیوں) کی نظر میں وفات دینے والا ہوں حقیقت میں نہیں۔یہ بات آیت نمبر 158 (النسآء) (بل رفعه الله اليه ط وكان الله عزيزًا حكيماً) کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔" مگر ان (لوگوں) کیلئے عیسیٰ (علیہ السلام) کا ہم شکل بنا دیا گیا۔یہ تھی اللہ کی ایک خفیہ تدبیر۔(۸) یہاں گرامر کا ایک بڑا خوبصورت اور لطیف نکتہ بیان ہوا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہے۔اسے میں چند مثالوں سے سمجھاتا ہوں۔

☆ میں اس مہینے کی 25 تاریخ کو میچ کھیل رہا ہوں۔

☆ میں اس مہینے کی 25 تاریخ کو میچ کھیلنے والا ہوں۔

☆ میں اس مہینے کی 25 تاریخ کو میچ کھیلنے لاہور جا رہا ہوں۔

☆ میں اس مہینے کی 25 تاریخ کو لاہور میں میچ کھیلوں گا۔

اوپر بیان کردہ پہلے تین فقرے مختلف الالفاظ ہونے کے باوجود فعل حال جاری (Present Continuous Tense) کو ظاہر کر رہے ہیں اور چوتھا فقرہ گرامر کے لحاظ سے فعل مستقبل مطلق (Future Indefinite Tense) کو ظاہر کر رہا ہے۔اس میں مزے داری کی بات یہ ہے کہ چاروں فقروں کا ایک ہی مطلب ہے اور ایک ہی زمانہ (Tense) ہے۔ پہلے تین فقروں میں فعل حال جاری ہوتے ہوئے بھی خفیہ اور پوشیدہ زمانہ فعل مستقبل کا موجود ہے۔یعنی لکھیں گے بھی اسی طرح۔پڑھیں گے اور بولیں گے بھی اسی طرح لیکن سمجھیں گے صرف اس کا خفیہ اور پوشیدہ مطلب۔اور کئی مثالیں ہیں۔

2013ء میں الیکشن ہونے والے ہیں۔ہوتے جا رہے ہیں یا ہو رہے ہیں۔یعنی 2013ء کو الیکشن ہوں گے یہ ہے ان فقروں کا پوشیدہ مطلب۔لہٰذا اللہ نے یہاں بھی یہی خفیہ مطلب والا انداز اپنایا ہے کہ اس وقت وفات نہیں دے رہا بلکہ اس واقعہ کے بعد کبھی وفات دوں گا وہ اس طرح کہ اس واقعہ کے وقوع سے پہلے ان لوگوں سے بچا کر میں تمہیں زندہ اوپر اٹھا لوں گا۔یہ دوسری خفیہ تدبیر ہے۔

(۹)اور تمہیں کافروں سے مطہر کرنے والا ہوں۔یعنی تمہیں عیسیٰ علیہ السلام) کو کافروں سے پاک کردوں گا۔کافروں سے پاک کر دینا۔یہ فقرہ ایک معنی میں ایسے ہی ہے جیسے علاقے کو گندگی سے پاک کر دینا۔ ہوا کو آلودگی سے پاک کر دینا۔پانی کو جراثیم سے پاک کر دینا۔ فصل کو جڑی بوٹیوں سے پاک کر دینا۔وغیرہ وغیرہ یعنی نزول عیسیٰ (علیہ السلام) کے بعد اور ان کی تبلیغ کے نتیجے میں تمام لوگ مسلمان ہو جائیں گے۔کافر کوئی رہے گا ہی نہیں دوسرا معنی یہ ہے کہ عیسیٰ (علیہ السلام)! تمہیں اوپر زندہ اٹھا کر ان کافروں سے نجات دلا دوں گا۔یہ معنی تو اس وقت پورا ہو گیا جب عیسیٰ (علیہ السلام) کو زندہ اوپر اٹھا لیا گیا۔پہلا معنیٰ ابھی پورا ہونا باقی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۰) تمہارے پیروکاروں کو کفار پر برتری دوں گا۔اس کے بھی دو معانی ہیں۔ایک یہ کہ تمہارے اوپر اٹھانے کے بعد تمہارے پیروکاروں کو برتری دوں گا۔تو اس وقت برطانیہ اور امریکہ سمیت تمام یورپ میں عیسائی حکومتیں ہیں۔صرف اسرائیل میں ہی یہودی حکومت ہے۔

دوسرا معنیٰ یہ ہے کہ نزول کے بعد تمام لوگ عیسیٰ (علیہ السلام) پر ایمان لا کر مسلمان ہو جائیں گے اور پوری دنیا پر مسلمانوں کی حکومت ہوگی۔آگے اللہ بیان کرتا ہے کہ عیسیٰ (علیہ السلام) اور ساتھیو! پھر تم حقیقی وفات پا کر میرے پاس لوٹ کر آؤ گے تو آیت بھی نزول کے بعد وفات کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔

☆ اصحاب کہف کی معراج:۔سورۃ کہف آیت نمبر 9 سے 17,18,19,14:

(ام حسبت ان اصحب الکھف االرقیم لا کانو امن ایٰتنا عجباًo اذاوی الفیۃ الی الکھف فقالوا ربنآ اتنا من لدنک رحمۃً و ھیء لنا من امرنا رشدًاo فضر بنا علیٰ اذانھم فی الکھف سنین عددًا o ثیم بعثنھم لنعلم ای الحزبین احصیٰ لما لبثوا امدًا o نحن نقص علیک نباھم بالحق طانھم فیتہ امنو ا بربھم وزدنھم ھدًیo وربطنا علیٰ قلوبھم اذقاموا فقالوا ربنا رب السمٰوٰت و الا رض لن ندعوا من دونہ الھاً لقدقلنا اذًا شطعاً o وتری الشمس اذا طلعت تزورعن کھفھم ذات الیمین واذا غربت تقرضھم ذات الشمال وھم فی فجوۃٍ منہ ط ذلک من ایٰت اللہ ط من یھد اللہ فھو المھتد ج ومن یضلل فلن تجدلہ ولیاً مرشدًo وتحسبھم ایقاظاً وھم رقود ونقلبھم ذات الیمین وذات الشمالو کبھم باسط ذراعیہ بالوصید ط لواطلعت علیھم لولیت منھم فرارًا ولملئت منھم رعباًo وکذلک بعثنھم لیتسآ ء لوا بینھم ط قال قآ ئل منھم کم لبثتم ط قالو البثنا یوماً اوبعض یومٍ ط قالو ا ربکم اعلم بما لبثتم ط فابعثو احدکم بورقکم ھذہ الی المدینۃ فلینظر ایھآ ازکیٰ طعاماً فلیاتکم برزقٍ منہ ولیتلطف ولا یشعرنُ بکم احدًاo

ترجمہ: کیا آپ نے (اے حبیب) اندازہ لگایا ہے کہ کہف ورقیم والے ہماری نشانیوں میں سے عجیب نشانی تھے۔(یاد کیجئے) جب چند نوجوان غار میں پناہ گزین ہوئے۔پس ہم نے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس غار میں گنتی کے چند سال ان کے کانوں پر تھپکی دے دی (اور سلا دیا) پھر ہم نے انہیں اٹھا دیا۔ ہم آپ کو ان کا حال صحیح صحیح بتاتے ہیں بے شک وہ نوجوان جو اپنے رب پر ایمان لائے اور ہم نے ان کیلئے ہدایت میں اور اضافہ فرما دیا۔ اور ہم نے ان کے دلوں کو مضبوط و مستحکم بنا دیا اور تو انہیں بیدار خیال کرے گا۔ آپ دیکھتے ہیں کہ سورج طلوع و غروب کے وقت دائیں اور بائیں کترا جاتا ہے اور وہ اس غار کے کشادہ میدان میں (لیٹے) ہیں۔ یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے۔ (سورج کا راستہ بدلنا) جسے اللہ ہدایت فرما دے وہی ہدایت یافتہ اور جسے وہ گمراہ ہوئے ہیں اور ہم انہیں دائیں اور بائیں جانب کروٹیں بدلاتے رہتے ہیں اور اسی طرح ہم نے انہیں اٹھا دیا۔ ☆ ان آیات میں اللہ نے فرمایا: ہم نے اصحاب کہف کو تھپکی دے کر سلایا ہم نے ان کیلئے ہدایت میں مزید اضافہ کر دیا۔ ہم ان کا حال سناتے ہیں۔ ہم نے ان کے دلوں کو مضبوط کر دیا۔ سورج کو بھی (ہم نے) ہدایت کر دی کہ طلوع غروب پر دائیں بائیں کترا جایا کرے ہم انہیں دائیں بائیں جانب کروٹیں بدلاتے رہتے ہیں۔ پھر فرمایا ہم نے انہیں بیدار کر دیا۔ اللہ کا یہ سب کچھ کرنا ہی اصحاب کہف کی معراج ہے اور یہ 309 سال تک ہوتا رہا اور یہی اس کی نشانی بھی ہے۔

(آیت نمبر 9) (ام حسبت ان اصحب الکھف والرقیم لا کانو ا من ایٰتنا عجباً)

☆ سورج کا دائیں بائیں راستہ بدلنا اللہ کی نشانی ہی اس لیے بنا کہ وہ صرف اصحاب کہف کیلئے راستہ تبدیل کرتا تھا۔ ان سے پہلے اور ان کی مدت غار کے بعد وہ اپنے اصل راستے پر آ گیا تھا۔ اگر غار کی بناوٹ ہی ایسی تھی تو سورج کے راستے بدلنے کی بات کو نشانی کہنے کی کیا ضرورت تھی۔

☆ آیت نمبر 17:

(وتری الشمس اذا طلعت تزور عن کھفھم ذات الشمال واھم فی فجوۃٍ منہ ط ذلک من ایٰت اللہ ط من یھد اللہ فھو المھتد ج ومن یضلل فلن تجدلہ ولیاً مرشدًا) اھدنا الصراط المستقیمo صراط الذین انعمت علیھمo

میں چار الفاظ استعمال ہوئے ہیں ہدایت یافتہ، گمراہ اور ولی مرشد۔ ہدایت یافتہ وہ ہے جسے اللہ خود بغیر کسی واسطے کے ہدایت دے دیتا ہے۔ دوسرا نکتہ جسے اللہ ہدایت فرمائے اس کی ملاقات کسی ولی کامل پیر و مرشد سے کرا دیتا ہے۔ پھر وہ ولی کامل پیر و مرشد کی راہ پر چل کر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہدایت یافتہ ہوجاتا ہے اور جسے اللہ گمراہ ٹھہرا دے اسے کوئی ولی کامل پیرو مرشد نصیب ہی نہیں ہوتا۔

☆ بڑی لطیف بات " ولی مرشد" میں بیان ہوئی ہے کہ اولیاء اللہ کا کام ہی رشد و ہدایت ہے۔اگر رشد و ہدایت چاہیے تو اولیاء اللہ کے پاس جائیں یعنی ولی ہی مرشد ہوتا ہے اور مرشد کی پہچان یہ ہے کہ ولی کامل ہوتا ہے۔ ولی ← → مرشد

☆ صحابی سلیمان (علیہ السلام) کی معراج:۔ سورۃ نمل آیت نمبر 38,40:

(قال یآ یھا الملئو ا ایکم یاتینی بعرشھا قبل ان یا تونی مسلمین o قال الذی عندہ علم من الکتب انا اٰتیک بہ قبل ان یرتد الیک طرفک ط فلمارٰاہ مستقرًا عندہ قال ھذا من فضل ربی لیبلونی ء اشکر ام اکفر ط ومن شکر فانما یشکر لنفسہ ج ومن کفرفان ربی غنی کریم)

ترجمہ: سلیمان (علیہ السلام) نے فرمایا:"اے دربار والو! تم میں سے کون اس (ملکہ) کا تخت میرے پاس لا سکتا ہے۔قبل اس کے کہ وہ فرما بردار ہو کر میرے پاس آ جائیں"۔ "ایک ایسے شخص نے عرض کیا جس کے پاس کتاب کا کچھ علم تھا کہ میں اسے آپ کے پاس لا سکتا ہوں۔قبل اس کے کہ آپ کی نگاہ آپ کی طرف پلٹے (پلک جھپکنے سے پہلے) پھر جب سلیمان (علیہ السلام) نے اس (تخت) کو اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا تو کہا۔

: ہذا من فضل ربی o

یہ میرے رب کا فضل ہے۔کتاب کا علم ہونا، تخت کا حاضر کرنا۔ حاضر بھی پلک جھپکنے سے پہلے اور تخت دیکھ کر ھذا من فضل ربی کہنا۔ یہ سب کچھ صحابی سلیمان (علیہ السلام) کی معراج تھی۔اس واقعہ کے کچھ اہم نکات درج ذیل ہیں۔

☆ حضرت سلیمان (علیہ السلام) کا تخت لانے کے بارے سوال کرنا ہی اہم بات ہے۔اگر تخت لانا ناممکن ہوتا تو نبی کبھی سوال نہ کرتا۔حضرت سلیمان (علیہ السلام) کو تخت حاضر کیے جانے کا مکمل یقین تھا۔اسی لیے بھرے دربار میں سوال کر دیا۔

☆ بلکہ بلقیس سے پہنچنے سے پہلے کا ذکر کر کے بتا دیا کہ پہلے تخت بعد میں ملکہ بلقیس کے پہنچنے کا بھی یقین تھا۔

☆ آیت نمبر 39:**(قال عفریت من الجن انا اٰتیک بہ قبل ان تقوم من مقامک**

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ج وانی علیه لقوی امین)

تخت لانے کیلئے ایک بہت بڑے جن نے دربار کے برخاست ہونے تک کا وقت مانگا۔ حضرت سلیمان (علیہ السلام) کے انکار نے بتا دیا کہ انہیں اس سے بھی پہلے کم وقت میں تخت کے آنے کا یقین تھا۔

☆ ایک شخص جس کے پاس کتاب کا کچھ علم تھا۔ اس نے پلک جھپکنے سے پہلے تخت حاضر کر دیا۔ کتاب لوح محفوظ ہے یا کتاب جو سلیمان (علیہ السلام) پر اتری۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جو کتاب سلیمان (علیہ السلام) پر اتری اس کا علم سلیمان (علیہ السلام) کے پاس بھی تھا۔ تو سلیمان (علیہ السلام) وہ تخت کیوں نہ لائے؟ اس کا مطلب ہے کہ وہ کوئی اور علم تھا۔ اور وہ ایسا علم تھا جس کے ذریعے غیب کر حاضر کیا جاتا ہے۔ اس دور کے علم نے ای میل (E-mail) انٹرنیٹ اور فوٹو سٹیٹ کی حد تک کو حاضر کر لیا ہے۔ میزائل راکٹ اور خلائی شٹل سینکڑوں کلو میٹر منٹوں میں طے کر لیتے ہیں۔ یہی علم ہے جو روز بروز ترقی کر رہا ہے۔ یہاں بغیر کسی ظاہر سبب کے یہ کام کروا کر صحابی اور ولی کی کرامت کو معجزاتی طور پر ثابت کیا گیا ہے۔ اسی طرح قرآن نے جانوروں تک کی معراج کو بیان کیا ہے۔

☆ ہدہد کی معراج:۔ سورۃ نمل آیت نمبر 28,30:

(اذھب بکتبی ھذا فالقه الیھم ثم تول عنھم فانظر ماذا یرجعون o انه من سلیمن وانه بسم اللہ الرحمن الرحیم)

ترجمہ: "میرا یہ خط لے جا اور اسے ان کی طرف ڈال دے۔ پھر ان کے پاس سے ہٹ آ۔ پھر دیکھ وہ کس بات کی طرف رجوع کرتے" خط کا مضمون یہ تھا: "بے شک وہ (خط) سلیمان (علیہ السلام) کی ہیں۔ جانب سے ہے اور وہ اللہ کے نام سے شروع (کیا گیا ہے) جو بے حد مہربان بڑا رحم فرمانے والا۔

"یہ ہدہد کی معراج تھی کہ اللہ کے نبی نے اس سے یہ کام لیا۔

☆ کوے کی معراج:۔ سورۃ مائدہ آیت نمبر 30,31:

(فطوعت له نفسه قتل اخیه فقتله فاصبح من الخسرین o فبعث اللہ غراباً یبحث فی الارض لیریه کیف یواری سوء ة اخیه ط قال یٰویلتیٰ اعجزت ان اکون مثل ھذا الغراب فاواری سوء ة اخی ج فاصبح من الندمین)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: "(اس قابیل) نے (اس ہابیل) کو قتل کر دیا۔ پھر اللہ نے ایک کوا بھیجا جو زمین کریدنے لگا۔ تاکہ اسے دکھائے کہ وہ اپنے بھائی کی لاش کس طرح چھپائے"۔ یہ اس کوے کی معراج تھی کہ اللہ نے اسے اس کام کیلئے منتخب فرمایا۔

☆ شہد کی مکھی کی معراج:۔ سورۃ النحل آیت نمبر 68,69:

(واحیٰ ربک الی النحل ان اتخذی من الجبال بیوتاً و من الشجر ومما یعرشون o ثم کلی من کل الثمرات فاسلکی سبل ربک ذللاً ط یخرج من بطونھا شراب مختلف الوانہ فیہ شفآء للناس ط ان فی ذلیک لا یۃً لقوم یتفکرون)

ترجمہ: اور آپ کے رب نے شہد کی مکھی کو وحی فرمائی (دل میں خیال ڈالا) کہ تو پہاڑوں ،درختوں اور چھپروں میں گھر بنا یا کر۔۔۔۔ پھلوں سے رس چوسا کر۔۔۔۔۔ رب کے راستوں پر آسانی فراہم کرتے ہوئے چلا کر۔ یہ سب باتیں اللہ کی طرف سے شہد کی مکھی کے دل میں ڈالنا۔ یہ شہد کی مکھی کی معراج ہے۔

ماہر حشرات بیان کرتے ہیں کہ مختلف مکھیوں کیلئے مختلف کام ہیں۔ ملکہ مکھی صرف ایک ہی ہوتی ہے۔ اس کا کام صرف انڈے دینا ہے۔ چھتہ (گھر) بنانے کیلئے مزدور اور انجینئر مکھیاں علیحدہ ہوتی ہیں۔ پھلوں کا رس لانے کیلئے علیحدہ مکھیاں۔ چھتے کی سیکیورٹی کیلئے مکھیوں کا ایک الگ گروپ ہوتا ہے اور نکھٹو! الگ ہوتی ہیں۔ لہٰذا کام کے لحاظ سے اللہ نے ہر کسی کی الگ معراج رکھی ہے۔

☆ اصحاب کہف کے کتے کی معراج:۔ سورۃ کہف آیت نمبر 18,22,28:

(وتحسبھم ایقاظاً وھم رقود و نقلبھم ذات الیمین وذات الشمال و کلبھم باسط ذراعیہ بالوصید ط لواطلعت علیھم لولیت منھم فرارًا ولملئت منھم رعباً o سیقولون ثلثۃ رابعھم کلبھم ج و یقولون وکان امرہ فرطاً) خمسۃ سادسھم کلبھم رجماً بالغیب ج ویقولون سبعۃ وثامنھم کلبھم ط قل ربی اعلمبعد تھم ما یعلمھم الا قلیل فل اتمارفیھم الامرا آءً ظاھرًا ص والا تستفت فیھم منھم احدًا o واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغدٰوۃ والعشی یریدون وجھہ ولا تعد عینک عنھم ج تریدزینۃ الحیوۃ الدنیا ج ولا تطع من

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اغفلنا قلبه عن ذکرنا واتبع هوٰیه.

ترجمہ: "اور ان کا کتا چوکھٹ پر اپنے بازو پھیلائے (بیٹھا) ہے۔" کچھ لوگ کہیں گے: تین تھے۔ ان میں سے چوتھا ان کا کتا اور بعض کہیں گے: پانچ تھے ان میں سے چھٹا ان کا کتا اور بعض کہیں گے سات تھے اور ان میں سے اٹھواں ان کا کتا"۔ "تو اپنے آپ کو ان لوگوں کی سنگت میں جمائے رکھا کر جو صبح و شام اپنے رب کو یاد کرتے ہیں"۔ اصحاب کہف سوئے ہوئے ہیں اور کتا چوکھٹ پر بازو پھیلائے بیٹھا ہے۔ کتے کا اس حالت میں موجود ہونا صرف ایک ہی بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ کتا ان کی رکھوالی کر رہا تھا۔ پس اللہ نے اپنے ولیوں کی چوکیداری کیلئے اس کتے کا انتخاب کیا پھر اصحاب کہف کا ذکر کر کے ساتھ ہی کہا کہ ۔۔۔۔ ان کا کتا ۔۔۔۔۔ نسبت بھی اپنے ولیوں کے ساتھ جوڑ دی اس کتے کی سنگت بیان کرنے کے بعد آخری آیت میں اللہ اپنے ہر بندے کو حکم دے رہا ہے کہ جس طرح اصحاب کہف کے کتے نے ولیوں کی سنگت اختیار کی ہے تو بھی ولیوں کی چوکھٹ پر بیٹھا کر اور ان کی سنگت میں اپنے آپ کو جمائے رکھ۔ اللہ کا یوں کتے کے بیٹھنے کا انداز بیان کرنا۔ اپنے ولیوں کی گنتی میں اس کتے کا بھی شمار کرنا پھر کتے جیسی سنگت اختیار کرنے کا قرآن میں حکم دینا یہ سب مل کر اس کتے کی معراج بن جاتا ہے۔ اسی نسبت کے حوالے سے ہمارے علماء، فقراء، صوفیا اور اولیاء اپنے آپ کو آقا ﷺ کی گلی کا سگ (کتا) کہتے ہیں۔

☆ چیونٹی کی معراج:۔ سورۃ نمل آیت نمبر 18:

(حتٰی اذآ اتوا علیٰ واد النمل لا قالت نملة یآ یها النمل ادخلوا مسٰکنکم ج لا یحطمنکم سلیمن وجنوده لا وهم لا یشعرون)

ترجمہ: یہاں تک کہ جب وہ (لشکر) چیونٹیوں کے میدان پر پہنچے تو ایک چیونٹی کہنے لگی: اے چیونٹیو! اپنی رہائش گاہوں میں داخل ہو جاؤ۔ کہیں سلیمان (علیہ السلام) اور ان کے لشکر تمہیں کچل نہ دیں۔ یہ خبر اللہ نے صرف ایک چیونٹی کو دی تھی۔ سب چیونٹیوں کو نہیں دی تھی۔ بس اسی ایک چیونٹی کو چیونٹیوں میں معراج نصیب ہوئی۔

☆ مچھلی کی معراج:۔ سورۃ کہف آیت نمبر 62,63:

(فلما جاوزا قال لفته اتنا غدآء نا ز لقد لقین ا من سفرِ نا هذانصباً o قال ارء یت

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اذا ویناآ الی الصخرة فانی نسیت الحوت ز و مآ انسینه ال ا الشیطن ان اذکره ج واتخذ سبیله فی البحر عجباً)

ترجمہ: موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا: ہمارا کھانا ہمارے پاس لاؤ۔۔۔۔۔۔(خادم نے) کہا: میں مچھلی (کے بارے بتانا) بھول گیا۔۔۔۔اور اس (تلی مچھلی نے تو (زندہ ہوکر) دریا میں عجیب طریقہ سے اپنا راستہ بنا لیا تھا۔موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا: یہی وہ (مقام خضر ہے) تلی ہوئی مچھلی کا زندہ ہو کر دریا میں کود جانا اور وہ بھی مقام خضر پر۔یہ اس مچھلی کی معراج تھی۔

پتہ چلا ولی کے مقام پر مردے زندہ ہو جاتے ہیں تو مردہ دل بھی زندہ ہو کر اللہ کی یاد میں دھڑکنے لگ جاتے ہیں۔

☆ گائے کی معراج:۔سورۃ سورۃ بقرہ آیت نمبر 67,68,69,70,71:

(واذ قال موسیٰ لقومه ان الله یامرکم ان تذبحوا بقرة ق ط قالوا اتتخذنا هزوًا ط قال اعوذبالله ان اکون من الجهلین o هی قال انه یقول انها بقرة لا فارض ولا بکر ط عوان بین ذلک ط فافعلوا ماتو مرونo قالو ا ادع لنا ربک یبین لنا لنا ما لونها ط قال انه یقول انها بقرة صفراء لافاقع لونها فاقع لونها تسر النظرینo قالو ا ادع لناربک یبین لنا ما هی لا ان البقرتشٰبه علینا ط وانا ان شآ ء الله لمهتدونo قال انه یقول انها بقرة لا ذلول تثیر الارض ولا تسقی الحرث ج مسلمة لاشیة فیها ط قالوا الئن جئت بالحق ط فذبحوها وما کادو ایفعلون)

ترجمہ: بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ ایک (ایسی) گائے ذبح کرو(جو) نہ بوڑھی، نہ بالکل کم عمر بلکہ درمیانی عمر کی ہو۔ وہ گائے زرد رنگ کی ہو اسکی رنگت خوب گہری ہو (جو) دیکھنے والوں کو بہت بھلی لگے۔(وہ) یقینی طور پر ایسی گائے ہو جس سے نہ زمین میں ہل چلانے کی محنت لی جاتی ہو اور نہ کھیتی کو پانی دیتی ہو۔ بالکل تندرست ہو اس میں کوئی داغ دھبہ بھی نہ ہو۔ پھر انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے) اس (گائے) کو ذبح کیا۔ اللہ تعالیٰ کا اس گائے کی خصوصیات بیان کر کے پھر اسے قربانی کیلئے قبول کرنا ہی اس گائے کی معراج تھی۔

☆ مؤمن کی معراج:۔نبی کریم ﷺ کی مشہور حدیث پاک ہے۔"نماز مؤمن کی معراج

محکم دلائل کی معراج سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے "چونکہ نماز، معراج کی رات نبی اکرم ﷺ کو اللہ کی طرف سے ملنے والا تحفہ ہے۔ اس لیے اسے معراج کے ساتھ منسلک کیا گیا ہے۔ اور معراج کا نکتہ کمال وہ ہے جب مومن نماز کی حالت میں اپنے نبی ﷺ کو سلام پیش کرتا ہے السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اپنے اپنے درجے میں جس جس کو سلام کا جواب مل جائے اسے معراج نصیب ہو جاتی ہے۔

(وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یا امتی) اسی طرح حرمین شریفین میں نماز پڑھانا یہ امامین شریفین کی معراج ہے۔ حرمین شریفین میں نماز پڑھنا بھی ایک جہت سے معراج ہے جو اس جگہ کے سوا کہیں میسر نہیں۔ اب تمہیدی معارج کا ذکر اتنا ہی کافی ہے۔ تاریخ کے دوسرے ان گنت معارج کو چھوڑ کر اصل معراج کی بات کرتے ہیں۔

☆ واقعہ معراج النبی ﷺ:۔ آج تک جمہور علماء قرآن کے تین مقامات سے معراج النبی ﷺ اخذ کرتے ہیں۔

(۱) سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر 1: (۲) سورۃ نجم آیت نمبر 1 تا 18

(۳) سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر 60

اور معراج النبی ﷺ کے مراحل بھی تین ہیں۔

☆ زمینی سفر:۔ سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر 1:

(سبحن الذی اسری بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الا قصاالذی برکنا حولہ لنریہ من ایٰتنا ط انہ ھو السمیع البصیر)

ترجمہ: وہ ذات پاک ہے جو رات کے تھوڑے حصہ میں اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ لے گئی۔ جس کے گرد و نواح کو ہم نے بابرکت بنا دیا ہے۔ تاکہ ہم اس (محمد ﷺ) کو اپنی نشانیاں دکھائیں۔ بے شک وہی خوب سننے والا خوب دیکھنے والا ہے۔

(تمام آیات کا ترجمہ عرفان القرآن سے لیا گیا) معراج کی زمینی شاہراہ مسجد حرام سے شروع ہوتی ہے اور مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) تک جاتی ہے۔

O اسریٰ:۔ رات کے وقت سیر کیلئے لے جانا (فلسفہ معراج النبی ﷺ صفحہ نمبر 81): اگر یہ ہوتا کہ حضور ﷺ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر کرنے کیلئے خود گئے تو بھی انکار کی صورت بنتی تھی کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک بشر راتوں رات تقریباً 1800 کلو میٹر فاصلہ طے کر کے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واپس بھی آ جائے اور اگر یہ ہوتا کہ اللہ نے حضورﷺ کو پیغام بھیجا کہ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر کرنے کیلئے آ جاؤ اور حضورﷺ پیغام ملنے پر سیر کرنے چلے گئے: اس پر بھی انکار کیا جا سکتا تھا کہ حضورﷺ نے اونٹ کے علاوہ کونسا ذریعہ سورای استعمال کیا کہ 1800 کلومیٹر طے کر کے راتوں رات واپس بھی آ گئے ایک بشر کیلئے یہ ممکن نہیں ہے۔

اس کا جواب اللہ نے پہلے فرما دیا:

سبحان الذی: لوگو! میرا محبوب بندہ خود سیر کرنے کیلئے نہیں آیا اور نہ ہی پیغام بھیج کر اسے بلایا گیا بلکہ میں (اللہ) جو ہر سواری سے پاک ہوں۔ ہر کمزوری سے پاک ہوں۔ ہر فاصلے اور دوری سے پاک ہوں اور ہر ناممکن سے پاک ہوں میں خود اپنے محبوب بندے کو لے گیا۔ اب کرو انکار کیسے کرتے ہو؟

☆ پھر سیر کیلئے لے جانے میں جسم کی طرف بھی اشارہ ملتا ہے۔ کہ حضورﷺ جسم سمیت سیر کیلئے لے جائے گئے اگر خواب ہوتا تو الفاظ یہ ہوتے کہ رات کو خواب دکھایا گیا اگر یہ خواب ہوتا تو کہا جاتا کہ خواب آیا۔ خواب یا خیال ہمیشہ آتا ہے اور جسم دوسری جگہ لے جایا جاتا ہے۔

O عبدہ: اپنے بندے کو: بندے تو سارے اسی کے ہیں۔ پھر کس بندے کی بات کی جا رہی ہے۔ یہ اسی بندے کی بات ہے جس کی گواہی دی جاتی ہے:

اشھد ان محمدً عبدہ ورسولہo

میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

O اقصیٰ:۔ ہمارے بعض لوگوں نے اقصیٰ کا معنیٰ دور دراز لے کر اس واقعہ کو ہجرت کے ساتھ جوڑنے کی کوشش کی ہے۔ میرے خیال میں یہ بڑا بے جوڑ ترجمہ ہے۔ کیوں؟ اس لیے کہ اقصیٰ کا لفظی معنیٰ اگر دور دراز لیا جائے تو ساتھ مسجد کا لفظ بھی ہے۔ تو پورا ترجمہ یہ بنے گا کہ دور دراز کی مسجد اور ہجرت ہوئی تھی حبشہ اور مدینہ۔ تو ہجرت سے پہلے نہ مسجد حبشہ میں تھی نہ مسجد مدینہ میں تھی۔ صرف ایک ہی مسجد تھی اور وہ تھی بیت المقدس میں۔ "مسجد اقصیٰ"۔

دوسری بات یہ ہے کہ جو مقام پہلے سے کسی نام کے ساتھ موسوم (Nominated) ہو۔ اس کا لفظی ترجمہ نہیں لیا جاتا۔ اور بیت المقدس قبلہ اول ہونے کی وجہ سے مسجد اقصیٰ کے نام سے موسوم ہے۔ جیسے کعبۃ اللہ کو مسجد حرام کہتے ہیں۔ اب ان دو وجوہات کو ساتھ ملا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر اگر دور دراز کی مسجد معنیٰ لے بھی لیا جائے تو بیت المقدس کونسا نزدیک ہے۔ 1800 کلو میٹر فاصلہ ہے۔ مدینہ کا فاصلہ مسجد حرام سے 450 کلو میٹر ہے پھر نبی پاک سے حبشہ کی ہجرت ثابت نہیں۔ حضرت جعفر کی ہجرت ثابت ہے۔

لہٰذا دور دراز کے معنیٰ سے مسجد اقصیٰ بیت المقدس ہی مراد ہے اور یہ ہجرت کی طرف نہیں بلکہ واقعہ معراج کی طرف اشارہ ہے۔

O بارکنا حولہ: گردونواح کو ہم نے بابرکت بنا دیا ہے: جس جگہ کو بابرکت بنایا جاتا ہے وہاں کوئی برکت والی شے رکھی جاتی ہے۔ وہی برکت والی چیزیں اللہ کی نشانیاں ہیں۔ اللہ فرماتا ہے کہ میں اپنے محبوب کو مسجد اقصیٰ لے کر ہی اس لے گیا ہوں کہ اس ﷺ کو اپنی یہ نشانیاں دکھاؤں اگر مسجد اقصیٰ کے گردونواح میں برکت والی چیزیں تلاش کی جائیں تو اکثر انبیاء کی قبریں ہی وہاں ملیں گی۔ ان کے علاوہ تو کوئی ایسی شے نہیں جو اللہ کے نزدیک زیادہ برکت والی ہو۔

پھر نشانیاں دکھانے کی بات کی ہے۔ تو انبیاء کی قبروں کے علاوہ تو کوئی شے وہاں نہیں جسے نشانی کے طور پر دکھایا جاتا۔ ایک مطلب تو یہ ہے کہ اللہ نے اپنے محبوب کو اس کے پیش رو انبیاء کی قبروں کی زیارت کروائی اور نشانیاں دکھانے کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ تمام انبیاء کو (بعد از وفات) مسجد اقصیٰ میں اکٹھا کر کے ان سے ملاقات بھی کروائی اور آپ ﷺ سے امامت کروا کر امام الانبیاء کی مسند پر بھی بٹھا کر دکھا دیا۔ انبیاء بذات خود اللہ کی نشانیاں ہیں اس سے حیات النبی ﷺ کا ثبوت بھی ملتا ہے۔ (حدیث پہلے بیان ہو چکی)۔

O انہ ھو السمیع البصیر: ہ اور ھو کی دو ضمیریں بتا رہی ہیں کہ اللہ جو سناتا گیا اس کا محبوب اسے خوب سنتا گیا اور اللہ جو دکھاتا گیا اس کا محبوب اسے خوب دیکھتا گیا۔

جب اللہ نے اپنی نشانیوں کے بارے میں جو کچھ سنایا ہوگا اس کے محبوب نے ان باتوں کو اچھی طرح سن لیا ہوگا اور جو نشانیاں بھی دکھائی ہوں گی اس کے محبوب نے ان کو اچھی طرح دیکھ بھی لیا ہوگا۔ اس سے نبی کریم ﷺ کی جملہ انبیاء کرام سے ملاقات اور ان سے تعارف کا ثبوت ملتا ہے اور یہی حیات الانبیاء کا ثبوت بھی ہے۔

حدیث پاک میں ہے۔ (۱) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: کوئی بھی شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر میری روح لوٹا دی ہوئی ہے۔ یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں: (سنن ابو داؤد ،مسند احمد ،طبرانی،بیہقی،ابن راھویہ،منذری،ہیثمی،طاہر القادری منہاج السوی 519اور رواۃ ثقات)۔(۲) اوس بن اوس سے روایت ہے کہ حضورﷺ نے فرمایا: بے شک تمہارے دنوں میں جمعہ کا دن سب سے بہتر ہے۔۔۔۔۔پس اس دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو۔کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔صحابہ نے عرض کیا : یارسول اللہﷺ! ہمارا درود آپﷺ کے وصال کے بعد آپﷺ کو کیسے پیش کیا جائے گا؟ جبکہ آپﷺ کا جسد مبارک خاک میں مل چکا ہوگا؟ تو آپﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے جسموں کو حرام کر دیا ہے۔ (ابو داؤد، نسائی،ابن ماجہ،دارمی،احمد،ابن ابی شیبہ،ابن خزیمہ ،ابن حبان، حاکم، بزار،طبرانی، بیہقی، جہضمی ، وادیاشی، عسقلانی، عجلونی، طاہر القادری۔منہاج السوی518)

معراج کا زمینی مرحلہ یہاں تمام ہوا۔مسجد اقصیٰ سے فارغ ہونے کے بعد آگے آسمان کا سفر شروع ہوگا۔

☆ عروجی سفر:۔ نبی پاکﷺ کے عروج کا سفر تین مرحلوں میں مکمل ہوا۔

(۱) زمین سے آسمان (۲) آسمان سے لامکاں (۳) لامکاں سے مالک دو جہاں

(۱) زمین سے آسماں:۔ سورۃ نجم آیت نمبر 1,2,7:

(والنجم اذا ھوٰیO وھو بالا فق الا علیٰ)

ترجمہ:O قسم ہے روشن ستارے (محمدﷺ) کی جب وہ (شب معراج) اوپر گئے۔

O تمہیں اپنے فیض صحبت سے صحابی بنانے والے رسولﷺ نہ راہ بھولے اور نہ راہ سے بھٹکے۔Oاور وہ (محمدﷺ شب معراج عالم مکاں کے) سب سے اونچے کنارے پر تھے۔آیت نمبر1: میں اللہ نے قسم سے بات شروع کی ہے۔اگر یہ اللہ کیلئے عام سی بات ہوتی تو اللہ کو قسم کھانے کی ضرورت نہیں تھی۔ بتایا جا رہا ہے کہ جو بات بتائی جارہی ہے وہ بڑی پکی اور بڑی اہم ہے۔اور جس کی قسم کھائی جارہی ہے وہ اور زیادہ اہم ہے۔اس وقت قسم کی اہمیت اور کیفیت ایک مثال سے واضح کرتا ہوں۔ بکر،زید،عمر کا آپس میں کوئی دوستانہ ہے۔صورت حال یہ ہے کہ زید کا عمر کے پاس آنا کسی بھی وجہ سے ممکن اور یقینی نہیں ہے۔ بکر عمر کو بتا رہا ہے کہ آج دوپہر کو زید تمہارے پاس پہنچ رہا ہے۔عمر حیرت و بے یقینی کی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ملی جلی کیفیت میں بکر سے کہتا ہے تم جھوٹ بول رہے ہو۔ایسا نہیں ہوسکتا بکر کہتا ہے: یار میری بات کا یقین کرو۔ میں قسم کھاتا ہوں کہ وہ آج دوپہر تمہارے پاس پہنچ جائے گا۔ بالکل اسی طرح اللہ ہمیں بتارہا ہے کہ لوگو! تمہارے لیے بظاہر اوپر آسمانوں کا سفر ناممکن ہے اور مجھے قسموں کی حاجت بھی نہیں ہے۔پھر بھی میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرا محبوب ستارہ (محمد ﷺ) اوپر آسمانوں پر گیا۔

اگلی بات: اللہ بادشاہ ہو۔اس کا محبوب وزیر ہو تو کیسے ممکن ہے کہ بادشاہ وزیر کو اپنی مملکت نہ دکھائے مملکت اللہ کی ہے۔اس میں وزارت نبی ﷺ کی ہے تو اللہ نے قسم کھا کر بتایا: لوگو! یقین کرلو کہ میں اپنی مملکت کا دوسرا حصہ دکھانے کیلئے اپنے محبوب وزیر کو آسمانوں پر لے گیا۔

بعض لوگوں کا نکتہ اعتراض یہ ہے کہ ستارے کی قسم کھائی ہے۔ستارہ کوئی بھی ہو سکتا ہے۔محمد ﷺ کی ذات یہاں کیسے آ گئی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ کا اپنے محبوب کو مختلف القاب سے بلانا کوئی نئی بات نہیں۔ پورا قرآن اس کا گواہ ہے۔ المزمل، المدثر، یٰسین، طٰہٰ، الرسول ﷺ، النبی ﷺ یہ سب القاب اللہ کے محبوب کیلئے ہیں۔النجم بھی انہیں القابات میں سے ایک لقب ہے۔ہم بھی اپنے پیاروں کیلئے اسی قسم کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔میرا چاند، میرا تارا، میرا پھول، میرا شہزادہ، میرے گھر کا سنگھار، میرے گھر کی رونق، میری جان، میرا راج دلارہ وغیرہ وغیرہ۔یہاں ستارے کا لقب دینے کا ایک معنیٰ یہ بھی نکلتا ہے۔کہ چونکہ یہ سفر رات کو ہوا اور اس میں آسمان کی بات بھی ہے اور آسمان پر ستارے رات کو ہوتے ہیں۔لہٰذا رات اور آسمان کی مناسبت سے ستارے کا لقب نہایت موزوں ہے اور پھر معراج کے لفظ کی طرح ستارے میں بہت ہی بلندی کا تصور موجود ہے۔ اس وجہ سے بھی معراج کے موضوع کیلئے ستارے کا لقب موزوں تر ہے۔(یہی معنیٰ امام جعفر الصادق اور دوسرے آئمہ تفسیر نے بھی لیا ہے) اذا ھوی میں دو معانی پائے جاتے ہیں اوپر جانا اور نیچے اترنا۔یہاں اوپر جانے کا معنیٰ لیا جائے گا۔یعنی مسجد اقصیٰ کے بعد۔۔۔۔۔۔۔۔کا سفر۔

دوسری آیت:۔ "تمہارے صاحب نہ راہ بھولے نہ راہ بھٹکے"۔صاحب: صحبت سے نواز کر صحابی بنانے والے: بتایا جارہا ہے کہ جس نے صحابی بننا ہو اسے چاہیے کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے محبوب کی محبت اختیار کرے صحابی بن جائے گا۔ ورنہ ابو جہل ،عتبہ ،شیبہ اور ابو لہب ہی رہ جائے گا۔ اور جب یہ محبوب جو اللہ کی محبت اختیار کرتا ہے تو تم سب کا صاحب بن جاتا ہے۔ پھر ایسا صاحب بنتا ہے کہ تمہیں سیدھے راستے بتاتا ہے۔ اور سیدھے راستے وہی بتاتا ہے جسے ان راستوں کا علم ہو۔ اور جسے راستوں کا علم ہوتا ہے وہ نہ کبھی راستہ بھولتا ہے اور نہ کبھی بھٹکتا ہے۔ آیت بتا رہی ہے کہ آسمانوں کے راستے میرے محبوب کے دیکھے بھالے تھے۔ سو بھولنے اور بھٹکنے کا سوال ہی نہیں تھا۔ بلکہ کیفیت یہ تھی کہ "ووجدک ضآلاً فھدی"۔ اور اس (اللہ) نے آپ ﷺ کو اپنی محبت میں خود رفتہ و گم پایا تو اس (اللہ) نے آپ ﷺ کو مقصود تک پہنچا دیا۔ یعنی محبت جب نقطہ عروج تک پہنچی تو اللہ نے اپنے محبوب ﷺ کو معراج کرا دی۔

تیسری آیت بتا رہی ہے کہ منزلیں طے کرتے ہوئے اللہ کا محبوب عالم مکاں کے سب سے اونچے کنارے پر پہنچ گیا۔ جہاں عالم مکان کی انتہا ہوتی ہے۔ اسی مقام کو سدراۃ المنتھیٰ کہتے ہیں۔ یہی فرشتوں کا مقام ہے۔ اس سے آگے لا مکاں شروع ہوتا ہے۔

(2) آسماں سے لا مکاں:۔ سورۃ نجم آیت 8,9: O آیت نمبر8: پھر وہ (اللہ) (محمد ﷺ سے) قریب ہوا پھر اور زیادہ قریب ہو گیا۔O پھر (جلوہ حق اور حبیب مکرم میں صرف) دو کمانوں کا فاصلہ رہ گیا یا (انتہائے قرب میں) اس سے بھی کم (ہو گیا)۔ آیت نمبر8 میں دو مقام بیان ہوئے ہیں۔ دنا اور تدلی۔ یہ دونوں مقام قرب بھی ہیں اور مقام عروج بھی ہیں۔ دنا کی ایک صورت یہ بنتی ہے کہ حضور ﷺ لامکاں میں سفر کرتے ہوئے دنا کے مقام پر پہنچے تو وہاں جلوہ حق ہوا۔

دوسری صورت یہ بنتی ہے کہ دنیاوی آداب معاشرت میں میزبان آگے بڑھ کر مہمان کا استقبال کرتا ہے لہٰذا اللہ پاک حضور ﷺ کے قریب ہوا اور دنا کے مقام پر جلوہ حق کرایا گیا۔ (قف یا محمد ﷺ ان ربک یصلیّ :ٹھہر جاؤ یا محمد ﷺ تمہارا رب قریب ہوتا ہے۔ امام شعرانی طبقات الکبریٰ)۔

تیسری صورت یہ بنتی ہے کہ ادھر سے حضور ﷺ قریب ہوئے ادھر سے اللہ رب العزت قریب ہوا۔ حتیٰ کہ مقام دنا پر پہلا جلوہ حق کرایا گیا۔ اسی طرح حضرت محمد ﷺ اور زیادہ قریب ہوئے یا اللہ تعالیٰ اور زیادہ قریب ہوا یا دونوں ایک دوسرے کے اور زیادہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قریب ہوئے تو تدلّٰی کا مقام قرب آ گیا۔اس مقام پر دوسرا جلوہ حق کرایا گیا۔

آیت نمبر9 میں اور زیادہ قربت ہوئی تو دو کمانوں کا فاصلہ رہ گیا۔ یعنی قاب قوسین پر تیسرا جلوہ حق ہوا۔ اور انتہائے قرب میں چوتھا جلوہ حق ہوا۔ اور وہ مقام او ادنیٰ پر ہوا۔ اور اس قربت کا تعین نہیں کیا جا سکتا۔علماء اور عرفاء اس کو مقام وصال کہتے ہیں۔ یعنی اللہ نے اپنی شان کے لائق حضورﷺ سے ملاقات کی۔ چونکہ اللہ کی کوئی مثل نہیں لہٰذا ملاقات بھی بے مثل ہے اس لیے اس کا تعین نہیں ہوسکتا۔ واللہ اعلم۔

(3) لامکاں سے مالک دو جہاں:۔ ہمارے ہاں جب ملاقات ہو جائے تو ملنے ملانے اور استقبالیہ کلمات کے بعد بیٹھک ہوتی ہے۔پھر باہمی دلچسپی کے امور پر تبادلہ خیال ہوتا ہے۔بس سمجھنے کے لیے اس دنیا کی مثال دی ہے۔اس مثال کو اسی دنیا میں رہنے دیں اور اللہ اور اس کے محبوب کی بیٹھک اور دونوں کی باتوں کو اس مثال پر محمول نہ کریں۔لہٰذا اللہ اور اس کا محبوب ملے ضرور لیکن اپنی شان کے لائق۔ جو قرآن نے کہا وہ ہم بیان کردیتے ہیں: چنانچہ قرآن کہتا ہے کہ لامکاں کی منزلیں طے کرتے ہوئے حضورﷺ اللہ کے حضور پہنچ گئے۔

(آیت نمبر9 سورۃ نجم) (فکان قاب قوسین او ادنیٰ)

ترجمہ: پھر (جلوہ حق اور حبیب مکرمﷺ میں صرف) دو کمانوں کی مقدار فاصلہ رہ گیا یا (انتہائے قرب میں) اس سے بھی کم (ہوگیا)

☆ بیٹھک اور باتیں:۔ سورۃ نجم آیت نمبر5: (علمہ شدیدا لقوی)

ترجمہ:اس (محبوب) کو بڑی قوتوں والے (رب) نے علم (کامل) سے نوازا۔

یہاں یہ بات بڑی قابل توجہ ہے کہ اللہ کے بے شمار صفاتی نام ہیں اور ہر نام علیحدہ علیحدہ اثرات رکھتا ہے۔ اللہ رحمٰن ہے تو مہربانی فرماتا ہے۔اللہ رحیم ہے تو رحم فرماتا ہے۔ اللہ کریم ہے تو کرم فرماتا ہے۔ اللہ ہادی ہے تو ہدایت فرماتا ہے۔۔۔۔اللہ عالم ہے تو علم عطا فرماتا ہے اور اللہ قوی ہے تو قوت عطا فرماتا ہے۔۔۔۔لیکن اس آیت میں بڑی عجیب بات ہے کہ اللہ شدید القوی (بڑی قوتوں والا) ہے تو وہ علم عطا فرما رہا ہے پتہ چلا یہاں علم ایک قوت ہے اور قوت بھی قوت برداشت ہے اور قوت برداشت کس چیز کی؟ اللہ کو دیکھنے کی قوت برداشت۔ اللہ کو سننے کی قوت برداشت۔اللہ کے کلام کو دماغ میں محفوظ کرنے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی قوت برداشت اور وحیٔ الٰہی کو دل میں اتارنے کی قوت برداشت حتیٰ کہ اللہ کے حضور پیش ہو کر سامنے بیٹھنے کی قوت برداشت۔ظاہر ہے اللہ قوت والا ہے اور محبوب، بندہ ہونے کے ناطے کمزور ہے۔قوت والے رب کی ہر صفت طاقتور ہے۔اور کمزور محبوب کی ہر صفت کمزور ہے۔لہٰذا ضرورت اس امر کی تھی کہ پہلے محبوب کی کمزوری کو دور کیا جائے تا کہ وہ طاقت ور رب کے ساتھ باتیں کر سکے۔تو اللہ نے قوت علم عطا کر کے محبوب کی کمزوری کو دور فرما دیا۔

پھر اس حسن مطلق نے اپنے ظہور کا ارادہ فرمایا:

(سورۃ نجم آیت نمبر 6) (ذومرۃٍ ط فاستوٰی)

ترجمہ: جو حسن مطلق ہے۔ پھر اس (جلوہ حسن) نے (اپنے) ظہور کا ارادہ فرمایا۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ علم نے حضور کو کیسے طاقت دی؟ سب سے پہلے اس علم نے آنکھ کی قوت بصارت کو طاقت دی۔ تا کہ وہ مشاہدہ حق کر سکے اور واقعی پھر محبوب کی آنکھ نے دیدار الٰہی اس انداز سے کیا کہ قرآن بول اٹھا:

(آیت نمبر 17) "ما زاغ البصر وما طغیٰ"o

ترجمہ: نہ آنکھ کسی اور طرف مائل ہوئی اور نہ حد سے بڑھی۔

"یعنی عاجزی اور بندگی کی حدود قائم رکھتے ہوئے کبریائی اور الوہیت کی حدود کو چھوا بھی نہیں۔آنکھوں نے ٹکٹکی باندھ کر دیکھا اور حد بندگی میں دیکھا۔پھر اللہ تعالیٰ نے جو دکھایا سب کچھ دیکھا

(آیت نمبر 18) (لقد رای من ایٰت ربہ الکبریٰ)

ترجمہ:" بے شک اس (محبوب) نے (شب معراج) اپنے رب کی بڑی نشانیاں دیکھیں۔

"ان بڑی نشانیوں میں جنت، دوزخ، عرش معلیٰ، فرشتے، حور و غلمان، سدرۃ المنتہیٰ، لامکاں، لوح محفوظ، ساتوں آسماں، بیت المعمور (فرشتوں کا قبلہ) سب کچھ شامل ہے۔ پھر اس علم نے کانوں کی بشری سماعت کو طاقت بخشی تو ان کانوں نے الوہی آواز کو اپنے اندر جذب کر کے اسے دل کے کانوں تک پہنچا دیا۔اب کیفیت یہ تھی کہ آنکھوں نے دیدار الٰہی کیا اور کانوں نے اپنے رب کی آواز کو سنا تو دل نے اس کو جھٹلایا نہیں بلکہ تصدیق کر دی کہ ہاں! جو دیکھا جو سنا یہ حق ہے (آیت نمبر 11) دل نے اس کے خلاف نہیں جانا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

جو آنکھوں نے دیکھا۔ اس علم نے دماغ کی قوت کا یہ حال کر دیا کہ جو باتیں جو گفتگو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب سے کی وہ سب کچھ آپ ﷺ کے دماغ نے اپنے اندر محفوظ کر لیا۔ اس کے بعد اپنی تمام باتیں ختم کر دیں پھر جو کچھ بولا اسی وحی میں سے بولا جو آپ ﷺ کی طرف کی گئی۔ یا آپ ﷺ کو سنائی گئی تھی۔

(آیت نمبر 10 اور 3 اور 4) فاوحی الی عبدہ ما اوحیٰ۔

پس اس اللہ نے اپنے عبد کی طرف وحی فرمائی جو (بھی) وحی فرمائی۔ اور وہ ﷺ اپنی خواہش

وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ o

سے نہیں بولتے۔ جو بولتے ہیں اس وحی میں سے بولتے ہیں۔ جو انہیں کی جاتی ہے۔

☆ نزولی سفر:۔ جس طرح پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ معراج میں بلندی پر جا کر واپس آنے کا تصور بھی موجود ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ واپس آیا جائے یا نہ آیا جائے۔

کیونکہ معراج میں اللہ کی قربتوں کی لذتیں پا کر پھر دکھوں اور تکلیفوں کی دنیا میں واپس آنے کا حوصلہ کسی کسی میں ہوتا ہے۔ (حدیث ادریس علیہ السلام) بہر حال آقا ﷺ کی واپسی کے سفر کو قرآن نے اس ترتیب سے بیان کیا ہے۔ سورۃ نجم آیت نمبر 1: (والنجم اذا ھوٰی) ترجمہ: قسم ہے ستارے (محمد ﷺ) کی جب وہ (چشم زدن میں شب معراج اوپر جا کر) نیچے اترے آیت نمبر 2: "(واپسی کے سفر میں بھی) تمہارے صاحب نہ راہ بھولے اور نہ راہ سے بھٹکے"۔ گویا وہ راہ ان کی دیکھی بھالی تھی

آیت نمبر 3: (وما ینطق عن الھویٰ) ترجمہ: (واپس آ کر انہوں نے لوگوں کو جو بتایا)۔

وہ اپنی خواہش سے نہیں بتایا۔ وہ اسی وحی میں سے بتایا جو ان پر کی گئی تھی۔ واپسی پر کیا بتایا تھا؟ یہی کہ میں اللہ سے ملاقات کر کے آیا ہوں۔ کفار مکہ نے ہنگامہ شروع کر دیا کہ یہ کیسے ہو گیا؟ ہم نہیں مانتے۔ آیت نمبر 12: (افتمرونہ علی مایریٰ)

ترجمہ: (اللہ نے اس موقع کیلئے قرآن میں بیان کیا کہ لوگو) "(تم میرے حبیب ﷺ سے پہلی ملاقات کے متعلق جھگڑتے ہو۔ (اور) جو کچھ اس سفر میں دیکھا اس پر جھگڑتے ہو"۔ آیت نمبر 13: (ولقد راہ نزلۃ اخریٰ) ترجمہ: (تو سنو!) "بے شک میرے حبیب ﷺ نے مجھے دوسری مرتبہ (واپسی پر پھر) دیکھا"۔ یہ واپسی کی الوداعی ملاقات تھی۔

آیت نمبر 14,15: (عند سدرۃ المنتھیٰ o عندھا جنۃ الماویٰ)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ:(اور یہ ملاقات) سدرۃ المنتہیٰ کے قریب ہوئی جہاں پاس ہی جنت الماویٰ ہے۔

آیت نمبر16:(اذیغشی السدرۃ مایغشیٰ)

ترجمہ:(وہاں) نورِ حق کی تجلیات نے سدرۃ کو ڈھانپ رکھا تھا(جیسا کہ) سائبان ہوتا ہے۔

آیت نمبر17: (مازاغ البصر وما طغیٰ)

ترجمہ:(اس وقت بھی) حضورﷺ کی آنکھ کسی طرف مائل نہ ہوئی اور نہ ہی حد بندگی کو کراس کیا۔

آیت نمبر18:(لقد رای من ایٰت ربہ الکبریٰ)

ترجمہ:(واپسی پر) اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں پھر دیکھیں۔ بہت ساری احادیث اس کی تصدیق کرتی ہیں

☆ الوداعی ملاقات:۔

سورۃ نجم آیت نمبر12,13,14,15:(الفتم ونہ علیٰ مایریٰo

ترجمہ: معراج النبیﷺ میں دو ملاقاتیں ثابت ہیں۔ پہلی ملاقات ادنیٰ کے مقام پر۔

ولقد راہ نزلۃً اخریٰoعند سدرۃ المنتھیٰo

دوسری اور الوداعی ملاقات سدرۃ اور جنت الماویٰ کے قریب ہوئی۔ یہاں ہمارے ہاں بھی کوئی بڑا معزز مہمان ہو تو میزبان اس کے ساتھ پہلی ملاقات گھر میں ہی کرتا ہے۔دوسری ملاقات رخصتی پر۔جب عندھا جنۃ الماوٰی) میزبان مہمان کو رکشے تک۔ٹیکسی تک یا بس اڈے تک چھوڑنے آتا ہے۔ یہ یہاں زمین کی مثال ہے۔اللہ ان مثالوں سے پاک ہے۔لہٰذا دوسری الوداعی ملاقات جیسے بھی کی اللہ نے اپنی شان کے لائق کی آیت نمبر12 تا15اسی ملاقات کا بیان کرتی ہیں۔

☆ سفر واپسی (معجزے میں معجزہ):۔معراج پر جانا تو ایک معجزہ ہے ہی۔ واپس مکہ کی وادی میں آنا بھی ایک معجزہ ہے۔وہ کس طرح؟ وہ اس طرح کہ جاتے وقت براق کی سواری بمعہ جبرائیل (علیہ السلام) سدرۃ سے آگے رف رف کی سواری:اور پھر بقہ نور (نور کے ہالے) کی سواری کا ذکر احادیث میں ملتا ہے۔ واپسی کے سفر کے دو آپشنز ہیں: ایک تو انڈر سٹڈ(Under Stood) ہے کہ جیسے آپﷺ معراج پر گئے اسی طریقے سے واپس بھی آ گئے۔دوسرا یہ ہوسکتا ہے۔واپسی پر آقاﷺ تن تنہا تشریف لائے۔کیونکہ جاتے وقت

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

انسان کامل ہوتے ہوئے بھی کئی بشری کمزوریاں تھیں۔ملاقات سے پہلے اللہ رب العزت نے علم بمعنی روشنی اور روشنی بمعنی طاقت (اللہ کے جلووں کی طاقت) عطا کر کے وہ سب بشری کمزوریاں دور فرما دیں۔اب حضورﷺ اللہ کے جلووں کو سمیٹ کر واپس آ رہے تھے۔ براق،رف رف اور بقہ نور کی کیا مجال ان جلووں کا مقابلہ کر سکیں۔محبوب میرے پاس آنے کیلئے آپ نے سواریوں کا سہارا لیا۔اب آپﷺ میرے جلووں کی روشنی کے سہارے واپس جائیں تا کہ لوگ جان جائیں کہ معراج کی رات میرا محبوب میرا مظہر! تم بن کر واپس آیا ہے۔

☆ تیز رفتاری کے ثبوت قرآن سے:۔معراج کے اس واقعہ میں چونکہ رفتار کی تیزی اور وقت کے قلیل ہونے کی بات ہے لہٰذا اس کو پہلے قرآن کے حوالے سے پھر روز مرہ اور سائنس کے حوالے سے مطالعہ کرتے ہیں۔قرآن نے کئی تیز رفتار ذرائع کا ذکر کیا ہے۔

☆ ہد ہد:۔

سورۃ نمل آیت نمبر20,22,23:"(وتفقد الطیر فقال مالی لآ اری الھد ھد ام کان من الغآ ئبین o فمکث غیر بعیدٍ فقال احطت بما لم تحط بہ وجئتک من سبإ بنبإ یقینٍ o انی وجدت امرأۃً تملکھم واوتیت من کل شیءٍ ولھا عرش عظیم)

ترجمہ: اور سلیمان (علیہ السلام) نے پرندوں کا جائزہ لیا تو کہنے لگے مجھے کیا ہوا کہ میں ہد ہد کو نہیں دیکھ پا رہا۔۔۔۔پس وہ تھوڑی ہی دیر (باہر) ٹھہرا تھا کہ اس (ہد ہد) نے (حاضر ہو کر) عرض کیا۔۔۔۔میں آپ کے پاس (ملک سبا) سے ایک یقینی خبر لایا ہوں۔ میں نے (وہاں) ایک ایسی عورت کو پایا ہے جو ان (باشندوں) پر حکومت کرتی ہے اور اسے ہر ایک چیز بخشی گئی ہے اور اس کے پاس بہت بڑا تخت ہے"۔ حضرت سلیمان (علیہ السلام) ملک شام میں اور حکمران عورت یمن میں۔ دونوں کا زمینی فاصلہ تقریباً دو ہزار کلو میٹر بنتا ہے۔حضرت سلیمان (علیہ السلام) نے اپنا خط ان تک پہنچانے کیلئے اس چھوٹے سے پرندے ہد ہد کو بھیجا۔

آیت نمبر28:(اذھب بکتبی ھذا فالقہ الیھم ثم تول عنھم فانظر ماذا یرجعون)

ترجمہ: "میرا یہ خط لے جا اور اسے ان کی طرف ڈال دے پھر ان کے پاس سے ہٹ آ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر دیکھ وہ کس بات کی طرف رجوع کرتے ہیں o"یوں سمجھیں (ہدہد) آج کے دور کا ہیلی کاپٹر تھا۔ بمعہ آڈیو ریکارڈر ملکہ سبا اور اس کے ساتھیوں کی ساری باتیں ہد ہد نے آ کر حضرت سلیمان (علیہ السلام) کو بتا دیں۔

(آیت نمبر 29 تا 35)(قالت یآیھا الملئو انی القی الی کتب کریم o انہ من سلیمن وانہ بسم اللہ الرحمن الرحیم oالا تعلواعلی واتنی مسلمین o قالت یآ یھا الملئوا افتونی فی امری ج ماکنت قاطعۃً امرًا حتّٰی تشھدون o قالوانحن اولوقوۃٍ اولوباسٍ شدیدٍ والامر الیک ف انظری ماذاتامرین o قالت ان الملوک اذادخلوقریۃًافسدوھا وجعلوا اعزۃ اھلھآ اذلّۃً وکذلک یفعلون o وانی مرسلۃ الیھم بھدیۃ فنظرۃ بم یرجع المرسلون)

ترجمہ: (ملکہ نے) کہا: اے سردارو! میری طرف ایک نامہ بزرگ ڈالا گیا ہے۔ بے شک وہ (خط) سلیمان (علیہ السلام) کی جانب سے (آیا) ہے اور وہ اللہ کے نام سے شروع (کیا گیا) ہے جو بے حد مہربان بڑا رحم فرمانے والا ہے۔ (اس کا مضمون یہ ہے) کہ تم لوگ مجھ پر سر بلندی (کی کوشش) مت کرو اور فرمانبردار ہو کر میرے پاس آ جاؤ۔ (ملکہ نے) کہا: اے دربار والو! تم مجھے میرے (اس) معاملہ میں مشورہ دو میں کسی کام کا قطعی فیصلہ کرنے والی نہیں ہوں یہاں تک کہ تم میرے پاس حاضر ہو کر (اس امر کے موافق یا مخالف) گواہی دو۔ انہوں نے کہا: ہم طاقتور اور سخت جنگجو ہیں۔ مگر حکم آپکے اختیار میں ہے سو آپ (خود ہی) غور کر لیں کہ آپ کیا حکم دیتی ہیں۔ (ملکہ نے) کہا: بے شک جب بادشاہ کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اسے تباہ و برباد کر دیتے ہیں اور وہاں کے باعزت لوگوں کو ذلیل و رسوا کر ڈالتے ہیں اور یہ (لوگ بھی) اسی طرح کریں گے۔ اور بے شک میں ان کی طرف کچھ تحفہ بھیجنے والی ہوں پھر دیکھتی ہوں قاصد کیا جواب لے کر واپس لوٹتے ہیں۔

☆ عفریت:۔

سورۃ نمل آیت نمبر 38,39:(قال یایھا الملئوا ایکم یاتینی بعرشھا قبل ان یاتونی مسلمین o قال عفریت من الجن انا اتیک بہ قبل ان تقوم من مقامک ج وانی علیہ لقوی امین)

ترجمہ: "سلیمان (علیہ السلام) نے فرمایا: اے دربار والو! تم میں سے کون اس (ملکہ)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تخت میرے پاس لا سکتا ہے قبل اس کے کہ وہ لوگ فرمانبردار ہو کر میرے پاس آ جائیں۔ ایک قوی ہیکل جن نے عرض کیا: میں اسے آپکے پاس لا سکتا ہوں۔قبل اس کے کہ آپ اپنے مقام سے اٹھیں۔ بے شک میں اس (کے لانے پر) طاقتور (اور) امانتدار ہوں۔"

حضرت سلیمان (علیہ السلام) کے دربار میں موجود ایک طاقتور جن کی تیز رفتاری کا یہ عالم تھا کہ دربار کا وقت ختم ہونے تک تقریباً 2 ہزار کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے اس نے جانا تھا۔ یعنی آج کل کے تیز رفتار جنگی ہوائی جہاز کی مثال کا وہ جن تھا۔ جس نے تقریباً 4 ہزار کلومیٹر کا فاصلہ 5 یا 6 گھنٹوں میں طے کرنا تھا۔ (یعنی 2 ہزار +2 ہزار کلومیٹر)

O ہوا:۔ سورۃ سبا آیت نمبر 12:"اور سلیمان (علیہ السلام) کے لیے (ہم نے) ہوا کو (مسخر کر دیا) جس کی صبح کی مسافت ایک مہینہ کی (راہ) تھی اور اس کی شام کی مسافت (بھی) ایک ماہ کی راہ ہوتی"۔ صاف ظاہر ہے وہ ہوا حضرت سلیمان (علیہ السلام) اور ان کے دربار والوں کے تخت کو اٹھا کر چلتی ہوگی۔ حضرت سلیمان (علیہ السلام) اپنی سلطنت کا دورہ صبح بھی کرتے اور شام کو بھی کرتے تھے اور یہ فاصلہ پیدل ایک ماہ میں ہوتا تھا۔ یعنی ایک ماہ کا فاصلہ ایک دو گھنٹے صبح کرتے اور اتنا ہی شام کو کرتے تھے۔ آج کل کی زبان میں اسے ایئر بس (Air Bus) کہہ سکتے ہیں۔

☆ فرشتے اور روح:۔

سورۃ المعارج آیت نمبر 4: (تعرج الملٰئکۃ والروح الیہ فی یوم کان مقدارہ خمسین الف سنۃ)

ترجمہ: اس (اللہ کے) عرش کی طرف فرشتے اور روح عروج کرتے ہیں۔ایک دن میں، جس کا اندازہ (دنیوی حساب سے) پچاس ہزار سال کا ہے۔

سورۃ القدر آیت نمبر 4: (تنزل الملائکۃ الروح فیھا باذن ربھم من کل امر)

ترجمہ: اس (رات) میں فرشتے اور روح اپنے رب کے حکم سے (خیر و برکت) کے ہر امر کے ساتھ اترتے ہیں (نزول کرتے ہیں)

بعض علماء نے المعارج کی آیت نمبر 4 کو آیت نمبر 1 سے ملا کر ترجمہ کیا۔

(تعرج الملکۃ والروح الیہ فی یوم کان مقدارہ اس طرح معنی یہ بنتا ہے کہ جس دن (یوم قیامت کو) عذاب واقع ہوگا اس کا دورانیہ 50 ہزار برس کا ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خمسین الف سنۃ o سال سائل بعذاب واقع) اور بعض علما نے فی یوم (ایک دن میں) کو تعرج (عروج کرتے ہیں) کے ساتھ ملا کر ترجمہ یوں کیا ہے۔ ملائکہ اور ارواح مومنین جو عرش الٰہی کی طرف عروج کرتی ہیں ان کے عروج کی رفتار 50 ہزار سال یومیہ ہے۔ یعنی دنیا کے 2 سیکنڈ میں وہ 12 برس کا سفر طے کر جاتے ہیں۔ (اس آیت سے معراج النبی ﷺ سے متعلق وہ روایت کہ کنڈی ہل رہی تھی۔ وضو کا پانی ابھی چل رہا تھا۔ بستر ابھی گرم تھا۔ پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے) اگر دونوں آیات کو ملایا جائے تو مطلب یہ بنے گا کہ دن کے وقت فرشتے اور روح اللہ کے عرش کی طرف 50 ہزار برس یومیہ کی رفتار سے عروج کرتے ہیں اور اسی رفتار کے ساتھ اللہ سے امر لیکر رات کے وقت وہ نزول کرتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

☆ صحابی سلیمان (علیہ السلام):۔ جب حضرت سلیمان (علیہ السلام) ملکہ سبا کا تخت لانے کی بات کر رہے تھے تو جن نے تقریباً 5,6 گھنٹوں کا وقت مانگ لیا۔ لیکن "پھر ایک ایسے شخص نے عرض کیا جس کے پاس آسمانی کتاب کا علم تھا (یعنی طاقت تھی) میں اسے آپ کے پاس لا سکتا ہوں قبل اس کے کہ آپ کی نگاہ آپ کی طرف پلٹے (یعنی پلک جھپکنے سے بھی پہلے)۔ پھر جب سلیمان (علیہ السلام) نے اس (تخت) کو اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا تو کہا: ہذا من فضل ربی: یہ میرے رب کا فضل ہے۔

(نمل آیت نمبر 40) (قال الذی عندہ علم من الکتب انا اتیک بہ قبل ان یرتد الیک طرفک ط فلما رآہ مستقرًا عندہ قال ھذا من فضل ربی

یہ رفتار کی تیزی ہی معجزہ ہے۔ فی زمانہ ہم نے اس معجزہ کے کچھ حصے کا ثبوت مکمل کر لیا ہے۔ ہم لفظوں، آوازوں اور عکسوں کو ای میل اور انٹرنیٹ کے ذریعے چشم زدن میں ایک مقام سے دوسرے مقام تک لے جاتے ہیں۔ کسی مادی جسم کو چشم زدن میں ابھی ہم ایک مقام سے دوسرے مقام تک منتقل نہیں کر سکتے۔ شاید ایسا وقت بھی مستقبل میں آ جائے۔ ہم معجزے کو تین قسموں میں تقسیم کرتے ہیں۔

(۱) آفاقی معجزہ (بغیر ظاہری اسباب انبیاء کے ذریعے وقوع ہونے والا عمل) (۲) سائنسی معجزہ (ظاہری اسباب استعمال کر کے سائنسی طریقے سے وقوع ہونے والا عمل) (۳) شیطانی معجزہ (بغیر ظاہری اسباب شیطانی طریقے سے وقوع ہونے والا عمل، جادو وغیرہ)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

☆ تیز رفتاری کے ثبوت روز مرہ اور سائنس سے:۔ رفتار، وقت اور معراج۔ معراج النبی ﷺ میں رفتار اور وقت کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اسے سمجھنے کیلئے ایک اصول یاد کرلیں کہ جب کسی شے کی رفتار (سپیڈ) بڑھ جاتی ہے تو اس کیلئے وقت کم ہو جاتا ہے۔ مثلاً ایک گاڑی 60 کلو میٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے چل کر اپنی منزل پر آدھ گھنٹے میں پہنچ جاتی ہے۔ دوسری گاڑی 120 کلو میٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے چل کر اسی منزل پر 15 منٹ میں پہنچ جاتی ہے۔ اب اس کی کچھ صورتیں بیان کرتا ہوں۔

☆ جب ہم عمرہ کی ادائیگی کیلئے گئے تو لاہور ائیر پورٹ پر نماز ظہر پڑھ کر احرام باندھ لیا تھا۔ تقریباً پانچ گھنٹے مسلسل جہاز اڑتا رہا۔ جب جدہ ائیر پورٹ پر اترے تو ابھی نماز ظہر کا وقت تھا۔ اب ظہر کا وقت رکا رہا یا نہیں؟ یہاں پاکستان میں ظہر کی نماز پڑھ کے بس میں 5 گھنٹے کا سفر کریں۔ آپ کو ظہر کا وقت نہیں ملے گا۔ ہم 12 یا 14 گھنٹے مسلسل جمعرات کے دن امریکہ کی طرف سفر کریں۔ جب وہاں پہنچیں گے تو وہاں جمعرات کا ہی دن ہوگا۔

☆ امریکی خلائی جہاز اپالو جب چاند کے سفر پر نکلا تو خلا بازوں نے کہا کہ ہم نے چوبیس گھنٹوں میں سورج کو سولہ (16) مرتبہ طلوع وغروب ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ انسان خلا میں سفر کرے تو دنیا کے ایک دن میں وہ 16 دن گزار لیتا ہے (یعنی خلا میں ایک دن کے اندر 16 دن گزر جاتے ہیں)۔

☆ پیڈسٹل فین کو چلتے ہوئے دیکھیں (غور سے)۔ پنکھے کے پر نظر نہیں آئیں گے۔ لیکن ان کا سایہ ایسے لگے گا۔ جیسے الٹا چل رہا ہو۔ ہوتا کیا ہے؟ ہوتا یہ ہے کہ ہماری نظر اس کی تیز رفتاری کا پیچھا نہیں کرسکتی۔ اور بہت ہی پیچھے رہ جاتی ہے۔ جس سے لگتا ہے کہ وہ پیچھے کی طرف گھوم رہے ہیں۔

☆ کھیل کے سٹیڈیم میں دو لڑکے دوڑ رہے ہیں۔ دائرے میں زید آگے ہے اور بکر پیچھے۔ زید رفتا تیز کر کے ایک مکمل چکر کاٹ کر بکر کے پیچھے پہنچ جاتا ہے۔ اب دیکھنے والوں کو یہی لگے گا کہ زید پیچھے ہے۔ اور بکر آگے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ زید بکر سے ایک مکمل چکر آگے ہے۔ بس یہی حال معراج والی رات ہوا۔ براق جس پر آپ ﷺ سوار تھے۔ اپنی تیز رفتاری سے زمین کو بہت پیچھے چھوڑ گیا۔ یعنی وقت ہی پیچھے رہ گیا۔

☆ فزکس کا ایک اصول ہے۔ S = vt: آسان لفظوں میں فاصلہ برابر ہے رفتا x وقت اگر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فاصلہ اور رفتار بڑھاتے جائیں تو دونوں اپنے اپنے لامتناہی تک پہنچ جائیں گے اسی مناسبت سے وقت کم ہوتا ہوتا اپنے صفر تک پہنچ جائے گا۔ اور پھر منفی میں چلا جائے گا۔ یہی حال معراج والی رات ہوا۔ براق اپنی رفتار میں انتہا کو پہنچ گیا۔ فاصلہ بڑھتے بڑھتے لامکاں کی انتہاؤں کو چھو گیا۔ وقت نے تو صفر بلکہ منفی ہونا ہی تھا۔ یہی تھیوری آئن سٹائن نے 1905ء میں پیش کی تھی کہ اگر کوئی شے روشنی کی سپیڈ سے سفر کرے تو اس کیلئے وقت ختم ہو جائے گا۔ یہ پوزیشن سنگل روشنی کی ہے۔ لیکن معراج کی رات نبی پاک ﷺ نے ملٹیپل (Multiple) روشنی (براق) پر سفر کیا تھا۔ ذیل میں حسابی طریقہ دیا گیا ہے۔ جو سائنس کے طلبا کیلئے دلچسپی سے خالی نہیں ہوگا۔

زمین کا محیط = 40200km 1 mile = 1.61 km

سنگل روشنی کی سپیڈ = 186000 miles/sec

تقریباً 3 لاکھ کلومیٹر فی سیکنڈ

299460km فاصلے کیلئے وقت = 1 سیکنڈ

1 کلومیٹر فاصلے کیلئے وقت = 40200 x 1/299460

40200km فاصلے کیلئے وقت = 40200 x 1/299460 = 0.013 سیکنڈ

اس کا مطلب ہے ہماری زمین کا ایک چکر لگانے کیلئے روشنی کو 0.013 سیکنڈ لگتے ہیں۔

یعنی ایک سیکنڈ کے 1000 حصے کیے جائیں تو ان ہزار میں سے 13 حصے سیکنڈ کا وقت لگتا ہے۔ 13×10^{-3} سیکنڈ

0.013 سیکنڈ قلیل وقت عقل نے خود دریافت اور کیلکولیٹ بھی کیا ہے لیکن پھر بھی محو حیرت ہے۔ یہی معجزہ ہوتا ہے اور یہ قیامت تک معجزہ رہے گا۔

☆ سورۃ الانشقاق آیت نمبر 18,19,20: (والقمر اذا تسق o لترکبن طبقاً عن طبقٍ o فما لهم لا یومنون) ترجمہ: قسم ہے چاند کی جب وہ پورا ہو جائے تم ضرور بالضرور اس (زمین کے) طبق سے (دوسرے طبق چاند پر) پرواز کرتے ہوئے جاؤ گے۔ پھر اس کے باوجود انہیں کیا ہوا کہ ایمان نہیں لاتے۔ اللہ تعالیٰ کفار سے پوچھ رہا ہے کہ تم اپالو۔ سکائی لیب اور خلائی شٹل پر سوار ہو کر چاند کو تسخیر بھی کر چکے ہو۔ پھر بھی تم معراج مصطفےٰ ﷺ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کو ماننے سے انکاری ہو۔ حالانکہ اے گروہ کفار! تم فزیکلی اس کا تجربہ بھی کر چکے ہو۔ جب اللہ کفار کو معراج مصطفےٰ ﷺ ماننے کیلئے یوں قائل کر رہا ہے تو ایمان والوں کیلئے تو انکار کی کوئی صورت ہی نہیں بنتی۔ ہم نے چاند کو تسخیر کر کے معراج مصطفےٰ ﷺ کی تصدیق بھی کر دی ہے۔ لیکن عقلی لحاظ سے پھر بھی حیرت زدہ ہیں کہ بغیر ظاہری اسباب کے یہ لا متناہی سفر کیسے کر لیا گیا۔ اور دوسری بات یہ کہ ہم نے تصور پیکٹیکلی وقت کو 0.013 سیکنڈ تک قلیل تو کر لیا ہے لیکن پریکٹیکلی 0.013 سیکنڈ میں لا متناہی سفر نہیں کر سکے۔ اس پر محو حیرت ہیں کہ مصطفےٰ ﷺ کریم نے اتنے قلیل وقت میں لا متناہی سفر کیسے کر لیا؟ یہی معجزہ ہے اور یہ قیامت تک معجزہ ہی رہے گا۔ یہی معراج کی رات ہوا تو کنڈی ہلتی رہی، بستر گرم رہا اور وضو کا پانی چل رہا تھا جب معراج کا سفر ختم بھی ہو گیا۔

☆ واقعہ معراج ایک آزمائش:۔ اب اختتام کی طرف آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں بیان فرماتا ہے۔

وما جعلنا الرءیا التی اریناک الا فتنۃً اللناس o (بنی اسرائیل آیت نمبر 60)

ترجمہ:" اور ہم نے (شب معراج کے) اس نظارہ کو جو ہم نے آپ ﷺ کو دکھایا لوگوں کیلئے صرف ایک آزمائش بنایا ہے۔

یہاں آزمائش ان چیزوں کو کہا ہے جن کا تعلق دیکھنے سے ہے۔ کیا کیا دیکھا: راستے کی ہر شے اور اللہ سمیت جو دیکھا یہی آزمائش تھی۔ عشق والے (ایمان والے) مان گئے عقل والے انکاری ہو گئے۔ صحیح مسلم کی حدیث پاک ہے کہ نبی پاک ﷺ کا براق مسجد اقصیٰ کی طرف جا رہا تھا تو راستے میں حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی قبر تھی۔ آپ ﷺ نے دیکھا کہ موسیٰ (علیہ السلام) قبر میں کھڑے صلوٰۃ پڑھ رہے تھے۔ کچھ علماء فرماتے ہیں نماز پڑھ رہے تھے۔ کچھ علماء فرماتے ہیں صلوٰۃ وسلام پڑھ رہے تھے۔ ہم دونوں علماء کی بات مان لیتے ہیں کہ موسیٰ (علیہ السلام) آپ ﷺ کی سواری کے گزرنے کا انتظار کر رہے تھے۔ تو انہوں نے پہلے اللہ کے حضور نماز پڑھی ہوگی پھر آپ ﷺ کی سواری کو دیکھ کر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احتراماً کھڑے ہو کر درود و سلام پڑھنا شروع کر دیا ہوگا۔ اس لیے کہ نماز پڑھنا حضور ﷺ کی سنت اور درود و سلام پڑھنا اللہ کی سنت۔ تو موسیٰ (علیہ السلام) دونوں سنتیں پوری کر رہے تھے۔ دوسری بات بھی ثابت ہوگئی کہ انبیاء قبروں میں زندہ ہیں اور کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھنا موسیٰ (علیہ السلام) کی سنت ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم o

☆☆☆

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 7 اعلیٰ عبادت مضمون ملاوٹ

مندرجات

☆	نماز کا جسم	181
☆	نماز کا مضمون	181
☆	تجزیہ	183
☆	سوال	189
☆	جوابات	189
☆	نماز ایک عبادت بھاری یا ہلکی (ایک سوچ، ایک ارادہ، ایک فکر)	190
☆	کیوں اور کیسے؟	194
☆	وضو سے لیس رہنے کا طریقہ	194

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعلیٰ عبادت مضمون ملاوٹ

قرآن وحدیث کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ نماز اعلیٰ پسندیدہ اور خالص عبادت ہے۔سب عبادات سے زیادہ ذکر اسی عبادت کا آیا ہے۔لہٰذا چند آیات قرآن پاک سے ملاحظہ فرمائیں جو نماز کی اہمیت بیان کرتی ہیں۔

البقرہ آیت 3-5:۔ (3) جو غیب پر ایمان لاتے اور نماز قائم کرتے ہیں۔

(5) وہی اپنے رب کی طرف سے ہدایت یافتہ اور حقیقی کامیابی پانے والے ہیں۔

البقرہ آیت 153:۔ (153) اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ذریعے (مجھ سے) مدد چاہا کرو۔

النسآء آیت 43:۔ (43) اے ایمان والو! تم نشہ۔۔۔۔۔۔اور جنابت کی حالت میں نماز کے قریب مت جایا کرو۔

الانعام آیت 162:۔ (162) فرما دیجیے بے شک میری نماز میرا حج میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت اللہ کیلئے ہے۔

المدثر آیت 44-40:۔ (40) جنتی لوگ مجرموں سے پوچھیں گے تمہیں کس جرم میں

(44) دوزخ میں پہنچایا گیا۔وہ کہیں گے ہم نماز نہیں پڑھتے تھے۔

الاعراف آیت 31:۔ (31) اے اولاد آدم! تم ہر نماز کے وقت اپنا لباس زینت پہن لیا کرو۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

توبہ آیت 11-5:۔ (5) پس اگر وہ توبہ کر لیں اور نماز قائم کریں۔۔۔۔۔تو ان کی راہ چھوڑ دو۔

(11) پس اگر وہ توبہ کر لیں اور نماز قائم کریں۔۔۔۔۔تو وہ دین میں تمہارے بھائی ہیں۔

الرعد آیت 22:۔ (22)اور جو لوگ۔۔۔نماز قائم رکھتے ہیں اور جو رزق ہم نے انہیں دیا ہے

اس میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتے ہیں۔۔۔۔ان کیلئے آخرت کا (حسین) گھر ہے۔

ابراہیم آیت 40:۔ (40) اے ہمارے رب مجھے اور میری اولاد کو نماز قائم رکھنے والا بنا دے۔

☆اقیموا الصلوۃ واتو الزکوٰۃ:۔تم نماز قائم کیا کرو اور زکوٰۃ ادا کیا کرو۔(نوٹ) یہ آیت قرآن میں متعدد مقامات پر آئی ہے۔

طٰہٰ آیت 14:۔ (14) بے شک میں ہی اللہ ہوں۔میرے سوا کوئی معبود نہیں۔سو تم میری عبادت کیا کرو اور میری یاد کی خاطر نماز قائم کیا کرو۔

المومنون آیت 10-9-2:۔ (2) جو لوگ اپنی نماز میں عجز و نیاز کرتے ہیں۔

(9) اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

(10) یہی لوگ (جنت کے) وارث ہیں۔

الاعلیٰ آیت 15-14:۔ (14) بے شک وہی بامراد ہوا جو (نفس کی آلودگیوں) سے پاک ہو گیا۔

(15) اور وہ اپنے رب کے نام کا ذکر کرتا رہا اور نماز پڑھتا رہا (پابندی سے)

الماعون آیت 5-4:۔ (4) پس افسوس ہے ان نمازیوں کیلئے۔

(5) جو اپنی نماز کی (روح۔حقوق العباد) سے بے خبر ہیں۔

الکوثر آیت 2:۔ (2) پس آپ اپنے رب کیلئے نماز پڑھا کریں اور قربانی دیا کریں۔

احادیث میں بھی نماز کی بڑی تاکید آئی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ الصلوٰۃ معراج المومنین۔ نماز مومنین کی معراج ہے۔

☆ الصلوٰۃ عماد الدین۔ نماز دین کا ستون ہے۔

☆ الصلوٰۃ قرۃ عینی۔ نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

☆ الصلوٰۃ مفتاح الجنہ۔ نماز جنت کی کنجی ہے۔

نماز کا جسم:۔ نماز کا جسم مندرجہ ذیل اجزاء پر مشتمل ہے۔

☆ قیام:۔ نماز کے جس حصے میں مسلمان ہاتھ باندھ کر سیدھا کھڑا ہوتا ہے۔ اسے قیام کہتے ہیں۔

☆ رکوع:۔ قیام کے بعد گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر جھک جانا رکوع کہلاتا ہے۔

☆ قومہ:۔ رکوع کے بعد سیدھا کھڑے ہوکر ہاتھ کھلے چھوڑ دینا قومہ کہلاتا ہے۔

☆ سجدہ:۔ دونوں گھٹنے دونوں ہاتھ ناک اور پیشانی زمین پر جما کر رکھنے کو سجدہ کہتے ہیں۔

☆ جلسہ:۔ دو سجدوں کے درمیان مختصر بیٹھنے کو جلسہ کہتے ہیں۔

☆ قعدہ:۔ دو رکعتوں اور چار رکعتوں کے بعد بیٹھنے کو قعدہ کا نام دیا جاتا ہے۔ چار رکعتوں میں پہلا قعدہ اولیٰ اور دوسرے کو قعدہ آخیرہ کہتے ہیں۔

نماز کا مضمون:۔ مندرجہ بالا اجزاء میں جو مضمون پڑھا جاتا ہے۔ وہی نماز کا مضمون ہوتا ہے۔

☆ مضمون قیام:۔ نیت، ثناء، تعوذ، تسمیہ، سورۃ فاتحہ، قرات۔

☆ مضمون رکوع:۔ تسبیح

☆ مضمون قومہ:۔ تسمیع و تحمید

☆ مضمون سجدہ:۔ تسبیح

☆ مضمون قعدہ:۔ تشہد، درود ابراہیم، دعا، سلام دائیں سلام بائیں۔

☆ مضمون قیام:۔ اب نماز کے سارے مضمون کا تفصیلی جائزہ لیتے ہیں۔

☆ نیت:۔ تعلیماً زبان سے اور وجوباً دل سے کسی کام کا ارادہ کرنا نماز کی نیت میں فلاں وقت کی نماز ہے۔ فلاں نماز ہے یعنی فرض، واجب، سنت موکدہ، نفل وغیرہ۔

امام کے پیچھے ہیں یا بغیر امام کے۔ منہ قبلہ کی طرف اور اللہ اکبر کہہ کر کانوں تک ہاتھ بلند کرتے ہیں۔ ابھی نماز شروع نہیں ہوئی ہمیں کہا جا رہا ہے فلاں وقت، فلاں نماز، فلاں امام

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور قبلہ کا دھیان اور ارادہ ہو۔ شروع میں کہا کہ اللہ اکبر۔ یہ پہلی چاروں چیزیں غیر اللہ ہیں۔ اور چاروں اتنی ضروری ہیں کہ کوئی ایک بھول جائے تو نماز کے ٹوٹنے کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔ یعنی وقت کا دھیان نہ رہا تو نماز ظہر کے وقت کی پڑھنے کی بجائے عصر کی پڑھ لی تو نماز نہیں ہوتی کیونکہ نماز اپنے مقررہ وقت پر فرض ہے۔

اگر فرض، نفل اور سنتیں دھیان میں نہ رہیں تو بھی نماز نہیں ہوگی۔ اگر امام یاد نہ رہے تو نماز میں خلل آ گیا۔ اسی طرح قبلہ یاد نہ رہے تو استقبال قبلہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

مطلب یہ ہوا کہ چار غیر اللہ اور ایک اللہ کو دل میں بیٹھا کر پھر نماز شروع کرنے کا حکم دیا۔ ایسا کیوں کیا گیا؟ یہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔

<u>ثناء:۔</u> ثناء میں اللہ کی پاکی، تعریف، کبریائی اور الوہیت بیان کی جاتی ہے۔

<u>تعوذ و تسمیہ:۔</u> شیطان مردود سے اللہ کی پناہ طلب کر کے اللہ کے نام سے شروع کیا جاتا ہے۔ جو رحمان ہے رحیم ہے۔

<u>سورۃ فاتحہ:۔</u> اللہ کی تعریف، روز جزا کا مالک، اللہ کی بندگی اور اللہ سے مدد طلب کرنا، سیدھے راستے پر چلنے کی درخواست، انعام یافتہ بندوں کے طریقے پر چلنے کی اور مغضوب بندوں کے طریقے سے بیزاری کی دعا۔ یہ ہے سورۃ فاتحہ نماز اللہ سے مانگنے کا ایک ذریعہ بھی ہے۔ مانگنے کیلئے قاعدہ ہے کہ پہلے مُنی کی تعریف کی جائے۔

اور تعریف بھی مُنی کے شایان شان ہونی چاہیے۔ اسی لیے کہا: الحمد للہ رب العالمین۔ الرحمٰن الرحیم۔ مالک یوم الدین ایاک نعبد و ایاک نستعین۔

اکثر اوقات تعریف میں بھی ایک سوال، ایک التجا، ایک درخواست پوشیدہ ہوتی ہے۔ جیسے: اے اللہ سب تعریفیں تیرے ہی لیے ہیں لہٰذا ہمیں بھی تعریف والا بنا دے۔ تو جہانوں کا پالن ہار ہے۔ تو ہمیں بھی رب کو ماننے والا اور رب والے کام کرنے والا بنا دے۔ بڑا مہربان ہے تو ہم کو بھی مہربانی کرنے والا بنا دے تو رحیم ہے تو ہم کو بھی رحم کرنے والا بنا دے۔ تو یوم جزا کا مالک ہے تو ہمیں بھی اپنی نعمتوں کا مالک بنا دینا۔ ہم تیری بندگی کرتے ہیں تو ہمیں بندگی پر قائم رکھنا۔ ہم تیری ہی مدد چاہتے ہیں تو ہماری مدد فرما۔

☆ <u>مالک:۔</u> ہمارے ہاں مالک اسے کہتے ہیں جس کے پاس کوئی جائیداد موجود ہو۔ اگر وہ جائیداد کسی کو دے دے تو دوسرا مالک بن جاتا ہے خود وہ بے مالک ہو جاتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن وہ اللہ ایسا مالک ہے کہ ملکیتیں بانٹ کر بھی مالک ہی رہتا ہے اور وہ یوم الدین پر ملکیتیں بانٹے گا۔

☆یوم الدین:۔ دین کا دن: ایک معنیٰ جو معروف ہے وہ ہے جزا کا دن۔ دوسرا معنیٰ ہے دین کا دن۔ دین کا دوسرا معنیٰ جو قرآن سے لیتے ہیں۔ "ان الدین عند اللہ الاسلام" ترجمہ: بے شک دین تو اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔ اور اسلام کے ماننے والے مسلمان ہیں۔ یعنی اسلام اور اسلام کے ماننے والوں کا دن۔ چونکہ اس دن نعمتیں اور جنتیں اسلام کے ماننے والوں میں تقسیم ہو رہی ہونگی۔ اس لیے اسلام اور اس کے ماننے والوں کا ہی دن ہوا ناں! اس لحاظ سے مسلمان اللہ کے اپنے ہی ہوئے۔

تو التجا کی جارہی ہے کہ اپنوں میں ملکیتیں بانٹنے والے اس دن ہمیں بھی اپنوں میں شمار کر لینا اور اپنی نعمتوں سے نوازنا۔

سورۃ الانبیاء آیت 103:۔ لایحزنھم الفزع الاکبر و تتلقھم الملآئکۃ ھذا یومکم الذی کنتم توعدونo

ترجمہ: (روز قیامت کی) سب سے بڑی ہولناکی (بھی) انہیں رنجیدہ نہیں کرے گی اور فرشتے ان کا استقبال کریں گے (اور کہیں گے) یہ تمہارا (ہی) دن ہے۔ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا رہا۔

☆ایاک نعبدو وایاک نستعین:۔ تیری ہی عبادت کرتے ہیں لہٰذا اے اللہ! ہمیشہ اپنا ہی عبادت گزار رکھنا۔ اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیسی مدد؟ اس کے دو جواب ہیں پہلا جواب عمومی ہے۔ اور اللہ کو سزا وار ہے۔ وہ ہے کہ ہم ہر قسم کی مدد چاہتے ہیں۔ لہٰذا ہر قسم کی دنیاوی اخروی۔ سماجی، معاشرتی، اقتصادی مدد وغیرہ۔ دوسرا جواب خصوصی ہے۔ وہ یہ کہ آیت کا سیاق و سباق کیا کہہ رہا ہے؟ پچھلی آیت کہہ رہی ہے کہ ہم چونکہ تیری عبادت کرتے ہیں لہٰذا ہماری مدد فرما کر ہم ہمیشہ تیری ہی بندگی کرتے رہیں تیرے ہی عبادت گزار بندے بن کر رہیں۔ اور اگلی آیت ہے:

☆اھدنا الصراط المستقیم: اے اللہ! ہماری مدد فرما کہ ہم مستقیم راستے تک پہنچ جائیں۔ اب پچھلی اور اگلی آیت کو ملا کر ترجمہ یہ بنے گا کہ اے اللہ! ہماری مدد (فرما کہ ہم تیری ہمیشہ عبادت تو کرتے رہیں لیکن ٹیڑھے میڑھے راستے اور طریقے سے نہیں بلکہ سیدھے اور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

پسندیدہ طریقے سے۔ یہاں ایک بات بڑی واضح ہوگئی کہ خالی اللہ کی عبادت درکار نہیں ہے بلکہ مستقیم والی عبادت چاہیے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مستقیم کیا ہے؟ مستقیم کو سمجھنے کیلئے لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ پر غور کرنا ہوگا۔ یہاں اپنی الوہیت کے ساتھ رسالت محمد ﷺ کی شرط لگادی۔ وہاں اپنی عبادت کے ساتھ صراط مستقیم کی شرط رکھ دی۔ اب دونوں جملوں کو لفظی ترتیب دیتے ہیں۔

الوہیت رسالت محمد ﷺ

عبادت صراط ... مستقیم

پہلے جملے کا مطلب ہے الوہیت قبول ہے محمد ﷺ کی رسالت والی اور دوسرے جملے کا مطلب ہے عبادت قبول ہے مستقیم کے طریقے والی دونوں جملوں کو ملایا تو الوہیت عبادت کے ساتھ لازم رسالت طریقے کے ساتھ لازم اور محمد ﷺ مستقیم کے ساتھ لازم۔

حضرت مجاہدؒ اور حضرت قتادہؒ دونوں جلیل القدر تابعی ہیں اور تفسیر میں حضرت ابن عباسؓ کے شاگرد اور تفسیر میں اتھارٹی سمجھے جاتے ہیں۔ ان کے بارے میں امام ترمذی کا فتویٰ ہے کہ جو تفسیر ان سے مروی ہے مت خیال کریں کہ انہوں نے اپنی رائے سے لکھی ہے بلکہ وہ حدیث نبوی سے ماخوذ ہوتی ہے ابو العالیہ کی روایت۔ امام حاکم کی روایت اور امام ترمذی کی روایت ہے۔ کہ حضرت مجاہد نے المستقیم کی تفسیر محمد ﷺ کی ذات لی ہے۔ امام حسن بصریؒ نے جب سنا کہ مجاہد نے مستقیم سے محمد ﷺ کی ذات مراد لی ہے تو آپ نے فرمایا خدا کی قسم مجاہد نے سچ کہا۔ مستقیم کا مطلب محمد ﷺ ہی کی ذات گرامی ہے۔ (امام حسن بصری نے کاشانہ نبوت میں پرورش پائی اکثر ام المومنین حضرت ام سلمیٰؓ کی گود میں رہتے تھے۔ ان کی والدہ حضرت ام سلمیٰؓ کی کنیز تھیں)

☆ صراط الذین انعمت علیھم :۔ ان لوگوں کا راستہ یا طریقہ جن پر تیرا انعام ہوا۔ یعنی انعام یافتہ بندوں کا راستہ۔ پہلی آیت میں جو ہلکا سا شک تھا کہ کونسا سیدھا راستہ۔ اس آیت نے وہ بھی دور کر دیا۔ اب انعام یافتہ بندے ہیں کون؟

سورۃ نساء آیت 69:۔ ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبین والصدیقین وشھدآء والصالحین ج وحسن اولئک رفیقاo

ترجمہ: اور جو کوئی اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کرے تو یہی لوگ روز قیامت ان

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ہستیوں) کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے (خاص) انعام فرمایا ہے۔ جو انبیاء صدیقین شہدا اور صالحین ہیں اور یہ بہت اچھے ساتھی ہیں۔ اس آیت میں انعام یافتہ بندوں کے گروہ مندرجہ ذیل ہیں۔

☆ انبیاء:۔ تمام انبیاء انعام یافتہ ہیں۔

☆ صدیقین:۔ ہر نبی کی سب سے پہلے تصدیق اور بغیر کسی حجت کے تصدیق کرنے والا کوئی نہ کوئی امتی ضرور رہا ہے۔ انبیاء کے ان امتیوں کا گروہ صدیقین کہلایا۔ جس طرح نبی کریم ﷺ کا صدیق ابو بکر ہے۔ ایک نبی کے صحابہ میں ایک سے زیادہ صدیق بھی ہو سکتے ہیں۔

☆ شہدا:۔ نبی کی نبوت کی شہادت دینے والا۔ شہادت دو طرح کی ہوتی ہے۔ زندگی میں نبی کی نبوت کی شہادت دیتے رہنا۔ اور زندگی قربان کر کے میدان جنگ میں شہادت دینا۔ یہ طبقہ بھی ہر نبی کی امت میں رہا ہے۔ جس طرح نبی پاک ﷺ کی امت میں بدری اور احد کے شہدا۔ عثمان غنی ؓ اور امام حسین ؓ یہ شہداء کا گروہ ہے۔

☆ صالحین:۔ جو صحابہ اوپر والے منصب سے رہ گئے وہ صالحین کا گروہ کہلائے۔ یہ دین کی تبلیغ کرتے ہیں۔

عبادتیں، ریاضتیں اور مجاہدے کرتے ہیں۔ جن کا عمل سنت کے مطابق ہوتا ہے۔

اب آیت 6-5 کو ملائیں تو مستقیم "محمد ﷺ" اور انعمت "محمد ﷺ والے" اور نماز میں دعا یہ کی جارہی ہے کہ اے اللہ! ہمیں محمد ﷺ اور محمد ﷺ والوں کی راہ پر چلا۔

پتہ چلا محدثین، مفسرین، صوفیا، اولیاء یہ سب صالحین ہیں۔ محمد ﷺ والے ہیں اور یہی انعام یافتہ ہیں۔ جن میں امام بخاری امام مسلم اور تمام آئمہ حدیث و تفسیر عبدالقادر جیلانی، داتا صاحب، خواجہ معین الدین چشتی اور تمام سلاسل طریقت ان کی راہ پر چلنا اللہ کی مشیت ہے۔ اس سے تقلید کا مسئلہ بھی حل ہو گیا۔ کسی کے طریقہ پر چلنا ہی تقلید ہے۔ ان لوگوں کی تقلید کرنے کی دعا اللہ خود سکھا رہا ہے اور یہ دعا روزانہ پانچ وقت کی نماز میں (48) اڑتالیس مرتبہ کہلواتا ہے۔

☆ غیر المغضوب علیھم ولا الضالین: مغضوب اور گمراہ۔ یہ دونوں طبقے محمد ﷺ کے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیر ہیں۔ اے اللہ ان کی راہ سے بچا۔ پتہ چلا جو محمد ﷺ والے ہوتے ہیں وہ نہ مغضوب ہو سکتے ہیں نہ گمراہ ہو سکتے ہیں۔

تسبیح: سبحان ربی العظیم

☆ مضمون رکوع:۔ پاک ہے میرا پروردگار عظمت والا۔ پاکی بیان کی گئی ہے۔ اللہ کا رب ہونا تسلیم کیا گیا ہے اور عظمت والا ہونا بیان کیا گیا ہے۔

☆ مضمون قومہ: تسمیع:۔ سمع اللہ لمن حمدہ۔ اللہ نے اس کی سن لی جس نے اس کی تعریف کی۔

☆ تحمید: ربنا لک الحمد۔ اے ہمارے پروردگار سب تعریف تیرے ہی لیے ہے۔

☆ مضمون سجدہ:۔ تسبیح: سبحان ربی الاعلیٰ۔ پاک ہے میرا پروردگار بہت بلند۔

☆ مضمون قعدہ:۔ تشہد:

التحیات للہ والصلوٰت والطیبت السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ط السلام علینا وعلیٰ عباداللہ الصالحین o

تمام قولی فعلی اور مالی عبادتیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔ سلام ہو آپ ﷺ پر اے نبی اور اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں ہوں۔ سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔

الشھد ان لآ الہ الا اللہ والشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ ط

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

تشہد: ملاقات میں ہونے والا ایک مکالمہ ہے۔ جیسے ہمارے ہاں دو دوست ملتے ہیں تو ان کے درمیان جو گفتگو ہوتی ہے۔ اسے مکالمہ کہتے ہیں۔ تشہد کے اس مکالمے کی دو جہتیں ہیں۔ ایک جہت جب تشہد نبی پاک ﷺ پڑھتے تھے اپنی ظاہری حیات میں دوسری جہت جب تشہد امتی پڑھتا ہے۔

پہلی جہت:۔ نبی پاک: اے اللہ میری تمام قولی فعلی اور مالی عبادتیں سب تیرے لیے ہیں۔ یعنی قول و فعل اور مال سے جو عبادت کرتا ہوں وہ تیرے ہی لیے کرتا ہوں۔ اللہ اے نبی آپ کی اس قولی فعلی اور مالی عبادت کے بدلے میں نے آپ کو سلامتی رحمت اور برکت عطا فرما دی۔ (یا نبی! اسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ)

نبی:۔ مجھ پر سلامتی رحمت اور برکت عطا فرمانے والے اللہ! میرے اور میرے ساتھیوں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سمیت ہم سب پر سلامتی رحمت اور برکت عطا فرما دے۔

اے اللہ! اپنے نیک بندوں پر بھی سلامتی رحمت اور برکت عطا فرما دے۔ اس لیے کہ تیرے معبود ہونے کا گواہ صرف میں ہوں۔ اور میں ہی تیرا بندہ اور رسول ہوں۔ اس پر بھی صرف میری ہی گواہی ہے۔ گواہ اس لیے ہوں کہ میں نے ہی تیرا دیدار کیا ہے۔

دوسری جہت:۔ امتی: یا نبی اللہ! آپ کے بتانے سے مجھے پتہ چلا ہے کہ تمام قولی فعلی اور مالی عبادتیں اللہ کیلئے ہیں اور ہم یہ تمام عبادتیں اللہ ہی کیلئے کرتے ہیں۔ یا نبی اللہ! اسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ ﷺ پر اللہ وہی سلامتی رحمت اور برکت نازل فرماتا رہے جو کہ پہلے نازل ہو چکی ہے۔ یا نبی اللہ! آپ ﷺ کے توسل سے ہم سب پر بھی اللہ سلامتی نازل فرمائے۔ اور آپ ﷺ کے ہی وسیلہ سے اللہ اپنے نیک بندوں پر سلامتی نازل فرمائے۔ یارسول اللہ ﷺ! آپ کے بتانے سے میں بھی اللہ ہی کے معبود ہونے کی گواہی دیتا ہوں اور آپ ﷺ کے بتانے سے میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے محبوب بندے اور اس کے رسول ﷺ ہیں۔ اس مکالمے میں چند پوائنٹس بڑے غور طلب ہیں۔

☆ ہمارے ہاں ہر جگہ قاعدہ یہ ہے کہ مہمان گھر میں داخل ہوتے ہی میزبان کو سلام کہتا ہے۔ پھر دوسری گفتگو شروع ہوتی ہے۔ لیکن اللہ اور رسول ﷺ کی ملاقات میں قاعدہ بدل دیا گیا۔ نبی پاک ﷺ نے اللہ سے ملاقات کے وقت اس سے معبود کے حوالے سے بات شروع کی ہے اور اپنے بندہ ہونے کا اقرار کیا ہے۔ اللہ کو اس لیے سلام نہیں کیا کیوں کہ وہ خود سلام ہے اور سلامتی عطا فرمانے والا ہے۔ لہٰذا اللہ کو سلام نہیں کیا جاتا۔

☆ سلام کا اصول ہے کہ جب کوئی سلام کہے تو اس کے سلام کا بہتر جواب دو۔ یہ اصول خود نبی اللہ نے ہمیں عطا فرمایا ہے۔ اور یہ کیسے ممکن ہے کہ امتی اپنے نبی کو سلام کرے اور نبی اس کا جواب نہ دے۔ لہٰذا نبی پاک ہر سلام کا جواب دیتے ہیں اگر فرق ہے تو ہماری سماعت میں۔ بہت سے لوگوں کی سماعت کا ظرف اتنا ہے کہ وہ سلام کا جواب سن کر آگے بڑھتے ہیں۔

درود ابراہیمی:۔ اے اللہ! پیارے نبی پاک ﷺ اور ان کی آل پر صلوٰۃ بھیج جس طرح ابراہیم (علیہ السلام) اور ان کی آل پر صلوٰۃ بھیجی۔ بے شک تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔ اے اللہ! پیارے نبی پاک ﷺ اور ان کی آل کو برکت دے۔ جس طرح برکت عطا فرمائی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ابراہیم (علیہ السلام) اور انکی آل کو بے شک تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔اس درود میں۔ نبی پاک ﷺ کا ذکر اور ان کی آل کا ذکرابراہیم (علیہ السلام) اور ان کی آل کا ذکر اللہ کی تعریف اور بزرگی کا ذکر جب نبی پاک ﷺ اور ان کی آل کا ذکر ہوا تو دھیان تو ان کی طرف جائیگا۔

جب ذکر ابرہیم (علیہ السلام) اور ان کی آل کا ہوا تو دھیان تو ان کی طرف ہوگا۔پورے درود میں ایک اللہ کا ذکر اور ساتھ چار اللہ کے بندوں کا ذکر ہے۔

دعا:۔ رب اجعلنی مقیم الصلوٰۃ اے میرے رب مجھ کو نماز کا پابند بنا دے۔

ومن ذذریتی.	اور میری اولاد کو بھی (اس کا قائم کرنے والا بنا دے)
ربنا و تقبل دعآ o	اے ہمارے رب میری دعا قبول فرمالے۔
ربنا اغفرلی	اے ہمارے رب مجھ کو بخش دے۔
ولوالدی	اور میرے والدین کو (بخش دے)
وللمومنین	اور تمام مومنین کو (بخش دے)
یوم یقوم الحساب o	جس روز (اعمال) کا حساب ہونے لگے۔

☆ رب کا ذکر۔ ☆ عام آدمی اور اس کی اولاد کا ذکر

☆ عام آدمی کے والدین کا ذکر ☆ تمام مومنین کا ذکر

یوم حساب کا ذکر

ساری دعا میں ایک رب کا ذکر اور ساتھ پانچ غیر رب کا ذکر۔

سلام:۔ اے دائیں طرف والو! تم پر سلامتی اور اللہ کی رحمت ہو۔اے بائیں طرف والو! تم پر سلامتی اور اللہ کی رحمت ہو۔

ہر نمازی اپنے حوالے سے دائیں طرف والوں کو سلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتا ہے اور اپنے ہی حوالے سے بائیں طرف والوں کو سلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتا ہے۔

اس سلام میں بھی ایک اللہ باقی سب اللہ کے مومن بندوں کا ذکر ہے۔ چونکہ سلام غیر مسلم کو نہیں لہٰذا دائیں اور بائیں کے سلام میں مسلم کا تصور ہونا ضروری ہے۔

تجزیہ:۔ یہ تھی ساری نماز جس میں آدھا ذکر اللہ کا ہے اور تقریباً آدھا ذکر اللہ کے بندوں کا ہے۔ اپنی خالص عبادت کے مضمون میں تقریباً آدھی ملاوٹ اللہ نے اپنے بندوں کی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی ہے۔

سوال:۔ نماز اللہ کی خالص اور خاص عبادت ہے۔ جس میں آدھا اس کا اپنا ذکر تسبیحات، تحمیدات، ربوبیت اور معبودیت کی شکل میں ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ باقی آدھا ذکر غیر اللہ کی بجائے اللہ کا اپنا ہی ہوتا تو یہ عبادت زیادہ توحیدی اور خالص نہیں ہو سکتی تھی؟ اور اپنی عبادت کے مضمون میں اللہ نے اپنے بندوں کی ملاوٹ کیوں کی اس کا صحیح جواب اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ لیکن انسانی فہم میں اس کے کئی جواب ہو سکتے ہیں۔ ان میں چند مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) نماز میں چونکہ اللہ کا تصور ضروری ہے۔ جو کہ انبیاء (علیہ السلام) کیلئے تو کسی نہ کسی حوالے سے آسان تھا۔ مثلاً موسیٰ (علیہ السلام) کوہ طور پر اللہ سے ہم کلام ہونے کا تصور کر لیتے ہونگے اور ہمارے آقا (علیہ السلام) معراج میں دیدار الٰہی کا تصور کرتے ہونگے۔ تو انبیاء کیلئے یہ آسان بات تھی۔ باقی لوگوں کیلئے نماز کے اندر چار گروہ انعام یافتہ بندوں کے رکھ دیے اور چاروں کی راہ سیدھی راہ ہے۔ یہی راہ اللہ کی طرف جانے والی راہ ہے۔ لہٰذا جس کسی کو چاروں میں سے کوئی گروہ میسر ہو اس کا تصور کر لے۔ نماز میں خشوع و خضوع پیدا ہو جائے گا۔ یعنی صحابہ کو انبیاء کا گروہ میسر تھا تو وہ انبیاء کا تصور کر لیتے تھے۔ احادیث میں آیا ہے کہ صحابہ کرام دوران نماز نبی پاک ﷺ کا چہرہ مبارک تکا کرتے تھے۔ تابعی کو صحابہ میسر تھے تو وہ صحابہ کا تصور کر لیا کرتے تھے۔ تبع تابعین کو تابعی میسر تھے تو تابعی کا تصور کیا کرتے تھے۔ اب ہمیں صالحین میسر ہیں تو صالحین کا تصور کرنا ہوگا۔

دوسرا جواب:۔ نماز کے اجزاء میں رکوع اور سجدہ عبادت کے لحاظ سے اعلیٰ ترین اجزاء ہیں۔ لہٰذا اعلیٰ ترین اجزاء کے مضمون میں اللہ نے اپنی تسبیحات رکھ دیں اور اس میں بالکل ملاوٹ نہیں کی۔ اور باقی اجزاء قیام اور قعدہ میں اپنے انعام یافتہ بندوں کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ لہٰذا قیام اور قعدہ صرف عبادت میں ہی نہیں ہوتے اپنے شیخ اور استاد کی تعظیم کیلئے بھی ہوتے ہیں۔

تیسرا جواب:۔ نماز کے مضمون میں انعام یافتہ گروہ کو شامل کر کے گویا کہ قیامت تک کے لیے انعام کے اوپر ایک اور انعام عطا فرما دیا گیا ہے۔

چوتھا جواب:۔ نماز کے صحیح اور اکمل ہونے کی تصدیق بھی تو کروانی تھی۔ لہٰذا نماز کے مضمون

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں انعام یافتہ گروہ کا ذکر ایک تصدیقی مہر کی حیثیت رکھتا ہے۔ بتایا جا رہا ہے کہ اے نماز پڑھنے والے تو نے اپنی نماز میں انعام یافتہ گروہ کا ذکر کیا تو نے مہر تصدیق لگا لی۔ اگر خدانخواستہ انعام یافتہ بندوں کا ذکر چھوڑ دیا تو تو نے تصدیقی مہر چھوڑ دی۔

اور مہر کے بغیر کوئی دنیاوی سند تسلیم نہیں کی جاتی۔ یہ تو پھر نماز ہے۔ ملاوٹ کی وجہ روزمرہ کی ایک دو مثالوں سے واضح کرتا ہوں۔

مثال نمبر 1:۔ سونا ایک قیمتی دھات ہے۔ زیورات اسی دھات کے بنائے جاتے ہیں۔ لیکن خالص سونا بہت ہی نرم ہوتا ہے اور قابل استعمال نہیں ہوتا۔ اس میں پیتل یا تانبے کی ملاوٹ کی جاتی ہے۔ تو وہ قابل بناوٹ اور قابل استعمال بنتا ہے۔

مثال نمبر 2:۔ ہم اپنے اردگرد جتنی چیزیں لوہے کی دیکھتے ہیں وہ خالص لوہے کی نہیں ہوتیں۔ وہ زیادہ تر اشیاء ملاوٹ شدہ لوہے کی ہوتی ہیں۔ یہ بھی اپنی خالص حالت میں بہت نرم ہوتا ہے اور مفید استعمال کے قابل نہیں ہوتا لہٰذا ایک سوئی سے لے کر جہاز تک تمام اشیاء ملاوٹ شدہ لوہے کی بنائی جاتی ہیں۔ ملاوٹ کے لیے کاربن، ایلومینیم، کرومیم، نکل وغیرہ استعمال کیے جاتے ہیں۔ اور ملاوٹ شدہ لوہا سٹیل کہلاتا ہے۔ اسی طرح اللہ کو نہ ہم دیکھ سکتے ہیں۔ نہ ہمارے فہم میں آ سکتا ہے۔ نہ ہمارے ادراک میں نہ ہم اسے سن سکتے ہیں۔ نہ اس سے کلام کر سکتے ہیں تو اس کا تصور کیسے ہو؟ لہٰذا صورت یہ بنی کہ اللہ نے اپنی نماز میں اپنے انعام یافتہ بندوں کو رکھ دیا۔ کہ ان کا تصور کر لو اس تصور کے وسیلے سے میرا تصور حاصل ہوگا۔ کیونکہ اللہ کے بندے وہ ہوتے ہیں۔ جنہیں دیکھ کر اللہ یاد آئے۔

☆ تصور کیسا ہونا چاہیے؟ اب بات یہاں تک پہنچ گئی کہ اپنے شیخ، اپنے پیر، اپنے استاد یا کسی صالح شخص کا تصور کریں ضرور لیکن یہ تصور معبودیت نہ ہو بلکہ تصور عبدیت ہو۔ یعنی جب آپ نماز میں کھڑے ہو کر تکبیر اولیٰ کہتے ہیں تو تصور کر لیں کہ ہمارا شیخ کس طرح تکبیر اولیٰ کہتا ہے۔ جب قیام کریں تو اپنے شیخ کے قیام کا تصور کر لیں۔ جب رکوع کریں تو رکوع اپنے شیخ جیسا کریں۔ سجدے میں جائیں تو تصور میں اپنے پیر کے سجدوں کو رکھ لیا کریں اسی طرح تشہد، جلسہ اور سلام پھیرنا اپنے پیر جیسے کر لیں۔ پوری نماز میں یہ تصور عبدیت قائم کر لیں۔ جب یہ تصور قائم ہو جائے تو اب آئیں اس حدیث کی طرف جو حدیث جبریل (علیہ السلام) کہلاتی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بخاری، مسلم، ابن ماجہ، ابو داؤد، مسند احمد، ترمذی کی حدیث پاک ہے: ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک ○ تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو۔ اگر تم اسے نہیں دیکھ سکتے تو وہ تو تم کو دیکھ ہی رہا ہے۔

حدیث بڑی واضح ہے جس میں پہلے بندے کے دیکھنے کی بات ہے پھر اللہ نے اپنے دیکھنے کی بات کی ہے۔ بندہ اگر اللہ کو دیکھنے کے مقام پر ہو گا تو اسے دیکھ لے گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب بندہ اللہ کو دیکھنے کے مقام پر نہیں ہو گا تو وہ بندہ تصور شیخ کر لے۔ اور تیسرا نکتہ یہ ہو گا کہ بندہ صرف یہ تصور کرے کہ اللہ چونکہ ہر جگہ ہے۔ ہر وقت ہے اور ہر ایک کیلئے ہے لہٰذا وہ مجھے دیکھ رہا ہے۔ میری ہر حرکت ظاہری اور حرکت باطنی پر اس کی نظر ہے۔ ذرا بھی میں نے کوتاہی کی تو میری پکڑ ہو سکتی ہے تو نماز اس تصور سے کمال حسن ادائیگی تک پہنچے گی۔

☆ کیونکہ ان کی نماز و عبادات ہو بہو رسول اللہ ﷺ کی طرح ہوتی ہے جیسا کہ فرمان نبوی ﷺ ہے۔

صلو کما رایتمونی: کہ اس طرح نماز پڑھو جس طرح میں نماز پڑھتا ہوں۔

کیونکہ مقصود رضائے الٰہی ہے بذریعہ اتباع نبی ﷺ اور ہمارے شیوخ کا بھی انتہائے مقصد یہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا اتباع کرتے ہوئے اللہ کی رضا حاصل کی جائے تو ہم سب کا مقصد بھی یہی ٹھہرا۔ (علامہ آصف ڈار)

سورۃ الاعراف آیت 143:۔

ولما جآء موسیٰ لمیقاتنا و کلمہ ربہ قال رب ارنی انظر الیک ط قال لن ترانی ولکن انظر الی الجبل..... وخر موسیٰ (علیہ السلام) صعقاً ج○

اور جب موسیٰ (علیہ السلام) ہمارے (مقررہ کردہ) وقت پر حاضر ہوا اور اس کے رب نے اس سے کلام فرمایا تو عرض کرنے لگا: اے رب مجھے اپنا (جلوہ) دکھا کہ میں تیرا دیدار کرلوں۔ ارشاد ہوا: تم مجھے (براہ راست) ہرگز دیکھ نہ سکو گے مگر پہاڑ کی طرف نگاہ کرو۔۔۔۔۔۔ اور موسیٰ (علیہ السلام) بے ہوش ہو گئے۔

آیت بتا رہی ہے کہ اللہ کو دیکھنے کا تصور موجود ہے۔ اللہ کو دیکھا جا سکتا ہے۔ اگر نہ دیکھا جا سکتا تو موسیٰ (علیہ السلام) دیکھنے کا سوال کبھی نہ کرتے۔ اگر دیکھا نہ جا سکتا تو اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

یہ نہ فرماتا کہ تو مجھے براہ راست نہیں دیکھ سکتا۔ایک مطلب تو یہ نکلتا ہے کہ موسیٰ (علیہ السلام) صرف تیری بات ہے کہ تو نہیں دیکھ سکتا۔کوئی دوسرا ہے جو دیکھ سکتا ہے۔ ہاں موسیٰ (علیہ السلام) تیرے دیکھنے کیلئے پہاڑ کی ملاوٹ کر لیتے ہیں اور پہاڑ کو درمیان میں رکھ لیتے ہیں۔

سورۃ بقرہ آیت 55:۔ اور جب تم نے کہا اے موسیٰ (علیہ السلام)! ہم

واذ قلتم یموسیٰ لن نومن آپ پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے یہاں تک کہ ہم

لک حتی نری اللہ جھرۃ فاخذتکم اللہ کو (آنکھوں کے سامنے) بالکل آشکار دیکھ لیں۔

الصعقۃ وانتم تنظرونo پس اس پر تمہیں کڑک نے آ لیا۔

یہ آیت بتا رہی ہے کہ اللہ کو دیکھنے کی خواہش موسیٰ (علیہ السلام) کی قوم نے کی تو ان کا ظرف یہ تھا کہ جلوے کی کڑک سے وہ مر گئے۔لیکن اوپر والی آیت میں موسیٰ (علیہ السلام) صرف بے ہوش ہوئے تھے۔ یہاں عام انسان اور نبی میں فرق بھی پتہ چل گیا۔ پھر عام نبی اور امام الانبیاء میں تو فرق اور زیادہ واضح ہو گیا کہ امام الانبیاء نے ایسے اللہ کو دیکھا کہ آنکھ نہ جھپکی نہ بہکی۔ دیکھنے کے حوالے سے اپنے اپنے ظرف کی بات قرآن نے سورۃ یوسف (علیہ السلام) آیت نمبر 31 میں کی ہے۔

فلما راینہ اکبرنہ وقطعن ایدیھن

ترجمہ: پس جب انہوں نے (زنان مصر نے) یوسف (علیہ السلام) کو دیکھا

وقلن حاش للہ ماھذا بشراً ط

تو اس کی بڑائی بیان کرنے لگیں اور وہ اپنے ہاتھ کاٹ بیٹھیں اور بول اٹھیں۔

ان ھذآ الا ملک کریمo

اللہ کی پناہ! یہ تو بشر نہیں یہ تو کوئی برگزیدہ فرشتہ ہے۔

یوسف (علیہ السلام) نبی ہیں۔خدا نہیں۔ انہیں دیکھنے سے زنان مصر نے اپنی انگلیاں کاٹ ڈالیں۔زنان مصر کا ظرف ہی اتنا تھا کہ یوسف (علیہ السلام) کے حسن کی تاب نہ لا سکیں

☆ نماز ایک عبادت بھاری یا ہلکی؟ (ایک سوچ۔ایک ارادہ۔ایک فکر)

☆ مئی جون کے تپتے اور آگ برساتے دنوں میں گندم کی واڈی (کٹائی) کرتے ہوئے کسان ذرا سوچیں مسجد کے پنکھے کے نیچے نماز پڑھنا اس واڈی سے بھاری ہے یا ہلکا؟

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

☆ اس واڈی کی بھریاں (گانٹھیں) باندھنا اور ان گانٹھوں کو سر پہ اٹھا کر ایک جگہ اکٹھی کرنا بھاری ہے یا نماز پڑھنا بھاری ہے؟

☆ پھر ان گانٹھوں کو بکھیر کر گاہ کرنا (آج کل کی زبان میں کمبائن ہارویسٹر لگا کر دانے اور توڑی بنانا) زیادہ مشکل اور بھاری ہے یا نماز پڑھنا بھاری ہے؟

آگ کی بڑی بڑی بھٹیوں کے سامنے کھڑے ہو کر مختلف قسم کے لوہے کی مصنوعات بنانے والی لیبر سوچے کونسا کام بھاری ہے؟

☆ ساون بھادوں کی دلوں کو گھبرا پانے والی اور جسموں کو پسینے میں نہلا دینے والی گرمی میں۔

☆ مونجی کیلئے کدو کرنے والے لوگ خیال کریں کہ یہ کام بھاری ہے یا نماز؟

☆ مونجی کی پنیری کا تنکا تنکا اکھاڑ کر پھر موئیاں باندھنے والے کسان تصور کریں کونسا کام بھاری ہے۔ یہ کام یا نماز؟

☆ پنیری کا وہی تنکا تنکا کدو کی ہوئی ہزاروں ایکڑ زمین میں لاب لگانے والے لوگ سوچیں لاب لگانا آسان ہے یا نماز پڑھنا آسان؟

☆ مختلف فیکٹریوں میں ویلڈنگ اور ڈھلائی کرنے والے افراد سوچیں کیا چیز بھاری ہے؟

☆ کھلے آسمان کے نیچے کسی گیس پائپ لائن کو بچھانے اور ویلڈنگ کرتے ہوئے مزدور سوچیں! یہ کام بھاری یا نماز بھاری؟

☆ چلچلاتی دھوپ ٹھٹھرے ہوئے دنوں اور یخ بستہ راتوں میں:۔

☆ چھوٹے بڑے مکانات اور پلازوں کی تعمیر میں کام کرنے والی لیبر۔ ☆ سڑکیں، ڈیم اور پل بنانے والے تمام لوگ۔ ☆ نہروں اور دریاؤں سے ریت نکال کر بڑے بڑے ٹرک اور ٹرالیاں بھرنے والے مزدور

☆ کسی محلے کسی فیکٹری یا کسی ادارے میں چوکیداری کرنے والے افراد ☆ کسی محلے کے چوراہے میں کسی شاہراہ کے چوک میں کسی پولیس لائن یا تھانے میں اور کسی جیل میں ڈیوٹی پر کھڑے اہلکار غور کریں کہ حکومتی ڈیوٹی بھاری ہے یا نماز؟

☆ کسی سرحدی چیک پوسٹ پر کھڑے اور جنگلوں، بیلوں اور غاروں میں ناکہ لگائے ہو باڈر پولیس کے جوان ذرا غور کریں! یہ ڈیوٹی بھاری ہے یا نماز؟

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

☆ بیلچوں اور گنتیوں سے مورچے کھودنے والے، بھاری بھرکم بوٹ اور موٹی خاکی وردی پہنے، کمر پر ساز و سامان کا بھاری بیگ اٹھائے سکیم پر نکلے ہوئے فوجی بتائیں! کونسا کام آسان ہے؟ حکومتی کام یا نماز؟ اوپر بیان کردہ طبقات میں سے کوئی طبقہ رہ گیا ہو تو قاری صاحبان اس میں اضافہ کر سکتے ہیں۔ یہ تھا محنت کش طبقہ، اب محلوں، کوٹھیوں، بنگلوں اور بڑی بڑی گاڑیوں کے ہیٹر اور اے سی زدہ آرام دہ ماحول میں بسنے والے طبقے سے سوال ہے کہ مزید کونسی سہولت چاہیے کہ آپ نماز جیسا ہلکا اور آسان کام کر سکیں؟

☆ کیوں اور کیسے؟ مذکورہ بالا بیان سے پتہ چل گیا کہ ہم بڑے بڑے مشکل اور سخت کام روزانہ انجام دے رہے ہیں۔ لیکن نماز جیسا آسان اور سہل کام انجام نہیں دے رہے۔ کیوں؟ کیوں کے جواب کیلئے مندرجہ ذیل مثالوں پر غور کریں۔

☆ ایک فوجی کا ہتھیار ہے بندوق۔ اچھا فوجی اپنے ہتھیار سے ہر وقت لیس رہتا ہے۔ جس وقت بھی جنگ کرنی پڑے وہ کر لیتا ہے۔

☆ ایک طالب علم کے ہتھیار ہے قلم کاغذ اور کتابیں۔ اچھا طالب علم اپنے ہتھیاروں سے ہر وقت لیس رہتا ہے۔ جس وقت بھی پڑھائی لکھائی کی ضرورت پڑے وہ کر لیتا ہے۔

☆ ایک کسان کے ہتھیار میں درانتی، کھرپہ، ہل بمعہ ٹریکٹر وغیرہ وغیرہ اپنے ہتھیار وہ ہر وقت تیار رکھتا ہے۔ تاکہ جب اسے بھی کھیتی باڑی کرنی پڑے وہ آسانی سے کر لے۔

☆ ایک لوہار کے ہتھیار ہیں سنی، ہتھوڑا، چھینی اور کوئلے والی بھٹی وغیرہ۔ وہ اپنے ہتھیار ہر وقت تیار رکھتا ہے۔ تاکہ جب بھی ضرورت پڑے وہ اپنا کام کر سکے۔

اسی طرح ہر نماز کا ہتھیار ہے وضو۔ جو پکا نمازی ہوتا ہے وہ ہر وقت اپنے ہتھیار سے لیس رہتا ہے تاکہ جب بھی نماز کا وقت ہو جائے وہ فوراً نماز پڑھ لے۔ اب اس کیوں کا جواب یہ ہے کہ جو پکا نمازی نہیں ہوتا وہ وضو سے ہر وقت لیس نہیں رہتا۔ لہٰذا ہتھیار کے بغیر نماز چھوٹ جاتی ہے۔ اگر آدمی وضو سے ہر وقت لیس ہو تو نماز کی ادائیگی کا 95% چانس موجود ہوتا ہے۔ اگر وضو نہ ہو تو نماز نہ پڑھنے کا چانس 95% ہوتا ہے۔

☆ وضو سے لیس رہنے کا طریقہ:۔ ☆ پہلی صورت:۔ بہت سے مسلمان بھائی صبح روزانہ نہانے کے عادی ہوتے ہیں۔ اب وہ نہانے کیلئے غسل خانے میں تو آ ہی گئے ہیں نہانے سے پہلے ایک چھوٹا سا کام کر لیا کریں۔ پہلے ہاتھوں کو کہنیوں تک اچھی طرح دھو لیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناک میں تین بار پانی ڈال کر بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی اور انگوٹھے سے ناک کو اچھی طرح صاف کر لیں۔ منہ میں تین بار پانی ڈال کر اچھی طرح غرارے کر لیں۔ پھر خوب اچھی طرح نہالیں۔ اس طرح غسل بھی ہو گیا اور وضو بھی ہو گیا۔

☆ دوسری صورت:۔ بہت سے بھائی صبح سویرے اٹھ کر سیر کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔ اب رات سونے کے بعد جو بھی اٹھتا ہے تو وہ ہاتھ منہ دھو کر کلی وغیرہ کر کے یا مسواک کر کے پھر سیر کیلئے جاتا ہے۔ یہ سب کرنے کے بعد صرف ناک میں پانی ڈالنا اور پیر دھونا باقی رہ گیا۔ وضو مکمل۔ لہٰذا ناک میں پانی ڈال کر اور پیر دھو کر سیر کرنے نکلیں۔ راستے میں جہاں مسجد ملے نماز ادا کر لیں۔ اپنے محلے کی مسجد میں نماز ادا کر کے پھر سیر کیلئے جائیں

☆ دفتروں اور اداروں میں ملازمت کرنے والے لوگوں نے ہر حال میں صبح اٹھنا ہی ہوتا ہے۔ اٹھ کر کچھ نہاتے ہیں کچھ منہ ہاتھ دھو کر ٹوتھ پیسٹ کر کے اور ناشتہ سے فارغ ہو کر دفاتر جاتے ہیں۔ ان کیلئے بڑا آسان ہے کہ منہ ہاتھ دھوتے اور نہاتے وقت وضو کر لیا کریں۔

قارئین کے پاس اس سے اچھی تجاویز ہوں تو وہ اپنی تجاویز کا اضافہ کر سکتے ہیں۔ اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

☆☆☆

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 8 حق و باطل کا سفر (ایک تسلسل)

مندرجات

☆	بنو ہاشم اور بنو امیہ	198
☆	پہلا تنازعہ	199
☆	دوسرا تنازعہ	199
☆	درمیانی عرصہ	200
☆	فتح مکہ - رشتہ داریاں اور عہدے	200
☆	ابوسفیانؓ	201
☆	امیر معاویہؓ	201
☆	عثمان بن عفانؓ (عثمان غنی)	201
☆	تیسرے تنازعہ کے اسباب	203
☆	تجزیہ	203
☆	تیسرا تنازعہ	204
☆	چوتھا تنازعہ (سانحہ کربلا)	205
☆	10 محرم الحرام کا دن - اُمت مسلمہ کے ماتھے پر بدنما داغ	207
☆	شہداء خاندان نبوت	208

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆	ایک اور رُخ	208
☆	موت کے مختلف روپ	209
☆	چند قرآنی قصے	212
☆	قصہ خوانی اور میرٹ	216
☆	سورۃ احزاب آیت 33	218
☆	ادب اور معیار ادب	220
☆	یزید اکابرین کی نظر میں	222
☆	حدیث قسطنطنیہ کا جائزہ	227
☆	نقشہ	229
☆	رومیوں پر حملے اور فتوحات	229
☆	حرف آخر	233

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنو ہاشم اور بنو امیہ

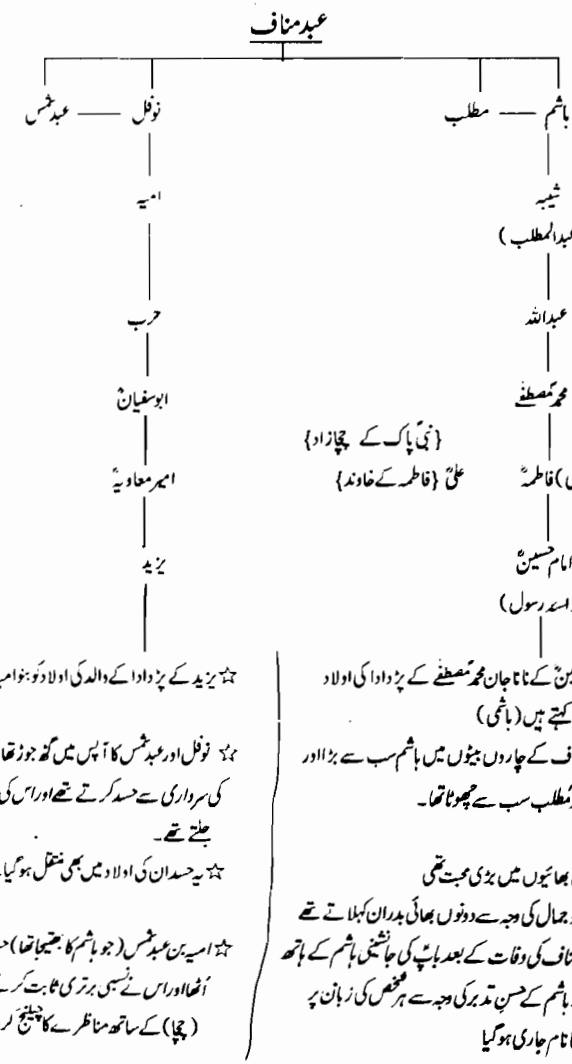

☆ امام حسینؓ کے نانا جان محمد مصطفےٰ کے پڑدادا کی اولاد کو بنو ہاشم کہتے ہیں (ہاشمی)

☆ عبدمناف کے چاروں بیٹوں میں ہاشم سب سے بڑا اور بڑا اور مُطلب سب سے چھوٹا تھا۔

☆ دونوں بھائیوں میں بڑی محبت تھی

☆ حسن و جمال کی وجہ سے دونوں بھائی بدران کہلاتے تھے

☆ عبدمناف کی وفات کے بعد باپ کی جانشینی ہاشم کے ہاتھ آئی۔ ہاشم کے حسنِ تدبر کی وجہ سے ہر شخص کی زبان پر ہاشم کا نام جاری ہو گیا

☆ یزید کے پڑدادا کے والد کی اولاد کو بنو امیہ کہتے ہیں

☆ نوفل اور عبدشمس کا آپس میں گٹھ جوڑ تھا یہ دونوں ہاشم کی سرداری سے حسد کرتے تھے اور اس کی فیاضی سے بھی جلتے تھے۔

☆ یہ حسد ان کی اولاد میں بھی منتقل ہو گیا۔ لہٰذا

☆ امیہ بن عبدشمس (جو ہاشم کا بھتیجا تھا) حسد کی آگ میں جل اُٹھا اور اس نے نسبی برتری ثابت کرنے کے لئے ہاشم (چچا) کے ساتھ مناظرے کا چیلنج کر دیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلا تنازعہ

امیہ اور ہاشم کی نسبی برتری کے مناظرے کے لئے پنچائیت بیٹھائی گئی۔ پنچائیت میں لوگ اکٹھے ہو گئے۔

کاہن خُزاعی کو ثالث بنایا گیا۔کاہن خُزاعی نے فیصلہ سنایا: "دوستو! حقیقت یہی ہے کہ ہاشم کا حسب ونسب آفتاب سے زیادہ روشن ہے اس وقت وہ دنیا کا معزز ترین انسان ہے۔نسب میں اس سے برتر ہونے کا دعوی کرنے والا بالکل جھوٹا اور افتراء پرداز ہے۔ میں اس پر تاوان ڈالتا ہوں کہ ہاشم کو پچاس اونٹنیاں دے اور اس کے لئے سزا تجویز کرتا ہوں کہ دس سال کے لئے مُلک چھوڑ دے" امیہ پر یہ بات بجلی بن کر گری۔مُنہ لٹکا کر اُٹھا، پچاس اُونٹنیاں دیں اور دس سال کے لئے مُلک شام سے چلا گیا۔ یہ پہلی عداوت تھی جو ہاشم اور امیہ کے درمیان واقع ہوا۔

دوسرا تنازعہ

شیبہ (عبدالمُطلب) کی پرورش اور تربیت ان کے چچا مُطلب نے باپ (ہاشم) بن کر کی۔ جب شیبہ شباب کو پہنچا تو چچا نے اس کے باپ کی جائیداد اور مسند صدارت اس کے سُپرد کر دی،اور کہا کہ یہ موروثی سیادت اور قبائلی سرداری سنبھالو۔ ہن نے اپنا فرض پورا کر دیا کچھ عرصہ بعد مُطلب کا انتقال ہو گیا۔

شیبہ (عبدالمُطلب) کے دوسرے چچا نوفل کو بھتیجے کی یہ شان وشوکت اور سیادت

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک آنکھ نہ بھائی۔ بھتیجے کی حویلی کے صحن پر غاصبانہ قبضہ کر لیا۔ عبد المطلب چونکہ اکیلے اور افرادی قوت میں کم تھے اس لئے انہوں نے اپنے ماموں ابو سعد کو یثرب (مدینہ) سے مدد کے لئے بلایا تو ماموں اپنے ساتھ اسی (80) جوان لے کر مکہ مکرمہ پہنچا اور حویلی کا قبضہ چھڑوایا۔

(حوالہ سیرت الرسول جلد دوم صفحہ 157 سے 162 طاہر القادری)

درمیانی عرصہ

حضورؐ کی بعثت سے لے کر ہجرتِ مدینہ تک 13 سالہ مکہ دور (حضورؐ اور اصحاب) پر مصائب و آلام کا دور تھا۔

جو قریش مکہ کی اسلام دشمنی کو ظاہر کرتا ہے۔ پھر یہی اسلام دشمنی ہجرت سے لے کر فتح مکہ تک قائم رہی۔ یہ دس سالہ مدنی دور جنگوں کا دور تھا۔ جس میں تقریباً 82 جنگیں لڑی گئیں۔

فتح مکہ۔ رشتہ داریاں اور عہدے

- اسلام سے پہلے سپہ سالاری بنو امیہ میں تھی اور متولی کعبہ بنی ہاشم تھے۔ اس وقت جتنی جنگیں ہوتیں ان میں سپہ سالاری کے فرائض بنو امیہ ادا کرتے تھے۔
- ہجرت مدینہ کے بعد بنو ہاشم کے زیادہ تر لوگ مدینہ آ گئے اس طرح مکہ میں بنو امیہ (قریش مکہ) کی حکومت قائم ہو گئی۔
- خاندانی رقابت کی وجہ سے نبیؐ پاک کی نبوت کی سب سے زیادہ مخالفت بنی امیہ نے کی۔
- 8 ہجری میں مکہ فتح ہوا تو قریش کے دیگر اور بنو امیہ کے لوگ مسلمان ہو گئے۔
- اس موقع پر نبیؐ پاک نے بنو امیہ اور دیگر قریش مکہ کو کمال عفو و درگذر کا مظاہرہ کرتے ہوئے معاف فرما دیا۔ وہی لوگ جو کبھی اقتدار اور حکومت کے نشے میں مسلمانوں کی جان کے دشمن تھے آج مفتوح حالت میں کھڑے تھے گردنیں جھکی ہوئی تھیں۔

کوئی بھی بدلے کی کاروائی کی جاتی تو اُن پر جائز ہوتی۔ لیکن نبیؐ پاک نے سُنتِ یوسفؑ ادا کرتے ہوئے فرمایا!

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَا تثرِیبَ عَلَیکم الیَوم

ترجمہ: آج کے دن تم پر کوئی مواخذہ نہیں

◆ سوال نمبر 1: اگر قریش مکہ کا زور نہ ٹوٹتا تو پھر بھی وہ اسلام قبول کر لیتے؟

◆ سوال نمبر 2: اب جبکہ وہ مفتوح ہو گئے تو ان کا اسلام کیا ایسا ہی خالص تھا کہ جیسا مفتوح ہونے سے پہلے ہوتا؟ یعنی مجبوری کا اسلام اور مرضی کا اسلام کیا برابر ہوتے؟

◆ ان سوالات کے تحت نبیؐ پاک اور پہلے دو خلفا راشدین نے خاندانی مخالفت ختم کرنے کے لئے بنی ہاشم اور بنی امیہ کو نئے رشتوں میں پرونا شروع کر دیا۔ اور ساتھ ہی حکومتی عہدے بھی دیئے:۔

ابوسفیانؓ

☆ قریش مکہ کا سردار تھا

☆ یزید کا دادا تھا

☆ نبیؐ پاک کا سسر تھا یعنی (ام المومنین ام حبیبہ کا والد)

☆ صحابی رسولؐ حضرت امیر معاویہؓ کا والد تھا۔

☆ اسے نبیؐ پاک نے نجران کا گورنر بنایا۔

امیر معاویہؓ

☆ صحابی رسولؐ تھے اور کاتب وحی میں ان کا شمار ہوتا تھا۔

☆ یزید کے والد تھے۔

☆ ام حبیبہؓ (ام المومنین) کے بھائی تھے۔ اس حوالے سے نبیؐ پاک سے سالا کا رشتہ بنتا تھا۔

☆ حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے عہد میں انہیں دمشق کا گورنر مقرر فرمایا تھا۔

عثمان بن عفان (عثمان غنیؓ)

☆ بنو امیہ سے تھے۔

☆ رشتے داری میں یزید کے چچا لگتے تھے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

☆ نبیؐ پاک نے یکے بعد دیگرے دو بیٹیاں آپؓ کے نکاح میں دی تھیں اس حوالے سے آپؓ نبیؐ پاک کے داماد تھے اور حضرت علیؓ کے ہم زُلف (سانڈو) تھے۔

☆ حضرت امام حسنؓ اور حسینؓ کے خالو تھے۔ حضرت فاطمہؓ کے بہنوئی تھے۔

☆ تیسرے خلیفہ راشد تھے۔

عثمان بن ابو العاصؓ

☆ حضرت عثمان غنیؓ کے چچا تھے۔

☆ اس حوالے سے حضورؐ کے سمدھی (کڑم) تھے۔

☆ حضورؐ کی بیٹیوں (عثمان غنیؓ کی بیویاں) کے چچا سُسر تھے۔

☆ حضورؐ نے اس کو طائف کا گورنر بنا دیا۔

یزید بن ابوسفیان

☆ امام حسینؓ والے یزید کا چچا تھا۔

☆ امیر معاویہؓ کا بھائی تھا۔

☆ نبیؐ کا سالا تھا۔

☆ ام المومنین ام حبیبہؓ کا بھائی تھا۔

☆ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہد میں دمشق کا گورنر تھا۔

عتاب بن اسید

☆ رشتے میں یزید کا چچا لگتا تھا۔

☆ نبیؐ پاک نے اسے مکہ کا گورنر بنایا۔

امام حسینؓ اور یزید کا رشتہ

ام حبیبہؓ (ام المومنین)

فاطمہؓ بیٹی لگتی ہیں

حضرت امام حسینؓ نواسے لگتے ہیں۔

یزید بھتیجا ہے (بیٹے کے برابر)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا یزید رشتے میں ماموں اور امام حسینؓ بھانجے لگتے ہیں۔

تیسرے تنازعہ کے اسباب

مندرجہ بالا تمام رشتہ داریوں اور عہدوں کے باوجود جب بنو امیہ کو طاقت ملی تو خاندانی مخالفت پھر سامنے آ گئی:۔

- چونکہ حضرت عثمانؓ بنو امیہ سے تعلق رکھتے تھے اس لئے انہوں نے اپنے اقرباء کو حاکم بنانا اختیار کیا۔
- اپنے بھائی ولید کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا۔ کہتے ہیں حالت نشہ میں ولید نے صبح کی چار رکعت پڑھا دیں اور پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا: کیا اور پڑھا دوں؟
- مروان کو افریقہ کا حاکم مقرر کر کے اسے خمس معاف کر دیا اور اپنے ذاتی مال سے اپنے اقرباء کو دینا شروع کر دیا۔ اس کی وجہ انہوں نے یہ بیان کی کہ میں صلح رحمی کرتا ہوں جسے بعض لوگوں نے مناسب نہ سمجھا۔
- حضرت سعید بن مسیبؒ فرماتے ہیں چونکہ آپ اپنی قوم کو دوست رکھتے تھے اس لئے صحابہ کی ایک جماعت نے عثمان غنیؓ کی خلافت کو مکروہ سمجھا۔ اور اکثر بنی امیہ کو حاکم مقرر کرتے تھے جو حضورؐ کی صحبت سے فیض یاب نہ تھے، جب ان حاکموں سے کوئی غلط کام سرزد ہو جاتا تو عثمان غنیؓ صحابہ کو رضا مند کر لیتے اور اس حاکم کو معزول نہ کرتے تھے۔
- اپنے چچا زاد بھائی عبد اللہ بن ابی سرح کو مصر کا حاکم مقرر کیا جو اپنے خلاف کسی قسم کی شکایت کو پسند نہیں کرتا تھا، الٹا اہل مصر کو شکایت کرنے پر مارتا اور قتل کر دیتا تھا۔
- اہل مصر کے سات سو آدمی صحابہؓ سے ملے اور ابن سرح کے ظلم کی شکایت کی۔ صحابہؓ نے ابن سرح کو معزول کرنے اور اس پر مقدمہ چلانے کا کہا، حضرت عثمانؓ نے کہا آپ اپنا حاکم پسند کر لیں میں ابن سرح کو معزول کر دیتا ہوں۔
- لوگوں نے محمد بن ابی بکر کو حاکم مصر کے لئے پیش کیا۔ حضرت عثمانؓ نے محمد بن ابی بکر کی تقرری کا حکم لکھ دیا۔ کئی دوسرے مہاجر و انصار بھی محمد بن ابی بکر کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ جب یہ لوگ مدینہ سے تین دن کے فاصلے پر پہنچے تو ایک حبشی غلام اونٹ پر سوار ان کے قریب سے گذرا تو ان لوگوں نے اسے پکڑ لیا، تلاشی پر اس کے پاس سے ایک خط برآمد

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوا جو حضرت عثمانؓ کی طرف سے ابن سرح کی طرف لکھا گیا تھا۔خط کا متن تھا کہ جب تیرے پاس محمد اور فلاں فلاں شخص آئے تو کسی حیلہ سے انہیں قتل کر دے اور ان کی تقرری کو باطل سمجھ اور اپنی ملازمت پر برقرار رہو۔خط بردار حضرت عثمانؓ کا غلام تھا۔

❖محمد بن ابی بکر اور ساتھی خط لے کر واپس مدینہ آ گئے۔آ کر حضرت عثمانؓ کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔خط لے کر حضرت علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، سعدؓ اور عمارؓ وغیرہ حضرت عثمانؓ کے گھر گئے اور حضرت عثمانؓ سے پوچھا کیا یہ اونٹ آپ کا ہے؟فرمایا ہاں، کیا یہ غلام آپ کا ہے؟ فرمایا ہاں، کیا یہ مہر آپ کی ہے؟ فرمایا ہاں۔کیا یہ خط آپ نے لکھا ہے؟ آپ نے قسم کھا کر فرمایا نہ یہ خط میں نے لکھا ہے نہ اس کے لکھنے کا حکم دیا ہے۔نہ غلام کو مصر روانہ کیا ہے۔بعد میں تحقیق سے پتا چلا کہ وہ خط مروان نے لکھا تھا۔

❖لوگوں نے مروان کو حوالے کرنے کا مطالبہ کیا لیکن حضرت عثمانؓ نے مروان کو ان کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا۔

❖بعد ازاں بلوائیوں نے گھر کے اندر آ کر حضرت عثمان غنیؓ کو شہید کر دیا۔اصل مصر سے ایک آدمی حمار نامی نے حضرت عثمانؓ کو شہید کیا۔(تاریخ خلفاء 228 یا 229)

❖جب حضرت علی خلیفہ بنے تو انہوں نے بنو امیہ کے تمام گورنر معزول کر دیئے۔لیکن شام کے گورنر امیر معاویہ نے گورنری چھوڑنے سے انکار کر دیا اور قصاص عثمانؓ کا مطالبہ کر دیا۔

تجزیہ: اوپر بیان کردہ تمام اسباب کے باوجود اگر حضرت امیر معاویہؓ قرآنی حکم وَ اولِی الاَ مرِ مِنکُم کے تحت حضرت علیؓ کی بات مان لیتے اور قصاصِ عثمانؓ کا مطالبہ عدالت میں لے جاتے اور ثابت کرتے پھر حضرت علیؓ اگر قصاص کا مطالبہ پورا نہ کرتے تو جنگ کی ضرورت ہی نہیں تھی۔عام مسلمان خود ہی انہیں معزول کر دیتے۔(احکام القرآن۔ قاضی ابوبکر، خلافت وملوکیت۔مولانا مودودی)

تیسرا تنازعہ

حضرت عثمان غنیؓ کے قصاص کے مطالبہ پر حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کے درمیان بصرہ کے قریب جنگ جمل لڑی گئی (36 ہجری میں) تیرہ ہزار آدمی (دونوں طرف

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کے) حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ بھی شہید ہوئے۔ حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ بنو امیہ سے تھے اور حضرت علیؓ بنو ہاشم سے۔

اگلے ہی سال 37 ہجری میں صفین کے مقام پر حضرت امیر معاویہؓ اور حضرت علیؓ کے درمیان جنگ ہوئی مطالبہ قصاص کا ہی تھا۔ کئی دن جنگ رہنے کے بعد عمرو بن عاصؓ کی حکمتِ عملی سے اہل شام نے قرآن نیزوں پر اٹھا لئے جنگ بند ہوگئی۔ صلح کے لئے دو ثالث ابو موسیٰ اشعریؓ اور عمرو بن عاصؓ مقرر ہوئے۔ دونوں ثالث دونوں (حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ) کو معزول کرنے پر رضا مند ہو گئے لیکن پہلے ابو موسیٰ اشعریؓ سے حضرت علیؓ کی معزولی کا اعلان کروا دیا گیا اور بعد میں حضرت امیر معاویہؓ کو بحال رکھا۔ (تاریخ خلفاء۔ جلال الدین سیوطیؒ)

چوتھا تنازعہ (سانحۂ کربلا)

یہ وہ تنازعہ ہے جو بنو امیہ اور بنو ہاشم کے درمیان قیامت تک کے لئے حد فاصل متعین کر گیا اور بنو امیہ کو ہمیشہ کے لئے ظالم اور بنو ہاشم کو مظلوم بنا گیا۔ جس نے حق و باطل کو حسینیت اور یزیدیت کے دو مستقل عنوان دے کر نیکی اور بدی کا الگ الگ پیمانہ مقرر کر دیا، اس کے متعلق یزید نے خود کہا تھا۔ " اے کاش بدر میں قتل ہونے والے میرے اشیاخ بنو خزرج کا نیزوں کی ضربوں سے چیخنا چلانا دیکھتے ہم نے تمہارے دگنا اشراف کو قتل کر دیا ہے اور یوم بدر کے میزان کے جھکاؤ کو برابر کر دیا ہے۔ (البدایہ والنہایہ۔ فلسفہ شہادتِ حسین 192)

واقعہ یہ ہے

مدینہ سے ہجرت کر کے امام حُسینؓ مکہ مکرمہ پہنچے، رمضان 60 ہجری۔

- اہل کوفہ نے سلیمان بن صرد کے گھر جمع ہو کر مشاورت کی اور بیت کرنے کے لئے حضرت امام حُسینؓ کو خط لکھے (کثرت سے)
- خطوط کا مضمون اکثر اس طرح کا ہوتا تھا: آپ جلد از جلد کوفہ تشریف لائیں، مسندِ خلافت آپ کے لئے خالی پڑی ہے۔ مومنین شیعوں کے اموال اور گردنیں آپ کے لئے حاضر ہیں ہم آپ کے منتظر ہیں۔ آپ کے سوا ہمارا کوئی پیشوا امام نہیں۔ آپ کی مدد

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لئے لشکر موجود ہے۔ ہم کوفہ کے حاکم نعمان بن بشیر کے پیچھے نماز نہیں پڑھنے جاتے۔ آپ یہاں تشریف لائیں تو ہم اسے کوفہ سے نکال دیں گے۔

◆ چونکہ اہلِ کوفہ کی درخواست کو رد کرنے کا کوئی شرعی عذر نہ تھا۔ لہٰذا حضرت امام حُسینؓ نے اپنے چچا زاد بھائی مسلم بن عقیلؓ کو سفارت کاری کے لئے کوفہ بھیجا اور ایک قاصد بصرہ روانہ کر دیا۔

◆ حضرت مسلمؓ کا والہانہ استقبال ہوا۔ اٹھارہ ہزار کوفیوں نے بیعت کی حضرت مسلمؓ نے واپسی خط لکھا: بھائی حُسینؓ! حالات دعوت حق اور امر بالمعروف کے لئے سازگار ہیں آپ بلا تعامل اور بلا جھجک تشریف لے آئیں۔

◆ اس صورتِ حال میں یزید کے حامیوں نے اسے خبر دی کہ نعمان بن بشیر تیرے مفاد میں نہیں ہے اور کوفہ اور بصرہ تیرے ہاتھ سے نکلا جا رہا ہے۔

◆ یزید نے اپنے چچا زاد بھائی عبید اللہ ابن زیاد کو بصرہ کی گورنری کے ساتھ اضافی چارج کے طور پر کوفہ کا گورنر بھی بنا دیا اور نعمان بن بشیر کو معزول کر دیا۔

◆ ابنِ زیاد نے پہلے مرحلے میں بصرہ میں آئے ہوئے امام حُسینؓ کے قاصد کو قتل کروا دیا۔ دوسرے مرحلے میں اُس نے مسلم بن عقیلؓ کو تلاش کر کے کوفے میں شہید کر دیا اور ساتھ ہی اُن کے دو بچوں کو بھی (محمدؒ اور ابراہیمؒ)

◆ ادھر مکہ پاک میں امام حُسینؓ بمعہ اپنے اہل و عیال اور دوسرے ساتھیوں کے کوفہ روانہ ہونے کا ارادہ فرما چکے تھے۔ سو ذی الحج کی آٹھ تاریخ سن 60 ہجری کو امام حُسینؓ کوفہ کے لئے روانہ ہوئے۔

◆ راستے میں صفاح کے مقام پر مشہور شاعر فرزدق سے آپؓ کی ملاقات ہوئی۔ آپؓ نے اس سے کوفہ والوں کا حال پوچھا۔ اس نے بتایا: "لوگوں کے دل آپؓ کے ساتھ اور تلواریں بنی امیہ کے ساتھ ہیں۔"

◆ آگے "کوہ ذی حشم" کے مقام پر حُر بن یزید ایک ہزار مُسلح آدمیوں کو لے کر امام حُسینؓ کے راستے میں کھڑا ہو گیا، اس نے کہا۔ ہمیں امیر زیاد کا حکم ہے کہ آپ کے ساتھ چلتے رہیں یہاں تک کہ آپؓ کسی بے آب و گیاہ میدان میں پڑاؤ کر لیں۔

◆ 2 محرم 61 ہجری بروز جمعرات حضرت امام حُسینؓ کا قافلہ نینوا کے میدان

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں (مقامِ کربلا) خیمہ زن ہو گیا حُر نے بھی آپؓ کے مقابل خیمے نصب کر لیے۔

3 محرم کو عبید اللہ ابنِ زیاد کے حکم سے عمرو بن سعد چار ہزار سپاہی لے کر امام حُسینؓ سے مقابلہ کے لئے پہنچ گیا۔

7 محرم الحرام کو امام حسینؓ پر فرات کا پانی بند کر دیا گیا۔

9 محرم الحرام 61 ہجری عمرو بن سعد کی فوج ظہر کے قریب قافلہ حُسینؓ کے سامنے جا کھڑی ہوئی اور کہا کہ ابن زیاد کا حکم ہے کہ اطاعت قبول کرو یا جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ حضرت امام حُسینؓ نے توبہ و استغفار کے لئے ایک رات کی مہلت مانگ لی۔ ابن سعد نے یہ بات مان لی۔

10 محرم الحرام کا دن - امتِ مسلمہ کے ماتھے پر بدنما داغ

اسے عرف عام میں عاشورہ کا دن کہتے ہیں۔ یہ دن پہلی امتوں میں بھی بڑی اہمیت کا حامل رہا ہے پہلی امتیں اس دن روزہ رکھتی تھیں۔ نبی کریمؐ نے اس کے ساتھ 9 محرم کا روزہ رکھ کر اس کی اہمیت کو اور بڑھا دیا اور آپؐ کی آل نے بہتر (72) تن قربان کر کے اس کی رفعتوں کو وہ کمال بخشا جو کسی اور دن کے حصے میں نہیں آیا، اب قیامت تک لوگ اس دن کو بالعموم شہداء کربلا اور بالخصوص شہادتِ حُسینؓ کے حوالے سے یاد کیا کریں گے۔ حق والے اپنے شہداء کی شہادت گاہوں کو کربلا سے اپنے لشکر کو لشکرِ حُسینیؓ سے اور اپنی قربانی کو سنتِ حُسینؓ سے منسوب کر کے فخر کیا کریں گے اور ہر زمانے کا باطل یزیدی کردار کا نمائندہ بن کر حق کے ساتھ ہمیشہ جبر و ظلم کرتا رہے گا۔

اس روز حُر بن یزید جس نے سب سے پہلے امام حُسینؓ کے قافلے کو روکا تھا یزید کی فوج سے علیحدہ ہو کر امام حُسینؓ کے ساتھ آ ملا۔

جنگ شروع ہوئی پہلے ایک کے مقابلے میں ایک سپاہی۔ خاندان نبوت سے پہلے دوسرے لوگ سب کے سب شہید ہو گئے۔ پھر خاندان نبوت کے ایک ایک کر کے سولہ (16) افراد شہید ہوئے۔

آخر میں امام حُسینؓ اکیلے رہ گئے۔ شمر کے اکسانے پر یزیدی لشکر ہر طرف سے امام حُسینؓ پر ٹوٹ پڑا۔ زرعہ بن شریک تمیمی نے بائیں کندھے پر تلوار ماری، سنان بن

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابی عمرو نے نیزہ مارا۔ آپؓ گھوڑے سے گر پڑے۔ سنان نے آگے بڑھ کر آپؓ کو ذبح کر دیا اور سر تن سے جدا کر کے خولی بن یزید کے حوالے کر دیا۔ (فلسفہ شہادتِ حُسین۔ طاہرالقادری)

شہداء خاندانِ نبوت

حضرت امام حُسینؓ کے بھائیوں میں سے

☆جعفر ☆عباس ☆محمد ☆عثمان ☆ابوبکر رضی اللہ عنھم

حضرت امام حسینؓ کی اولاد میں سے

☆علی اکبر ☆عبداللہ (علی اصغر) رضی اللہ عنھما

حضرت امام حسنؓ کی اولاد میں سے

☆عبداللہؓ ☆قاسمؓ ☆ابوبکرؓ

حضرت عبداللہ جعفرؓ کی اولاد میں سے

☆عونؓ ☆محمدؓ

اولادِ عقیل میں سے

☆جعفر ☆عبداللہ ☆عبدالرحمٰن ☆مسلم (سب سے پہلے کوفہ میں شہید ہوئے) ☆عبداللہ بن مسلم بن عقیل

☆محمد بن ابی سعید بن عقیل رضی اللہ عنھم۔

ایک اور رُخ

قرآن پاک میں ہے 1: هُوَاوّل هُوَا آخِر ترجمہ: (وہی اول وہی آخر ہے)

2: وَ فَدَيْنٰه بِذِبحٍ عَظِيم

اس کائنات میں بہت سی چیزیں ایسی ہیں جن کا نقطہ آغاز اور نقطہ انجام ایک ہی ہوتا۔ یعنی جہاں وہ چیز ختم ہوتی ہے اسی نقطہ سے وہ شروع ہوتی ہے۔ یہ اللہ کا دائروی نظام ہے (Circular System)

◆ دائرہ ایک ایسی شے ہے کہ جہاں سے یہ شروع ہوتا ہے اسی نقطے پر آ کر ختم ہوتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- اجرام فلکی سورج، چاند، ستارے سب کے سب ایسے ہیں کہ ایک ہی آغاز ایک ہی انجام۔
- ان تمام اجرام کی حرکت بھی دائروی ہوتی ہے۔(circular motion)
- آنکھوں کا اندرونی سیاہ حصہ بھی گول ہوتا ہے۔
- عینک کے شیشے (لینز) (Lense) بھی گول بنائے جاتے ہیں۔
- انسانی جسم کے اعضاء سر، گردن، انگلیاں، بازو، ٹانگیں وغیرہ سب گولائی میں ہوتے ہیں۔
- آسمان اور زمین جہاں ملتے ہیں وہاں دائرہ بناتے ہیں۔
- دنیا کے تمام درختوں کے تنے اور ٹہنیاں گول ہوتے ہیں۔
- پھلوں کی اکثریت گول ہوتی ہیں یا گولائی میں ہوتے ہیں۔
- دنیا میں مروجہ روٹی، توا، اور دیگچا گولائی میں تیار کیے جاتے ہیں۔
- دنیا میں تمام بجلی کے بلب اور ٹیوب راڈ یا تو گول ہوتے ہیں یا گولائی میں ہوتے ہیں۔
- انسان کا اپنا آغاز بھی مٹی سے ہوا اور اس کا انجام بھی مٹی میں ہوگا۔
- بجلی کے تمام پنکھوں کی حرکت دائروی ہوتی ہے۔
- حتیٰ کہ حج کی عبادت کا اہم رکن طوافِ کعبہ بھی سات چکر دائرے میں لگا کر پورا کیا جاتا ہے۔
- اسی طرح اللہ تعالیٰ نے 10 ذوالحجہ حضرت اسمٰعیلؑ کی علامتی قربانی (Symbolic Sacrifice) کو 10 محرم الحرام حضرت امام حُسینؓ کی حقیقی قربانی (Real Sacrifice) سے فدیہ کر کے اسے کائنات کے دائروی نظام کا حصہ بنا کر محض ایک تاریخی واقعہ نہ رہنے دیا بلکہ ھُوَاوّل ھُوَا آخر کی تفسیر بنا دیا کیونکہ ذوالحجہ کا جو نقطہ انجام ہے وہی محرم کا نقطہ آغاز ہے۔

موت کے مختلف روپ

قرآن پاک نے موت کے مختلف روپ اور ذائقے بیان کیے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عزیرؑ کی موت

سورۃ بقرہ 259: (حضرت عزیرؑ کا) ایک بستی سے گذر ہوا جو اپنی چھتوں پر گری پڑی تھی۔(سوچا) اللہ اس کی موت کے بعد اسے کیسے زندہ کریگا۔سو اللہ نے اسے سو برس تک مردہ رکھا پھر اسے زندہ کیا۔(اللہ نے) پوچھا،تو یہاں کتنی دیر ٹھہرا رہا؟ عرض کیا: ایک دن یا ایک دن کا حصہ ٹھہرا ہوں۔ یہاں اللہ نے حضرت عزیرؑ کو 100 سال تک موت دی اور انہیں محسوس نہ ہونے دیا۔اتنا ہی محسوس ہوا جتنا دوپہر کے وقت قیلولہ کیا جاتا ہے۔

حضرت عزیرؑ کے گدھے کی موت

"اور اپنے گدھے کی طرف دیکھ (جو سلامت بھی نہیں رہا)" یعنی گدھے کو ایسی موت دی کہ اس کی کھال،گوشت اور انتڑیاں وغیرہ سب کچھ غائب تھا اور ہڈیاں بوسیدہ ہو کر بکھری پڑی تھیں۔

اصحاب کہف کی موت

سورۃ کہف آیت 11اور 25 "پس ہم نے اس غار میں گنتی کے چند سال ان کے کانوں پر تھپکی دے کر سلا دیا" اور وہ اپنے غار میں تین سو برس ٹھہرے رہے اور اس پر انہوں نے نو برس بڑھا لیے (یعنی 309برس) یعنی تین سونو برس موت طاری رکھی اور اُن کے کتے کی بھی یہی کیفیت تھی۔لیکن موت نے نہ ان کا کچھ بگاڑا نہ اُن کے کتے کا اور اصحاب کہف کے کتے سمیت اٹھا لیا۔

حضرت سلیمانؑ کی موت

سورۃ سبا آیت 14 " پھر جب ہم نے سلیمانؑ پر موت کا حکم صادر فرما دیا تو ان (جنات) کو اُنؑ کی موت پر کسی نے آگاہی نہ کی سوائے زمین کی دیمک کے جو اِن کے عصا کو کھاتی رہی۔پھر جب اِن کا جسم زمین پر آ گیا تو --------جنات (کو پتہ چل گیا)۔ تفاسیر میں آتا ہے کہ موت کے وقت سلیمانؑ اپنے عصا سے ٹیک لگا کر کھڑے تھے۔موت ہو گئی اور آپؑ اسی حالت میں ایک مدت تک کھڑے رہے یہاں تک کہ اللہ کے حکم سے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیمک عصا کو کھانے لگی، پھر عصا ٹوٹا تو سلیمانؑ کا جسم زمین پر گر گیا۔ یہ موت ایسی تھی کہ انسان تو انسان جنات کو بھی پتہ نہ چلنے دیا۔

کافر کی موت

سورۃ النّٰزِعٰت آیت 1: ان (فرشتوں) کی قسم جو (کافروں کی جان ان کے جسموں کے ایک ایک انگ میں سے) نہایت سختی سے کھینچ لاتے ہیں۔ یہاں موت کا ذائقہ تکلیف دہ ہے اور اس کا روپ بڑا ڈراؤنا ہے۔

مومن کی موت

سورۃ النّٰزِعٰت آیت 2: اور ان (فرشتوں) کی قسم جو (مومنوں کی جان کے) بند نہایت نرمی سے کھول دیتے ہیں۔ پتہ چلا کہ مومنوں کی موت اتنی آسان اور خوشگوار ہوتی ہے کہ اس کو پتہ ہی نہیں چلتا کہ موت آ گئی۔

حضرت موسیٰؑ کی موت

حدیث عرفان السنہ 168 (طاہر القادری) (متفق علیہ)

"حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ عزرائیلؑ کو موسیٰؑ کے پاس بھیجا گیا۔ موسیٰؑ نے عزرائیلؑ کی آنکھ تھپڑ مار کر پھوڑ دی۔ عزرائیلؑ نے اپنے رب سے کہا کہ وہ بندہ (موسیٰؑ) مرنے کا ارادہ ہی نہیں رکھتا۔ اللہ نے آنکھ لوٹا کر واپس عزرائیلؑ کو بھیج دیا اور کہا کہ موسیٰ سے کہو کہ ایک بیل کی پشت پر اپنا ہاتھ رکھیں۔ ہاتھ کے نیچے آنے والے بالوں کے برابر اُن کی عمر بڑھا دی جائے گی۔ موسیٰؑ نے عرض کیا: اے رب! پھر کیا ہوگا۔ فرمایا: پھر موت ہے۔ کہا تو اب سہی، پھر اللہ سے دعا کی: اے اللہ مجھے ارضِ مقدسہ (بیت المقدس) سے ایک پتھر پھینکے جانے کے فاصلہ پر کر دے (پس اُن کی دُعا قبول ہوگئی)

یہ بیان کردہ حدیث کا مفہوم ہے یہاں موت کو اللہ کے نبیؑ کی خواہش کے مطابق ٹالا بھی جا رہا ہے اور مقام موت کو بدلا بھی جا رہا ہے۔ یعنی مصر سے فلسطین لایا گیا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر موت طاری کی گئی۔

حضرت فاطمہؓ کی موت

حدیث عرفان السنہ 285 (طاہر القادری) احمد بن حنبل

حضرت ام سلمیٰؓ راوی ہیں: " کہ سیدہ فاطمہؓ کی مرضِ وصال کے دوران میں ان کی تیمارداری کرتی تھی۔ ایک صبح ان کی حالت قدرے بہتر تھی۔ فاطمہؓ نے فرمایا: اے اماں! میرے غسل کے لئے پانی لائیں میں پانی لائی، بہترین غسل کے بعد بولیں: اماں جی مجھے نیا لباس دیں۔ نیا لباس پہن کر قبلہ رُخ لیٹ گئیں اور فرمایا: اماں جی اب میری وفات ہو جائے گی۔ میں پاک ہو چکی ہوں لہٰذا مجھے کوئی نہ کھولے؛ پس اسی جگہ آپ کی وفات ہو گئی" اس میں موت کی تمام تیاری خود کی ہے اور موت کا وقت اور مقام بھی خود مرنے والی ہستی بتا رہی ہے اور پھر غسل کے متعلق ہر شبہ خود ہی دُور کر دیا ہے کہ میں پاک ہو گئی ہوں اب مجھے کوئی نہ کھولے۔

حضرت امام حُسینؓ کی موت

حضرت امام حُسینؓ کی موت کا نہ صرف خود امام حُسینؓ کو پتہ تھا بلکہ تمام صحابہ اور اہلِ بیتؓ کو علم تھا، پھر موت سے کئی سال قبل نبیؐ پاک نے اپنی متعدد احادیث کے ذریعے امام حُسینؓ کی شہادت کی اطلاع کر دی ہوئی تھی۔ کہ کیسے، کب اور کہاں موت آئے گی سو اس لحاظ سے یہ سب سے انوکھی اور اعلیٰ موت تھی۔

چند قرآنی قصے: سورۃ المائدہ آیت 27 سے آیت 30

حضرت آدمؑ

ایک حمل		دوسرا حمل
ہابیل (لڑکا)	----------	قابیل (لڑکا)
لیودا (لڑکی)	----------	اقلیما (لڑکی)

ابتداء میں نکاح کی صورت یہ تھی ایک حمل کا لڑکا، لڑکی دوسرے حمل کے لڑکا، لڑکی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے نکاح کرتے تھے۔ کسی ایک حمل میں ہابیل اور لیودا پیدا ہوئے اور دوسرے حمل میں قابیل اور اقلیما پیدا ہوئے۔ دستور کے مطابق ہابیل کا اقلیما سے اور قابیل کا لیودا سے نکاح ہونے لگا تو قابیل بضد ہو گیا کہ میں اقلیما سے نکاح کروں گا، حضرت آدم نے فرمایا یہ تیری بہن ہے اس سے نکاح حلال نہیں۔ کہنے لگا یہ تو آپ کی رائے ہے اللہ کی رائے تو نہیں۔ آدمؑ نے فرمایا کہ دونوں لڑکے اپنی قربانی پیش کریں۔ اللہ جس کی قربانی قبول کر لے گا اس کا نکاح اقلیما سے ہو جائے گا۔ دونوں نے قربانی پیش کی۔ ہابیل نے ایک بکری قابیل نے گندم کا ایک ڈھیر قربانی کے لئے پیش کیا۔ آسمانی آگ بکری کو لے گئی اور گندم کا ڈھیر چھوڑ گئی اس طرح قابیل میں حسد پیدا ہوا اور اس نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر دیا۔ (تفسیر نعیم الدین مراد آبادی)

آیت نمبر 27: (اے نبی) آپ ان لوگوں کو آدم کے دو بیٹوں کی خبر سنائیں جو بالکل سچی ہے۔ جب دونوں نے قربانی پیش کی سو ان میں سے ایک کی قبول کر لی گئی۔۔۔۔۔ تو اس (قابیل) نے کہا: میں تجھے ضرور قتل کر دوں گا اس ہابیل نے کہا۔۔۔

آیت نمبر 28: میں اپنا ہاتھ مجھے قتل کرنے کے لئے نہیں بڑھاؤں گا۔

آیت نمبر 30: پھر اس (قابیل) کے نفس نے اس کے لئے اپنے بھائی کا قتل آسان (اور مرغوب) کر دکھایا، سو اُس نے اس کو قتل کر دیا۔ پس وہ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سورۃ یوسف آیت 15 تا 17 اور آیت 91,92

حضرت یعقوبؑ
(اسرائیل)

۔یہودا	(ڈاکٹر محمد محی الدین قاضی ایڈووکیٹ سپریم کورٹ آف پاکستان	۔یوسف
۔لاوی	کی کتاب "سوانح مع انساب الانبیاء وصالحین" سے شجرہ حضرت	۔بنیامین
۔زبالون	یعقوبؑ لیا گیا ہے)	

۔دان آیت نمبر8: جب یوسفؑ کے بھائیوں نے کہا واقعی یوسفؑ اور اس کا بھائی ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ محبوب ہیں
۔یسجر آیت نمبر9: (اب یہی حل ہے کہ) تم یوسفؑ کو قتل کر ڈالو یا دور کسی غیر معلوم علاقہ میں پھینک آؤ۔
۔روبیل آیت نمبر10: اُن میں سے ایک کہنے والے نے کہا: تم یوسفؑ کو قتل مت کرو اور اسے کسی تاریک کنوئیں کی گہرائی
شمعون میں ڈال دو۔
۔دینہ آیت نمبر16: اور وہ (یوسفؑ کو کنوئیں میں پھینک کر) اپنے باپ کے پاس رات کے وقت روتے ہوئے آئے
۔حرفان آیت نمبر17: کہنے لگے: اے ہمارے باپ! ۔۔۔۔۔ ہم نے یوسفؑ کو اپنے سامان کے پاس چھوڑ دیا تو اسے
۔لیا بھیڑیئے نے کھالیا۔۔۔۔۔۔
۔اشرفقا آیت نمبر18: یعقوبؑ نے کہا: تمہارے (حاسد) نفسوں نے ایک (بہت بڑا) کام تمہارے لیے آسان اور خوش
۔مخرون گوار بنا دیا۔
آیت نمبر90: وہ بولے: کیا واقعی تم ہی یوسفؑ ہو؟ فرمایا ہاں: میں یوسفؑ ہوں اور یہ میرا بھائی ہے۔
آیت نمبر91: وہ بول اٹھے: اللہ کی قسم! بیشک اللہ نے آپ کو ہم پر فضیلت دی ہے اور یقیناً ہم ہی خطاکار تھے۔
آیت نمبر92: یوسفؑ نے فرمایا: آج کے دن تم پر کوئی ملامت اور گرفت نہیں ہے۔ (لا تثریب علیکم الیوم) اللہ تمہیں معاف فرمادے۔

ابراہیمؑ کا قصہ

ابراہیمؑ — چچا (آذر) + قوم + نمرود

آپ کا چچا، اس کی قوم اور نمرود نے مل کر ایک عمارت بنائی۔ پھر اس میں آگ جلائی آگ تیز ہوتی رہی۔ جب اچھی طرح تیز ہوگئی تو ابراہیمؑ کو اس آگ میں پھینک دیا گیا (الصّٰفّٰت 97) اللہ نے آگ کو حکم دیا کہ اے آگ! ابراہیمؑ پر ٹھنڈی ہو جا۔

موسیٰؑ کا قصہ

موسیٰؑ + بنی اسرائیل ۔۔۔۔۔۔

www.KitaboSunnat.com

طٰہٰ	شعراء	یونس
(78 -77)	(52، 62تا66)	(90تا92)
قصص		دخان
(21-20-8-7-4)		(23تا30)

اِن قصوں سے ثابت ہوتا ہے کہ بھائیوں اور رشتہ داروں کی لڑائیاں شروع سے ہو رہی ہیں اور ہوتی رہیں گی۔

تاریخی قصہ (ایک سبب اور بھی ہے)

- شہادتِ عثمانؓ کے بعد حضرت علیؓ خلیفہ مقرر ہوئے تو انہوں نے بنی امیہ کے تمام گورنروں کو ہٹا کر نئے گورنر تعینات کرنے کا حکم دیا۔
- تمام گورنروں نے تعمیل کی سوائے شام اور دمشق کے گورنر امیر معاویہؓ کے۔ واقعہ کربلا کا یہ سب سے پہلا اور بڑا سبب پیدا ہو گیا۔
- کیوں کہ امیر کی اطاعت میں امیر معاویہؓ گورنری چھوڑ دیتے اور گورنر بنی ہاشم سے ہوتا تو حالات بغاوت کا شکار نہ ہوتے۔
- اگلی بات قصاصِ عثمانؓ کا مطالبہ امیر معاویہؓ نے عدالت سے کرنے کی بجائے حضرت علیؓ سے کر دیا۔ اگر امیر معاویہؓ قصاص کا مسئلہ عدالت میں لے جاتے، عدالت قصاص کا حکم سناتی اور حضرت علیؓ اس پر عمل کرواتے تو واقعہ کربلا کا یہ سبب پیدا نہ ہوتا۔
- حضرت علیؓ نے قاصد کے ذریعے امیر معاویہؓ کو بیعت کی دعوت دی، امیر معاویہؓ نے دعوت رد کر دی اور قتلِ عثمانؓ کا ذمہ دار حضرت علیؓ کو قرار دیا۔
- حضرت علیؓ کے سمجھانے کے باوجود امیر معاویہؓ نہ مانے یہ سبب کمزور ہونے کی بجائے زیادہ پختہ ہوا۔ اس طرح حضرت علیؓ اور امیر معاویہؓ کے درمیان 37 ہجری میں جنگ صفین چھڑ گئی مگر تصفیہ پھر بھی نہ ہو سکا پھر کچھ عرصہ بعد جنگ جمل ہوئی مگر کوئی فیصلہ نہ ہوا۔

اس تاریخی قصے کے تجزیہ کے لئے درج ذیل احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1۔ اللہ تعالیٰ علیؓ پر رحم فرمائے۔اے اللہ یہ جہاں کہیں بھی ہو حق اس کے ساتھ رہے۔

2۔ جو علیؓ کو گالی دیتا ہے وہ مجھے گالی دیتا ہے۔

3۔ اے علیؓ جو تیرا دشمن وہ میرا دشمن ہے۔۔۔اس کے لئے بربادی ہے جو میرے بعد تمھارے ساتھ بغض رکھے۔

4۔ میں تمام اولادِ آدم کا سردار ہوں اور علیؓ عرب کے سردار ہیں۔

5۔ حضرت علیؓ راوی ہیں: مجھے یمن کی طرف قاضی بنایا گیا، میں نے عرض کی: میں نوجوان ہوں، فیصلہ نہیں جانتا۔فرمایا رسول اللہؐ نے "اے اللہ اس کے دل کو ہدایت عطا فرما اور اس کی زبان کو حق پر قائم رکھ۔ (عرفان السنہ 301 تا 337اور 649 ،طاہر القادری)

واقعہ کربلا کی تاریخ بڑی پُرانی ہے۔فتح مکہ پر امام حُسینؓ کے نانا جان حضرت محمدؐ نے یزید کے دادا ابوسفیان اس کے خاندان اور اس کی قوم کو معاف فرما دیا۔(بلکہ اس کے گھر کو امان کی جگہ قرار دیا) حکومت میں عہدے دیئے اور رشتہ داریاں قائم اور بحال کیں۔ لیکن یزید کے والد امیر معاویہؓ نے امام حُسینؓ کے والد امیر المومنین حضرت علیؓ کی اطاعت سے انکار کر کے دو جنگیں ،جنگِ صفین اور جنگِ جمل لڑیں۔

6۔ جنگِ جمل علیؓ بمقابلہ زُبیرؓ۔علیؓ نے فرمایا زُبیرؓ تمھیں یہ حدیث یاد ہے۔ "اے زبیرؓ ایک دن تم علیؓ کے خلاف ناحق لڑو گے۔"

7۔جمل کی لڑائی کے بعد اماں عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا: میرے بچو! یہ جنگ غلط فہمی کا نتیجہ تھی۔

8۔ اماں عائشہ صدیقہؓ ساری عمر اس جنگ کا افسوس کرتی رہیں۔فرماتی تھیں "کاش! میں آج سے بیس (20) برس پہلے ہی اس دنیا سے اُٹھ گئی ہوتی۔"

قصہ خوانی اور میرٹ

انبیاء۔ اولیاء۔ صالحین اور پچھلی امتوں کے بعض لوگوں کے سچے واقعات قرآن نے بیان کیے ہیں۔تو قرآنی قصے بیان کرنا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1۔ سنت الٰہیہ ہے۔

2۔ قرآنی ضرورت ہے کہ جو چیز قرآن میں بیان ہوئی ہے لازم ہے کہ اسے پڑھا جائے، سمجھا جائے اور دوسروں کو سنایا جائے۔

3۔ دینی و معاشرتی ضرورت بھی ہے کیوں کہ بعض واقعات نصیحت کے لئے ہیں اور بعض اخلاقی، فلاحی اور تاریخی نوعیت کے ہیں۔

آج کے اس دور میں قرآن کا اور ہمارا تعلق صرف برکت کا رہ گیا ہے بہت کم ہیں جو قرآن کو پڑھتے ہیں۔ اِن میں پھر بہت کم ہیں جو ترجمے کے ساتھ پڑھتے ہیں اور اُن میں بہت کم ہیں جو سمجھ کر اور ہدایت و نصیحت و عبرت کے لئے پڑھتے ہیں۔ سو آج ضرورت اس امر کی ہے کہ قرآن سے ہمارا رابطہ سمجھ اور ہدایت کا ہو جائے۔

* تو قصہ امام حُسینؓ کا تذکرہ سنت الٰہیہ کے تحت ضروری ہے۔

* پھر یہ قصہ کربلا قرآنی قصوں کے میرٹ پر بھی پورا اترتا ہے؛ کیسے؟

❖ قرآن میں بیسیوں واقعات ایسے ہیں جو وحی سے پہلے ہو گذرے اور بیسیوں ایسے ہیں جو دورانِ نزولِ وحی پیش آئے اب آپ بتائیں کہ اگر وحی کا سلسلہ بند ہو چکا ہوتا تو کیا یہ قرآن کا حصہ نہ بنتا؟ جبکہ اس سے دینی، معاشرتی، اخلاقی، فلاحی اور تاریخی لحاظ سے نصیحت اور عبرت موجود ہے۔

❖ راوی اصبغ بن بنانہ ۔۔ ہم حضرت علیؓ کے ہمراہ قبر حُسینؓ کی جگہ پر گئے آپ نے فرمایا یہاں ان کے اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ، یہ کجاوے رکھنے کی جگہ، یہ خون بہنے کا مقام ہے، آل محمدؐ کا ایک گروہ اس میدان میں شہید ہوگا، جن پر زمین و آسمان روئیں گے۔

❖ راوی حضرت یحییٰ خضریؒ ۔۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ فرمایا رسول اللہؐ نے کہ مجھے جبرائیلؑ نے خبر دی ہے کہ حُسینؓ فرات کے کنارے قتل ہوگا اور مجھے وہاں کی مٹی دکھائی۔

❖ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں ہمیں اور اکثر اہل بیت کو اس بات میں کوئی شک و شبہ نہ تھا کہ حُسینؓ بن علیؓ طف (کربلا) میں شہید ہو گے۔

❖ قرآن کے واقعات کچھ نسبتوں کے حوالے سے بیان کئے گئے ہیں۔ یعنی انبیاء کی نسبت، صحابہ کی نسبت، اولادِ انبیاء کی نسبت، اولیاء کی نسبت اور صالحین کی نسبت، ان واقعات میں ایک ایک، دو دو یا تین تین نسبتیں ہیں۔ اگر امام حُسینؓ کی نسبتیں دیکھیں تو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

امام الانبیاءؐ آپ کے نانا جان، صحابی کی نسبت بھی مسلم ہے اولاد کی نسبت بھی موجود، اہلِ بیت میں آپ شامل ہیں، اولیاء کی نسبت سے دیکھا جائے تو ولایت آپ کے گھر سے شروع ہوئی اور صالحین میں سب سے بلند مقام پر آپؓ فائز نظر آتے ہیں اور سب سے بڑی نسبت کہ آپؓ کی شہادت شہود بالنبیؐ ہے یعنی آپؓ کی شہادت کی خبر نبی پاکؐ نے کئی احادیث میں بیان فرمائی۔ تو نسبتوں کے حوالے سے بھی یہ واقعہ میرٹ پر اترتا ہے۔

❖ حضرت عبداللہؓ کی روایت۔۔ مشکوٰۃ شریف۔۔ ایک دن دوپہر کو میں نے نبی اکرمؐ کو خواب میں دیکھا۔ آپؐ کے بال بکھرے ہوئے اور گرد آلود ہیں ہاتھ میں خون سے بھری ہوئی ایک بوتل ہے، عرض کرنے پر آپ نے فرمایا: اس بوتل میں حُسینؓ اور اس کے ساتھیوں کا خون ہے، جو آج میں سارا دن اکٹھا کرتا رہا ہوں: حضرت عباسؓ فرماتے ہیں میں نے خواب والے وقت کو یاد رکھا تو پایا کہ حُسینؓ اُسی وقت شہید کیے گئے تھے۔

❖ حضرت سلمٰیؓ کی روایت۔۔ سنن ترمذی۔۔ میں ام سلمٰیؓ کی خدمت میں حاضر ہوئی وہ رو رہی تھیں پوچھنے پر فرمایا: میں نے رسول اللہؐ خواب میں دیکھا آپؐ کے سر اور داڑھی میں گردوغبار ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ کیا بات ہے؟ آپؐ نے فرمایا میں نے ابھی ابھی حُسینؓ کو شہید ہوتے دیکھا ہے۔

مندرجہ بالا گفتگو سے یہ بات طے پا گئی کہ واقعہ کربلا بھی واقعاتِ قرآنی جیسا ہے۔ لہٰذا اس کو سننے اور سنانے کا اہتمام کیا جائے تو یہ سنت الٰہیہ اور سنتِ نبویؐ پر عمل کرنے کے مترادف ہے۔

سورۃ احزاب آیت نمبر 33

امیر معاویہؓ اور حضرت علیؓ کے درمیان دو جنگوں کا ذکر ہوا۔ حضرت علیؓ کے حق میں احادیث بھی ملاحظہ کی گئیں۔ یہ معاملہ یزید اور امام حُسینؓ تک پہنچ چکا ہے۔ اس سلسلے میں پہلے قرآن پاک سے سورۃ احزاب کی آیت 33 پر غور کرتے ہیں:

* اِنَّمَا یُرِیدُاللّٰہُ لِیُذھِبَ عَنکُمُ الرِّجسَ اَھلَ البَیتِ وَ یُطَھِّرَاکُم تَطھِیرًا۔

ترجمہ: "بس اللہ یہی چاہتا ہے کہ اے (رسولؐ کے) اہل بیت تم سے ہر قسم کے گناہ کا میل دور کر دے اور تمھیں (کامل) طہارت سے نواز کر بالکل پاک صاف کر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دے۔"

◆اہلِ بیت کون ہیں؟ (عرفان السنہ 353، طاہر القادری۔سنن ترمذی کی حدیثِ حسن)

◆ عمر بن ابی سلمہؓ راوی ہیں ۔۔ بوقت نزول آیت مذکورہ آپؐ نے حضرت فاطمہؓ حسنین کریمینؓ اور علیؓ کو ایک کملی میں ڈھانپ لیا پھر فرمایا: اے اللہ یہ میرے اہلِ بیت ہیں پس اس سے ہر قسم کی آلودگی دور فرما اور انہیں خوب پاک وصاف کر دے۔

◆ابو ہریرہؓ راوی ہیں۔۔جس نے حسنؓ وحُسینؓ سے محبت کی اس نے درحقیقت مجھ ہی سے محبت کی اور جس نے حسنؓ اور حُسینؓ سے بغض رکھا اس ے مجھ سے بغض رکھا۔ (عرفان السنہ 359، ابن ماجہ۔نسائی۔احمد)

◆ عبداللہ بن عمرؓ سے اہلِ عراق نے احرام کی حالت میں مکھی مارنے کا حکم پوچھا؛ جواب دیا: مکھی کا پوچھتے ہو اور نبی کے نواسے کو شہید کر دیا تھا، جن کے بارے حدیث ہے " (حسن وحُسین) دونوں میرے گلشنِ دنیا کے پھول ہیں۔ " (بخاری۔احمد۔عرفان السنہ 361)

◆ عبداللہ بن شداد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: حضورؐ عشاء کی نماز پڑھا رہے تھے ایک سجدہ خلافِ معمول طویل ہو گیا۔ شداد یہ سمجھے کہ حکم الٰہی آ گیا ہے لہٰذا انہوں نے سر اٹھا کر دیکھا تو حسنؓ اور حُسینؓ میں سے ایک شہزادہ پیٹھ پر سوار تھا، بعد میں حضورؐ سے سجدے کی طوالت کے بارے سوال کیا گیا۔آپؐ نے فرمایا: میرا بیٹا میری پیٹھ پر سوار تھا اس لئے جلدی کرنا اچھا نہ لگا جب تک کہ اس کی خواہش پوری نہ ہو جائے (نسائی۔احمد۔ابنِ ابی شیبہ۔طاہرالقادری)

اللہ کی عبادتِ خاص سجدے کی حالت میں پیٹھ سے گرانا اچھا نہیں لگا تو اس شہزادے کو نیزے مار مار کر گھوڑے سے نیچے گرانا کتنا گراں گذرا ہو گا؟

◆ راوی سلمان فارسیؓ۔۔حسنؓ وحُسینؓ میرے بیٹے ہیں جس نے ان سے بغض رکھا اور اس نے مجھ سے بغض رکھا اس پر اللہ کا غضب ہوا اور جس پر اللہ کا غضب ہوا اس کو اللہ تعالیٰ نے آگ میں داخل کر دیا (حاکم، صحیح حدیث۔طاہرالقادری)

قرآنِ پاک اور احادیث نبویؐ سے اہل بیت (حسنین کریمینؓ، فاطمہؓ، علیؓ) کی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

طہارت ثابت ہو گئی دوسرے لفظوں میں لوگوں کو متنبہ اور منع کر دیا گیا کہ خبر دار اہلِ بیت کے بارے میں کوئی شک نہیں کرنا ان کی طرف کوئی جھوٹ اور غلطی منسوب نہیں کرنی۔ ان کی شان کسی کے مقابلے میں کم کرنے کی کوشش نہیں کرنی کسی کو ان کے مقابلے میں ترجیح نہیں دینی، کیونکہ اگر کسی قسم کی آلودگی ان کے ساتھ منسوب کی گئی تو یہ قرآن کی نصِ قطعی کے خلاف اور حدیث نبویؐ کا صریح انکار ہوگا۔

ادب اور معیارِ ادب

ادب واحترام کا معیار دو طرح سے قائم کیا جاتا ہے۔

1۔ معاشرتی معیار ادب 2۔ شرعی معیار ادب

(1) معاشرتی معیار ادب

ہمارے معاشرے میں ادب واحترام مندرجہ ذیل وجوہات کی بنا پر کیا جاتا ہے۔

1۔ رشتہ داری کی وجہ سے 2۔ اعلیٰ خاندان کی وجہ سے

3۔ علم کی وجہ سے 4۔ اعلیٰ منصب کی وجہ سے

❖ حضرت امیر معاویہؓ کی بہن یزید کی پھوپھی ام حبیبہؓ حضرت امام حسنؓ اور حُسینؓ کے نانا کی زوجہ محترمہ ہیں یعنی ام المومنین ہیں اور حسنؓ اور حُسینؓ کی نانی لگتی ہیں اس رشتہ داری کا بھی ادب واحترام یزید نے نہیں کیا۔

❖ خاندان بھی اعلیٰ ہے ہاشمی اور سید ہیں، اہلِ بیت ہیں۔ یزید نے خاندانی شرافت و وقار کا بھی لحاظ نہ رکھا۔

❖ علم کا شہر حسنینؓ کا نانا جانؐ، علم کا دروازہ ان کے بابا جان اور گودِ نبوت کی پروردہ ان کی امی جان۔ تو ہے کوئی ان کے مقابلے کا؟ یزید نے اس علمی برتری کو بھی نظر انداز کر دیا۔

❖ خلافت کا اعلیٰ دنیاوی اور دینی منصب بھی حضرت علیؓ اور بعد ازاں حضرت امام حسنؓ کے پاس تھا۔ امیر معاویہؓ نے علیؓ کی خلاف کو تسلیم نہ کیا۔ دو جنگیں (صفین اور جمل) لڑیں بعد میں امام حسنؓ کو اتنا مجبور کیا کہ انہیں خلاف چھوڑنا پڑی۔ پھر یزید نے امام حسنؓ کو زہر دلوا دیا اور وہ شہید ہو گئے۔ اس طرح سے سے اعلیٰ منصب کا بھی خیال نہ رکھا گیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(تاریخ خلفاء 278۔ جلال الدین سیوطیؒ)

(2) شرعی معیار ادب

شرعی معیار ادب میں قرآن کا حکم اور حدیث کا حکم دیکھتے ہیں۔

(1) قرآن سورۃ الشوریٰ 23 میں بیان کرتا ہے۔

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ط

ترجمہ: فرما دیجئے میں اس (تبلیغ رسالت) پر تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا مگر (اپنی اور اللہ کی) قرابت و قربت سے محبت (چاہتا ہوں)۔

قرابت داروں سے محبت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اب جو نبیؐ کے قریبی وہی اللہ کے قریبی تو یہ دو قربتیں نہیں ہیں۔ بلکہ ایک ہی قربت ہے اور سب سے زیادہ قربت نبی پاکؐ کے ساتھ اہل بیتؓ کی، پھر صحابہؓ، پھر اولیاء و صالحین وغیرہ کی۔ یزید نے قرآن کے اس حکم کی بھی نافرمانی کی۔

(2) سورۃ احزاب آیت 33 : اللہ نے قرآن میں اہل بیت کی تطہیر کا ذکر کر کے واضح کر دیا کہ اللہ ان سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہونے دینا چاہتا۔ جو اللہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے، یزید نے اللہ کے چاہنے کے خلاف بغاوت جیسا گناہ اُن کے ساتھ منسوب کیا۔

(3) سورۃ الرعد 21 : ''اور جو لوگ ان سب (حقوق) رشتوں کو جوڑے رکھتے ہیں جن کے جوڑے جانے کا اللہ نے حکم فرمایا ہے۔''

یزید نے یہ رشتے اور حقوق جوڑنے کی بجائے توڑ دیئے۔

(4) سورۃ محمد آیت 22 : ''پس (اے منافقو!) تم سے توقع یہی ہے کہ اگر تم حکومت حاصل کر لو تو تم زمین میں فساد ہی برپا کرو گے اور اپنے قرابتی رشتوں کو توڑ ڈالو گے۔'' یہی کچھ یزید نے کیا کہ اہل بیتؓ کے ساتھ محبت کا رشتہ جوڑنے کی بجائے توڑ ڈالا۔

(5) سورۃ مائدہ آیت 2:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ ط

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کی نشانیوں کی بے حرمتی نہ کرو اور نہ ہی ادب والے (چار) مہینوں (ذوالقعدۃ، ذوالحجہ، محرم، رجب)۔ اللہ نے محرم کی بے حرمتی نہ کرنے کا حکم

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیا۔ یزید نے اسی مہینے میں معرکہ کربلا بپا کر کے اللہ کے حکم کی نافرمانی کی۔ ثابت ہوا یزید نے قرآن وحدیث کی بھی صریح خلاف ورزی کی۔

(6) اُخروی منصب بھی سب صحابہ کو معلوم تھا۔ وہ یہ کہ ''حسنؓ اور حسینؓ دونوں (شہزادے) جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔'' ترمذی، ابنِ ماجہ، نسائی، احمد، ابنِ ابی شیبہ کی مصنف اور دوسری بہت سی کتب میں یہ حدیث موجود ہے لیکن یزید نے اس منصب کو جانتے ہوئے بھی اس کا احترام وادب نہ کیا۔

یزید اکابرین کی نظر میں

1۔حدیثِ رسولؐ ۔۔حضرت ابو عبیدہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: میری امت کا امر (حکومت) عدل کے ساتھ قائم رہے گا یہاں تک کہ پہلا شخص جو اسے تباہ کرے گا وہ بنی امیہ سے ہوگا جس کو یزید کہا جائے گا۔

2۔ حدیثِ رسولؐ ۔۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ساٹھ (60) ہجری کے سال اور لڑکوں کی امارت سے پناہ مانگو۔" بعد میں پتہ چلا کہ یزید 60 ہجری کو تخت نشین ہوا تھا۔

3۔ حضرت ابو برزہ اسلمیؓ ۔۔ دربارِ یزید میں حضرت ابو برزہ اسلمیؓ نے یزید کو دندانِ حُسینؓ پر چھڑی مارتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے کہا: اے یزید! کل قیامت کو تیرا شفیع ابنِ زیاد ہوگا اور حُسینؓ کے شفیع حضرت محمدؐ ہوں گے۔

4۔ حضرت عبداللہ بن حنظلہؓ غسیل ۔۔ فرماتے ہیں: خدا کی قسم ہم نے یزید کی بیعت اُس وقت توڑی جب ہمیں یہ خوف ہوا کہیں یزید کی بدکاریوں کی وجہ سے ہم پر آسمان سے پتھر نہ برسنے لگیں۔ بلاشبہ وہ ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں سے نکاح کرتا، شراب پیتا اور نماز نہیں پڑھتا تھا۔ (سیوطی۔ تاریخ خُلفاء)

5۔ حضرت عبداللہ بن زُبیرؓ ۔۔ فرماتے ہیں: خدا کی قسم قرآن کے بدلے گمراہی پھیلانے والا تھا۔ روزوں کو شراب نوشی سے بدلا کرتا تھا۔ اس کی مجلس میں ذکرِ الٰہی کی بجائے شکاری کتوں کا ذکر ہوتا۔ یزید کے مرنے پر ان کے الفاظ تھے۔ " اے شامیوں تمھارا طاغوت ہلاک ہوگیا ہے (الطبری 35)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

6۔امام حسن بصریؒ ۔۔فرماتے ہیں حضرت امیر معاویہؓ نے اپنے بیٹے کو جانشین بنایا حالانکہ وہ شرابی اور نشئی تھا۔ ریشم پہنتا تھا اور طنبورے بجاتا تھا۔

7۔عمر بن عبدالعزیزؒ (عمرِ ثانی) { تاریخ انہیں پانچواں خلیفہ راشد کہتی ہے} ۔۔یہ اموی خلیفہ ہو گذرے ہیں ان کی مجلس میں ایک شخص نے یزید کا ذکر کرتے ہوئے "امیر المومنین یزید" کے الفاظ استعمال کیے تو سخت ناراض ہوئے اور اسے بیس (20) کوڑے لگوائے (سیوطی۔تاریخی خلفاء) (نوفل بن ابوفرات سے روایت)

8۔امام احمد بن حنبلؒ ۔۔امام ابنِ جوزی اور امام جلال الدین سیوطیؒ نے یزید پر لعنت کو جائز قرار دیا ہے۔

9۔علامہ جلال الدین سیوطیؒ۔۔لکھتے ہیں یزید 45 ہجری (نعیم الدین مراد بادی کے مطابق 25 ہجری) میں پیدا ہوا۔

- جب وہ پانچ سال کا تھا 50ھ میں امیر معاویہؓ نے اہلِ شام کو بلا کر اپنے بیٹے یزید کے لئے بیعت لی۔
- 51ھ میں امیر معاویہؓ نے حج کیا اور وہاں بھی اپنے بیٹے یزید کے لئے بیعت لی اس وقت اس کی عمر 6 سال تھی۔
- امیر معاویہؓ 60 ہجری میں فوت ہوئے ۔
- یزید 61 ہجری میں تخت نشین ہوا اس وقت اس کی عمر 17,16 سال (سیوطیؒ کے مطابق) اور 36, 37 سال (نعیم الدین مراد آبادی کے مطابق) تھی۔
- حضرت امام حُسینؓ کی عمر اس وقت 56 برس تھی۔
- یزید صحابی نہیں تھا، امام حُسینؓ صحابی تھے۔

فرماتے ہیں: خدا آپؓ کے قاتل ابنِ زیاد اور یزید پر لعنت کرے آپؓ کی شہادت کربلا میں عاشورہ کے روز ہوئی جس کا قصہ بہت لمبا ہے۔ اس کے سننے کا کوئی دل متحمل نہیں ہوسکتا۔ انّ لِلہ و انّ الیہِ رَاجعون۔(تاریخِ خلفاء)

10۔خواجہ معین الدین چشتیؒ ۔۔فرماتے ہیں

شاہ است حُسینؓ پادشاہ است حُسینؓ

دیں است حُسینؓ دیں پناہ است حُسینؓ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سر داد نداد دست در دستِ یزید
حقا کہ بنائے لا الہ است حُسینؓ

11۔ مولانا محمد علی جوہر۔۔ کی زبان میں:

قتلِ حُسین اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

12۔ علامہ اقبالؒ۔۔ اسرار خودی میں فرماتے ہیں۔

موسیٰ و فرعون و شبیر و یزید
ایں دو قوت از حیات آید پدید
زندہ حق از قوتِ شبیری است
باطل آخر داغ حسرت میری است

ہمارا یہ نظام زندگی دو قوتوں سے عبارت ہے۔ ایک حق کی قوت دوسری باطل۔ حق کی قوت کبھی موسوی انداز میں نمو دار ہوتی ہے اور کبھی اسے شبیریت کا لباس عطا ہوتا ہے۔ باطل کبھی فرعون کی شکل میں سر اُٹھاتا ہے اور کبھی اسے یزید کا نام دیا جاتا ہے اس لئے کبھی تو موسیٰؑ کے مقابلے میں فرعون نا مراد ہو کر بحیرۂ قلزم میں غرق ہو جاتا ہے اور کبھی یزیدیت اپنے وقتی غلبے کے لباس میں سامنے آ کر ہمیشہ کی لعنت و نا مرادی میں گرفتار ہو جاتی ہے۔ (پروفیسر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر)

13۔ حدیث۔۔ ابو یعلی اپنی مسند میں بیان کرتے ہیں: رسول اللہؐ فرماتے ہیں: میری امت ہمیشہ عدل و انصاف پر قائم رہے گی یہاں تک کہ بنو امیہ میں سے ایک شخص اس میں رخنہ ڈالے گا۔ (تاریخ خلفاء۔ امام جلال الدین سیوطیؒ)

14۔ حدیث۔۔ رویانی اپنی مسند میں ابو درداء سے روایت کرتے ہیں کہ سب سے پہلے بنی امیہ کا ایک شخص یزید نامی سنت کو بدلے گا۔ (تاریخ خلفاء۔ امام جلال الدین سیوطیؒ)

15۔ امام واقدی بسند عبداللہ بن حنظلہؓ (حدیث ضعیف)۔۔ روایت کرتے ہیں کہ ہم نے اس وقت تک یزید کی بیعت نہیں توڑی یہاں تک کہ ہمیں یقین ہو گیا کہ آسمان سے پتھر برسیں گے۔ نوبت یہاں تک پہنچ چکی تھی کہ لوگ ماؤں، بیٹیوں اور بہنوں سے نکاح

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے تھے،شراب پیتے اور نماز چھوڑ بیٹھے تھے۔(سیوطیؒ)

16۔سید ابو اعلیٰ مولانا مودودی۔۔وہ ساری کاروائی جو میدان کربلا سے لے کر کوفے اور دمشق کے درباروں تک گئی اس کا ایک ایک جز قطعًا حرام اور سخت ظلم تھا۔

17۔حافظ ابن کثیر۔۔کہتے ہیں: یزید میں اگر انسانی شرافت کی ذرا سی بھی رمق ہوتی تو وہ سوچتا کہ فتح مکہ کے بعد رسول اللہؐ نے اُس کے پورے خاندان پر کیا تھا اور میں نے ان کے نواسے کے ساتھ کیا سلوک کیا۔

18۔سید محمد نعیم الدین مراد آبادی (وفات 1945) (مفسر قرآن) لکھتے ہیں: یزید وہ بدبخت شخص تھا جس کی پیشانی پر اہلِ بیت کے بے گناہ قتل کا سیاہ داغ ہے۔یہ بد باطن، سیاہ دل ،ننگ خاندان ،نہایت موٹا، بدنما، بدخلق، تندخو، فاسق، فاجر، شرابی، بدکار، ظالم، بے ادب اور گستاخ تھا۔ایسی بیہودگیاں کرتا جن سے بدمعاشوں کو بھی شرم آئے۔ (سوانح کربلا صفحہ 78)

19۔ابوالحسنات سیّد محمد احمد قادری۔۔اپنی کتاب اوراق غم صفحہ 178 میں لکھتے ہیں، رجب 60 ہجری، چونتیس (34) برس کی عمر میں یزید تخت نشین ہوا چند روز ماتمی لباس پہنے رہا۔پھر شاہانہ لباس پہن کر تخت پر آیا ہمراہ میں شراب کی صراحیاں بھی آئیں۔اہالیان دربار میں شراب دو آتشہ تقسیم ہو رہی تھی۔نشہ پر نشہ آ رہا تھا۔مدہوشی میں یزید بیخود، فسق و فجور میں منہمک خدا اور رسولؐ کو نسیًا منسیا کیے ہوئے اپنی چند روزہ سلطنت پر پھولا ہوا تھا۔

20۔حضرت امام حُسینؓ۔۔ولید بن عقبہ حاکم مدینہ نے یزید کا نامہ امام حُسینؓ کو پڑھ کر سنایا، جس میں بیعت کا ذکر تھا امام حُسینؓ نے فرمایا: اب تو ہی بتا کہ ہم ایک فاسق فاجر، زانی، شرابی، بے دین کی بیعت کر کے کس طرح نانا جان کی امت کو غرق کر دے۔لہٰذا یزید کو لکھ دے کہ نہ میں بیعت کرنا چاہتا ہوں نہ تیری خلافت پر ہاتھ ڈالنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔(اوراق غم 180)

21۔ابنِ اثیر۔۔کامل ابنِ اثیر میں لکھتے ہیں: تاریخ ابنِ خلدون میں بھی یہ واقعات ہیں۔حضرت امیر معاویہؓ نے 50 ھ میں ایک بھاری لشکر بلادِ روم کی طرف روانہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کیا لیکن یزید نے تعمیل حکم میں گرانی محسوس کی ،بہانہ کیا، سُستی کی اور معذرت کر دی۔ بعدازاں وہاں جنگ میں لوگ بھوک اور مرض کا شکار ہوئے تو یزید نے یہ شعر لکھے: ۔ "مجھے کچھ پرواہ نہیں کہ مسلم مجاہدین کو بخار اور چیچک کا سامنا ہے۔ میں یہاں اونچے تکیوں کے سہارے بیٹھا ہوں اور میرے سامنے (میری بیوی) ام کلثوم ہے "۔

22۔ شاہ عبدالحق محدث دہلوی۔۔ تکمیل الایمان میں لکھتے ہیں: ہمارے نزدیک وہ (یزید) تمام انسانوں سے مبغوض ترین ہے، جو کام اس بد بخت منحوس نے کیے کسی نے نہیں کیے، امام حُسینؓ قتل ،اہلِ بیت کی اہانت، مدینہ اور مکہ مکرمہ پر حملہ، عبداللہ بن زُبیرؓ کے قتل کا حکم دیا۔ پھر مکہ پر محاصرہ کی حالت میں جہنم میں چلا گیا۔

23۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ۔۔ شرح تراجم ابواب بُخاری میں ایک حدیث بیان کرتے ہیں جس کا مفہوم یہ ہے کہ

i۔ کتاب اللہ میں زیادتی کرنے والا۔

ii۔ تقدیرِ الٰہی کی تکذیب کرنے والا۔

iii۔ جبرًا تسلط حاصل کر کے جسے اللہ نے ذلیل کیا اسے عزت دینے والا اور جسے اللہ نے اعزاز بخشا اسے ذلیل کرنے والا۔

iv۔ حرمِ الٰہی اور حرمِ نبیؐ کی بے حُرمتی کرنے والا۔

v۔ میری سنت کا تارک۔

اُس پر اللہ اور رسولؐ نے لعنت کی ہے۔" تقدیر کو ماننے کا تو پتہ نہیں البتہ باقی چاروں عیب یزید میں موجود تھے۔"

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث قسطنطنیہ کا جائزہ

ام حرامؓ کی روایت: بخاری جلد 1 صفحہ 410

*"میری امت کا پہلا لشکر جو دریا پر جنگ کرے گا ان کے لئے جنت واجب ہوگئی "ام حرامؓ نے عرض کی یارسول اللہؐ! میں اس لشکر میں شامل ہوں؟ آپؐ نے فرمایا "ہاں تو بھی ان میں شامل ہے" پھر فرمایا حضورؐ نے "میری امت کا پہلا لشکر جو قیصر روم کے دارالخلافہ پر حملہ کرے گا اس کے گناہ بخشے جائیں گے "ام حرامؓ نے عرض کیا، میں اس لشکر میں شامل ہوں؟ آپ نے فرمایا نہیں۔

*ام حرامؓ حضور کی خالہ ہیں۔

*ام حرامؓ سے آگے یہ روایت شامیوں نے بیان کی ہے۔شامی اہل بیت سے بغض اور بنوامیہ سے محبت رکھتے ہیں۔(جو کہ حدیث کے بالکل الٹ ہے)

*شامی راوی یہ ہیں۔

اسحاق بن یزید دمشقی۔ابوزرعہ۔ازدی۔ابن عدی۔عسقلانی ذہبی نے اسے ضعیف (نامعتبر) راویوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ یہ قدری تھا۔

یحییٰ بن حمزہ دمشقی۔۔عسقلانی۔ابن معین۔اور ذہبی نے لکھا ہے کہ یہ صحیح العقیدہ مسلمان نہیں تھا۔یہ بھی قدری تھا۔(قدری۔۔اللہ کی قدرت (تقدیر) کا منکر)

ثوربن یزید حمصی۔۔یہ بھی قدری تھا۔محدثین وشارحین اسے غلط بات کرنے والا کہا کرتے تھے۔

خالد بن معدان حمصی۔۔اکثر مرسل روائتیں بیان کیا کرتا تھا۔

عمیر بن اسود عنسی۔۔حضورؐ کے زمانے میں اس نے نبوت کا دعوی کیا تھا۔

* بخاریؒ نے صرف ایک مقام پر یہ روایت بیان کی ہے اور کسی دوسرے محدث نے اس کی تائید نہیں کی۔یہ روایت شامیوں نے شامیوں سے بیان کی ہے کسی صحابی یا تابعی سے بیان نہیں کی۔

انس بن مالکؓ کی روایت: بخاری جلد 1.2.3 صفحہ 391-403-405

*حضورؐ ام حرامؓ کے گھر آرام فرما ہیں بیدار ہوکر مسکرائے ام حرامؓ کے پوچھنے پر فرمایا: میں نے اپنی امت کا ایک لشکر دیکھا ہے جو کہ دریا پر سوار ہوکر جنگ کررہا ہے۔میں انہیں دیکھ کر خوش ہوا ہوں "ام حرامؓ نے عرض کیا کہ دعا فرمائیں اللہ مجھے بھی اس گروہ میں شامل فرمائے۔ آپؐ نے فرمایا تم ان ہی میں سے ہو۔آپؐ پھر آرام فرماتے ہیں اور بیدار ہوکر مسکراتے ہیں ام حرامؓ نے پھر مسکرانے کا سبب پوچھا تو آپؐ نے فرمایا: میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے پیش کیے گئے، جو اللہ کی راہ میں جہاد کررہے تھے اور دریا کے درمیان اس طرح سوار تھے جیسے بادشاہ تختوں پر بیٹھے ہیں۔ام حرامؓ نے عرض کی دعا فرمائیں اللہ مجھے بھی ان میں کردے آپ نے فرمایا نہیں تم پہلوں میں سے ہو

* ام حرامؓ انس بن مالکؓ کی سگی خالہ ہیں۔

*ام حرامؓ سے آگے یہ روایت ان کے بھانجے حضرت انس بن مالکؓ نے بیان کی ہے۔

*انس بن مالکؓ سے آگے صحاح ستہ اور دوسری کتب حدیث کے راویوں نے یہ حدیث بیان کی ہے اور تمام راوی ثقہ اور معتبر ہیں۔

* یہ روایت بخاریؒ نے تین مقامات پر بیان کی ہے۔

*اس روایت کے سارے راوی صحابہ یا تابعین ہیں۔

*حضرت انسؓ کی تمام زندگی ام حرامؓ کے سامنے یہ روایت بیان کرتے رہے لیکن ام حرامؓ نے کبھی انہیں نہیں ٹوکا۔اسی طرح ام حرامؓ کے خاوند عبادہ بن صامتؓ نے بھی اس روایت پر کبھی اعتراض نہیں کیا۔

* یہ روایت بخاریؒ نے تین سندوں سے، مسلم نے چار سندوں سے، ابوداؤد نے تین سندوں سے، نسائی نے دو سندوں سے، ترمذی اور ابن ماجہ نے ایک ایک سند سے بیان فرمائی ہے۔

***یہ روایت شاذ ہے۔۔ایسی روایت جو ایک مقبول اور ثقہ راوی اپنے سے پہلے تمام راویوں کے خلاف نقل کرے۔امام بخاری اس روایت میں اکیلے ہیں۔**

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

* یہ روایت مضطرب ہے۔۔امام بُخاری نے خود ہی بُخاری شریف میں سے روایت کے خلاف تین طریقوں سے حضرت انس بن مالکؓ والی روایت بیان کر کے اس میں اضطراب پیدا کر دیا ہے۔
* یہ روایت منکر ہے۔۔اس روایت میں اوپر بیان کردہ پانچ راوی شامی ہیں۔صحابی یا تابعی نہیں نا معتبر ہیں۔لہٰذا راوی ضعیف ہونے سے یہ منکر بھی ہوگئی۔
* یہ روایت مدرج ہے۔۔یعنی کسی راوی کی طرف سے حدیث میں کوئی فقرہ درج کر دینا اور یوں لگے کہ یہ فقرہ بھی حدیث ہے۔اسے مدرج کہتے ہیں۔اس روایت میں شامی راوی کی طرف سے: پہلا لشکر جو مدینہ القیصر پر حملہ کرے گا اس کے لئے مغفرت ہے" یہ الفاظ اضافی درج ہیں۔لہٰذا یہ مدرج روایت ہے۔

حوالہ تحقیق مزید فی مسئلہ یزید
المعروف
کردار یزید کا
تحقیقی جائزہ

مصنف: علامہ حافظ شفقات احمد

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

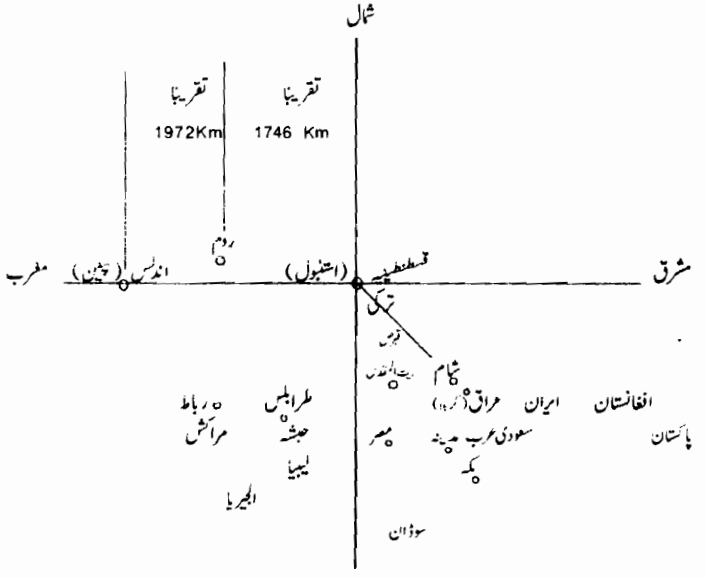

* مکہ سے کربلا	1825Km تقریباً
* مکہ سے فلسطین	1215Km تقریباً
* مکہ سے حبشہ	3000Km تقریباً
* قسطنطنیہ سے روم	1746Km تقریباً
* روم سے سپین	1972Km تقریباً
* شام سے قسطنطنیہ	1400Km تقریباً
* شام سے قبرص	800 Km تقریباً
* مکہ سے مدینہ	450 Km تقریباً

[امام حسینؓ کی مکہ سے کربلا کے لئے روانگی 3 / 8 ذوالحجہ 60ھ ہے]
[کربلا میں آمد 2 محرم 61ھ ہے]

رومیوں پر حملے اور فتوحات

نبی اکرمؐ کے زمانے سے روم سپر پاور تھا۔ روم کے بادشاہوں کا لقب قیصر تھا۔ مختلف وقتوں میں قیصر روم کا دارالخلافہ مختلف رہا ہے۔

پہلا دور

حضورؐ نے اسامہؓ کو سات سو (700) سوار دے کر شام (اس وقت روم میں شامل تھا) بھیجا۔ ابھی لشکر راستے میں تھا کہ حضورؐ کا وصال ہو گیا۔ ابو بکر صدیقؓ نے حضورؐ کا فیصلہ برقرار رکھا اور اسامہؓ کو آگے کوچ کا حکم دیا۔ حتیٰ کہ مسلمانوں نے رومیوں کو شکست

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دی اور صحیح سالم واپس آ گئے۔ یہ تھا پہلا لشکر اسلام جو دس (10) یا گیارہ (11) ہجری میں رومیوں سے ٹکرایا۔ قیصر روم اس وقت حمص میں تھا۔ لہٰذا حمص ہی قیصر روم کا دارالخلافہ تھا۔ (تاریخ خلفاء 108)

دوسرا دور (شام کی فتح)

حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں سپہ سالار اعلیٰ (متفقہ) خالد بن ولید، ابو عبیدہ، عمرو بن العاص، شرجیل بن حسنہ اور یزید بن ابی سفیان نے تقریباً دو سال سے کم عرصے میں (14ھ سے 16ھ) پورے شام پر قبضہ کر لیا۔ شام کے بڑے بڑے شہر دمشق، حمص، بعلبک، حلب، انطاکیہ، سروج، طبریہ، یوقا، قنسرین، تل عزاز اور ولوک سب پر مسلمانوں کا قبضہ ہوا۔ اس وقت انطاکیہ قیصر روم کا دارالخلافہ تھا۔ لہٰذا قیصر روم شام کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ کر روم چلا گیا (تاریخ خلفاء 193)

(فلسطین / بیت المقدس کی فتح): 16ھ میں عمرؓ بن العاص کی سرکردگی میں نابلس، عمواس اور بیت جبرین فتح ہوئے۔ بیت المقدس کے عیسائیوں نے قلعہ بند ہو کر تھوڑے دن مقابلہ کیا، پھر صلح کر لی۔ عیسائیوں نے شرط یہ رکھی کہ امیر المومنین حضرت عمرؓ خود یہاں آ کر صلح کا معاہدہ تحریر فرمائیں۔ چنانچہ حضرت عمرؓ بیت المقدس میں اس شان سے داخل ہوئے کہ لباس پر پیوند لگے ہوئے تھے اونٹ کی مہار پکڑی ہوئی تھی اور اونٹ پر غلام سوار تھا۔ (جب عیسائی پادریوں نے یہ منظر دیکھا تو بول پڑے کہ ہم اپنی کتابوں میں پڑھا ہے کہ بیت المقدس کو ایسا بادشاہ فتح کرے گا جو اونٹ کی مہار پکڑے ہوئے داخل ہو گا اور اونٹ پر اس کا غلام سوار ہو گا)

(مصر / اسکندریہ کی فتح) 20ھ کو حضرت عمرؓ کے دور میں عمرؓ بن العاص کی سربراہی میں پورا مصر فتح ہوا۔ رومیوں کے ہاتھ سے عرب و مصر کے تقریباً سارے علاقے نکل گئے۔

تیسرا دور

26ھ میں رومیوں کے ساتھ جنگ کے نتیجے میں ترکی کا جزیرہ قبرص فتح ہو گیا۔ یہ وہی قبرص ہے جہاں ام حرام گھوڑے سے گر کر انتقال کر گئیں۔ اور وہیں ان کو دفن کیا گیا۔ یہ بحری لشکر تھا اور یہی وہ بحری لشکر تھا جو حضورؐ نے ام حرامؓ کے گھر آرام کے دوران

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشاہدہ فرمایا تھا۔ ام حرامؓ نے اس لشکر میں شامل ہونے کی دعا حضورؐ سے کروائی تھی۔ اسی سال عبداللہ بن ابی جراح کی سپہ سالاری میں اندلس بھی فتح ہوا۔ یہ حضرت عثمان غنیؓ کا دور تھا۔ (تاریخ خلفاء 226)

چوتھا دور (دور بنی امیہ)

شام اور مصر میں فتح کے باوجود رومی آئے دن سرحدوں پر چھیڑ چھاڑ کرتے رہتے تھے۔ کیونکہ ابھی ایشیائے کوچک اور یورپی علاقے ان کے قبضے میں تھے۔ رومی حملوں کی روک تھام کے لئے حضرت امیر معاویہؓ نے عیسائیوں اور رومیوں کے مرکز قسطنطنیہ پر حملے کا منصوبہ بنایا لہٰذا 55ھ میں سفیان بن عوف ازدی کو سپہ سالار بنایا گیا۔ فوج کے کئی دستے بنائے گئے۔ ان میں سے ایک دستے کی کمان حضرت امیر معاویہؓ نے اپنے بیٹے یزید کے ہاتھ میں دی۔ یہ مہم ناکام ہوئی۔ جلیل القدر صحابی حضرت ابو ایوب انصاری وہیں فوت ہوئے اور انہیں شہر کی فصیل کے نیچے دفن کر دیا گیا۔ جزیرہ روڈس اور جزیرہ ارواڈ کو تسخیر کر لیا گیا۔

(خلیفہ عبدالملک بن مروان) نے قیصر روم کو قیساریہ کے مقام پر زبردست شکست دی اور اس کے بہت سے علاقوں پر قبضہ کر لیا۔

(خلیفہ ولید بن عبدالملک) (87ھ تا 94) کے دور میں ایشیائے کوچک (ترکی کا شمالی علاقہ بحیرہ اسود کا جنوبی ساحل) آرمینیا اور بولتا، طوانہ، عمودیہ، اخرم، طرطوس اور انطاکیہ کے قلعے فتح کیے۔ کئی حملوں کے نتیجے میں پورا اندلس (سپین) فتح ہو گیا۔ مؤرخین لکھتے ہیں اگر ولید بن عبدالملک چند برس زندہ رہتا تو چین، ہندوستان اور یورپ مملکتِ اسلامی کے جُز ہوتے۔

خلیفہ سلیمان بن عبدالملک کے دور میں قسطنطنیہ پر حملہ کیا گیا لیکن یہ ناکام رہا۔

ہشام بن عبدالملک کے دور میں رومیوں کے علاقے مطمورہ، تونبہ اور صیقلہ (سسلی) فتح ہوئے۔

پانچواں دور (دور بنو عباس)

123ھ میں مہدی بن منصور کے دور حکومت میں رومیوں کا ایک قلعہ سالا فتح ہوا۔ اگلے سال ادبرہ کا قلعہ فتح ہوا۔ 165ھ میں مہدی کے بیٹے ہارون رشید نے قسطنطنیہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

پر حملہ کیا اور اخراج پر قسطنطنیہ کی ملکہ ایرینی سے صلح کر لی۔

ہارون رشید کے دورِ حکومت میں 187ھ تک رومیوں کے کئی سرحدی قلعے سر کر لئے گئے۔ بعد میں قرہ اور سفان کے قلعوں کو بھی فتح کر لیا گیا۔

قسطنطنیہ کے نئے حکمران نیسی فورس نے بدعہدی کی۔ ہارون الرشید نے اس پر حملہ کیا۔ اس نے اخراج دے کر پھر صلح کر لی۔ پھر اس نے بدعہدی کی تو بار بار بدعہدی سے ہارون الرشید نے طیش میں آ کر بڑا حملہ کیا اور اس نے 50 ہزار دینار کی کثیر رقم کے عوض صلح کی۔ قسطنطنیہ فتح کرنے کا یہ بہترین موقع تھا لیکن پتہ نہیں کس مصلحت کی بنا پر وہ رکا رہا۔ بہت دیر بعد عثمانی ترکوں نے اسے فتح کیا۔

مامون الرشید کے دور میں رومی فوجوں سے کئی مقابلے ہوئے۔ 215ھ سے 218ھ تک ان کے کئی قلعے فتح کر لئے گئے۔ جن میں کریٹ اور صقلیہ جزیرے بھی شامل ہیں۔

(224ھ) معتصم باللہ نے قیصر روم کے خلاف کاروائی کر کے انگورہ پر قبضہ کیا۔ بنو عباس کا یہ آخری خلیفہ ثابت ہوا۔ اس کے بعد بغداد پر تاتاریوں (ہلاکو خاں) نے حملہ کیا اور یوں مسلمانوں کی صدیوں پرانی خلافت ختم ہوئی۔

چھٹا دور (عثمانی ترکوں کا دور)

688ھ میں غازی عثمان پاشا کو ایشیائے کوچک کے علاقوں میں سلجوقیوں سے ایک ریاست مل گئی۔ 700ھ میں غازی عثمان نے رومیوں کو شکست دے کر کئی علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ 727ھ میں بروصہ کا قلعہ رومیوں سے چھین لیا گیا۔

عثمان کے بیٹے، اورخان اور علاؤ الدین نے مل کر سارے ایشیائے کوچک پر قبضہ کر لیا۔

سلطان مراد اول: یہ اورخان کا چھوٹا بیٹا تھا جو تخت پر بیٹھا۔ اس نے اورنہ کا قلعہ 766ھ میں فتح کیا اور رومیوں کا زور توڑ دیا۔ 788ھ میں بلغاریہ کے کئی شہروں پر اُس نے قبضہ کر لیا۔

سلطان بایزید اول: اس سلطان نے 791ھ میں ایشیائے کوچک کے رومی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

علاقہ پر قبضہ کر لیا اور قسطنطنیہ پر چڑھائی کر دی۔ لڑائی ہوئی لیکن فتح نہ ہوا۔ اس نے 792ھ بلغاریہ فتح کر لیا۔ قسطنطنیہ پر حملہ کیا اور فتح کے قریب ہی تھا کہ ایشیائے کوچک سے تیمور کے حملے کی خبر ملی۔ لہٰذا مجبوراً قسطنطنیہ کے ساتھ 10 ہزار اشرفی سالانہ پر صلح کر لی گئی اور خود سلطان واپس ایشائے کوچک آ گیا۔

سلطان محمد اول (چلپی): بایزید کے بعد اس کا بیٹا سلطان محمد بادشاہ بنا لیکن ملک میں اندرونی ابتری میں ہی الجھا رہا۔

سلطان مراد دوم: اس نے یورپ کے بہت سے علاقے فتح کیے۔ اور قیصر روم کے کئی علاقوں کو خراج پر چھوڑ دیا۔

سلطان محمد فاتح: 855ھ میں باپ کی وفات کے بعد بادشاہ بنا۔ قیصر روم کی عیسائی حکومتوں سے بہت سی لڑائیاں ہوئیں۔ جن میں 857ھ میں قسطنطنیہ (استنبول) کی جنگ زیادہ مشہور ہے۔ اسی سال شہر پر قبضہ کر کے سلطان نے اسے پایہ تخت بنایا۔ اُس وقت سلطان کی عمر 26 سال تھی۔ اس کے علاوہ سرویا، بوسنیا، البانیہ، نیگروپونٹ، یونان، اٹیکس، سینوپ، طیرابزون، کریمیا اور اژہنو کے جزائر اور قلعے اور شہر فتح کیے۔ اب روم کو فتح کرنے کی تیاری کر ہی رہا تھا کہ 886ھ میں اس کا انتقال ہو گیا۔

حرفِ آخر

قرآن، حدیث اور تاریخ نے جو کچھ کہا وہ لکھ دیا گیا ہے۔ قاری کو اختیار ہے کہ اپنی رائے خود قائم کرے۔ میں اپنی رائے قرآن کے الفاظ میں دینا چاہتا ہوں:

سورۃ ص آیت 24: بے شک اکثر شریک ایک دوسرے پر زیادتی کرتے ہیں سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور ایسے لوگ بہت کم ہیں۔

سورۃ بقرہ آیت 194: پس اگر تم پر کوئی زیادتی کرے تو تم بھی اس پر زیادتی کرو مگر اسی قدر جتنی اس نے تم پر کی۔

سورۃ یوسف آیت 92: یوسفؑ نے فرمایا: آج کے دن تم پر کوئی ملامت (گرفت) نہیں ہے۔ اللہ تمھیں معاف فرما دے۔

تاریخ اور سیرت نبیؐ سے بھی ہمیں پتہ چلتا ہے کہ جن لوگوں (رشتہ داروں) نے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبیؐ پاک اور اُن کے ساتھیوں کو ہر طرح کی تکلیفیں پہنچائیں اور انہیں قتل بھی کیا گیا حتیٰ کہ نبیؐ پاک کے قتل کے منصوبے بھی بنائے اور قاتلانہ حملے بھی کیے گئے۔ لیکن جب فتح مکہ کا دن آیا تو انہی جان کے دشمنوں کو معاف کر دیا گیا۔ چونکہ انبیاء کا گھرانہ کریم ہوتا ہے وہ بدلے نہیں لیا کرتا بلکہ معاف کرتا رہا ہے۔ حضرت امام حُسینؓ بھی اسی نبوی خاندان میں سے ہیں۔ ممکن ہے کل قیامت کے دن لَا تثرِیبَ عَلَیکم الیَوم کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے نانا کی سُنت کی پیروی میں یزید اور اس کے ساتھیوں کو معاف فرما دیں۔ کیونکہ کہ یہی ان کی شان ہے۔

☆☆☆

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 9 وسیلہ

مندرجات

☆	وسیلہ کیا ہے؟	236
☆	وسیلہ کی روزمرہ مثالیں	237
☆	مرنے کے بعد وسیلہ کی صورتیں	239
☆	وسیلہ اختیار کرنے کا قرآنی حکم	242
☆	وسیلے کی قرآنی مثالیں	243
☆	غیر حاضری میں حاضری	247
☆	نظام وسیلہ	257
☆	قدرت کاملہ اور وسیلہ	262
☆	وسیلہ عمومی نتیجہ خصوصی	265

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وسیلہ

وسیلہ کیا ہے؟

عمومی تعریف یہ ہے کہ انسان اور اس کی منزل کے درمیان کوئی امدادی فیکٹر (Helping Factor) ہوتا ہے۔ جو اسے منزل تک پہنچنے میں مدد دیتا ہے۔

خصوصی تعریف یہ ہے کہ مومن اور اس کی منزل کے درمیان ہر وہ شے /جگہ/کام/ہستی جو مومن کو اس کی منزل حاصل کرنے میں مدد فراہم کرے۔

تیسری تعریف یہ ہے کہ ایسی شے یا ہستی جو اللہ کا مخلوق کے ساتھ رابطہ قائم کروانے میں کوئی کردار ادا کرے۔

ان تعریفوں کی رو سے:

☆ وسیلہ بذات خود منزل نہیں ہے اور نہ ہی یہ ابتداء ہے۔ لیکن یہ دونوں سے جدا بھی نہیں ہے۔

☆ وسیلہ ایک طرف ابتداء سے جڑا ہوتا ہے تو دوسری طرف اس کا تعلق منزل سے بھی ہوتا ہے۔

اس تعریف اور وضاحت کے باوجود وسیلہ مخلوق کی کمزوری ہے، خالق کی نہیں۔ خالق قادر مطلق ہے وہ وسیلہ کے بغیر بھی مخلوق سے رابطہ کر سکتا ہے اور کرتا رہتا ہے۔

وسیلہ کی مثال حرف مشدد کی طرح ہوتی ہے۔ جیسے "جنت" میں ن حرف مشدد ہے۔ اس حرف کی تین حیثیتیں ہوتی ہیں۔ ایک حیثیت میں وہ پچھلی ج سے ملا ہوتا ہے،

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دوسری حیثیت میں وہ اگلے حرف ت سے ملا ہوا ہے اور تیسری حیثیت اس ن کی اپنی ہے۔ جس میں وہ کھڑا ہے۔ ج کی جرات نہیں کہ وہ ت سے ملاقات کرے جب تک ن سے وسیلہ نہ ہو اور ت کی یہ تعریف نہیں کہ وہ ن کے ناطے کے بغیر ج سے جوڑ پیدا کرتا پھرے۔ اگر ن کو درمیان سے نکال دیا جائے تو ج، ج رہ جائے اور ت، ت رہ جائے۔ یہ کبھی آپس میں مل نہ سکیں۔

وسیلہ کی روزمرہ مثالیں:

☆ ٹی وی اسٹیشن کی منزل عوام اور عوام کی منزل ٹی وی اسٹیشن دونوں کے درمیان وسیلہ ٹی وی سیٹ اور ٹی وی سسٹم ہے۔

☆ دنیا کے کسی کونے میں بیٹھے ہوئے دو رشتہ داروں کے درمیان رابطہ کیلئے موبائل استعمال ہوتا ہے۔

☆ بجلی کا ٹرانسفارمر مین لائن سے بجلی لے کر گھروں کو منتقل کرتا ہے۔

☆ ریلوے اسٹیشن یا بس اسٹینڈ پر پہنچنے کیلئے ہم موٹر سائیکل، ٹانگہ، رکشا، ٹیکسی وغیرہ کا وسیلہ اختیار کرتے ہیں۔

☆ علاقے کے SHO سے ملنے کیلئے ہم کسی سب انسپکٹر (S.I.) کا وسیلہ تلاش کرتے ہیں۔

☆ D.C.O. سے ملنے کیلئے اس کے کسی تعلق دار کو تلاش کیا جاتا ہے۔ اسی طرح وزیر، وزیر اعلیٰ، وزیر اعظم اور صدر سے ملاقات کیلئے کوئی نہ کوئی مروج ذریعہ تلاش کرتے ہیں۔

☆ باربر (بال کاٹنے والا) ہمارے بال کاٹنے کا وسیلہ بنتا ہے اور اپنے بال کاٹنے کے لیے اسے دوسرے باربر کو تلاش کرنا پڑتا ہے۔

☆ ہم اپنے جسم پر ذرا غور کریں تو خارش کرنے کیلئے ہم ہاتھوں کے محتاج ہیں۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچنے کیلئے پاؤں کا وسیلہ استعمال کیا جاتا ہے۔ دیکھنے کیلئے آنکھوں کا وسیلہ ہے۔ سننے کے لیے کان ہیں۔ کھانے کیلئے منہ استعمال کرتے ہیں۔ سونگھنے کے لیے ناک ہے۔ کبھی ایسے نہیں ہوا کہ ایک وسیلہ کسی دوسرے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کام کیلئے استعمال ہوا ہو۔

☆ موبائل کو بجلی فراہم کرنے کے لیے باریک یا موٹی پن والا چارجر استعمال کرتے ہیں۔ چارجر کے بغیر سوئچ بورڈ سے موبائل بجلی نہیں لے سکتا۔

☆ مریض اللہ سے شفاء لینے کے لیے ڈاکٹر اور دوائی کا وسیلہ استعمال کرتا ہے۔

☆ ہمارے زندہ رہنے کے لیے ہوا کا وسیلہ موجود ہے۔

☆ کوئی پل یا بلڈنگ بنانے کے لیے انجینئر کا وسیلہ اختیار کیا جاتا ہے۔

☆ کمپیوٹر چلانے کے لیے ہمارے پاس بجلی ہے۔ اگر بجلی نہ ہوتو ہمارا کمپیوٹر نہیں چلتا۔

☆ ہر ماں اپنے نومولود بچے کے پالنے کا وسیلہ بنتی ہے۔

☆ بعض کمپیوٹر اور آلات سولر انرجی اور بیٹری کے ذریعے سے چلتے ہیں۔

☆ ہمارے دفاتر اور اداروں کے ہیڈ (سربراہ) ہوتے ہیں۔ ہیڈ کے بعد اس کا نائب سربراہ اپنے نائب کو وسیلے کے طور پر استعمال کرتا ہے۔

☆ ہمارے اور ہمارے مکان کی چھت کے درمیان سیڑھی ہے جو چھت پر پہنچنے کیلئے وسیلے کا کام دیتی ہے۔ بغیر سیڑھی کے چھت پر چڑھنا ممکن نہیں ہے۔

☆ بس اسٹینڈ پر پہنچنے کیلئے موٹر سائیکل، رکشا، ٹیکسی، تانگہ وغیرہ کی بجائے ہوائی جہاز کا وسیلہ تلاش کریں اور کراچی جانے کے لیے گدھا ریڑی اور تانگے کا وسیلہ استعمال کریں تو لوگ ہمیں پاگل سمجھیں گے۔ یعنی منزل کے مطابق وسیلہ تلاش کرنا چاہیئے۔ SHO سے ملنے کیلئے DCO کا وسیلہ معقول نہیں ہے۔ مکان کی چھت پر جانے کیلئے سیڑھی چھوڑ کر کرین کا وسیلہ پکڑنا نامعقول بات ہے۔ چارجر موبائل کیلئے وسیلے کا کام دیتا ہے۔ لیکن کسی موبائل کیلئے موٹی، پن، کسی کیلئے باریک پن اور کسی کیلئے باریک سی پتری استعمال ہوتی ہے۔ ہم ڈاکٹر کو پل بنانے کیلئے اور انجینئر کو دوائی دینے کیلئے استعمال نہیں کر سکتے۔ پتہ چلا اسباب کی اس دنیا میں کوئی منزل بغیر ظاہری اور معقول وسیلہ کے نہیں مل سکتی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرنے کے بعد وسیلہ کی صورتیں:

☆ وسیلہ کی ایک صورت یہ ہے کہ ایک شخص ٹرانسفر یا ریٹائر ہو کر کسی ادارے سے چلا گیا۔ بعد میں اس کا بیٹا، بیٹی یا بیوی جا کر ادارے کے سربراہ کو اس شخص کا حوالہ دے کر کام بتاتے ہیں تو وہ کام ہو جاتا ہے۔

☆ دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی شخص کسی انور نامی شخص کے پاس کوئی کام کروانے کے لیے گیا۔ اس نے انور کو اس کے فوت شدہ گہرے دوست رشید کا حوالہ دے کر کام بتایا۔ انور نے کام فوراً کر دیا۔

☆ تیسری صورت یہ ہے کہ کوئی شخص کام کروانے کے لیے دوسرے شخص کو اس کے فوت شدہ دوست کا حوالہ دیتا ہے۔ وہ کام بھی کر دیتا ہے۔ چائے بسکٹ سے تواضع بھی کرتا ہے اور ساتھ ہی یہ کہتا ہے کہ بھئی آئندہ بھی کوئی کام ہو تو، دن ہو یا رات میں حاضر ہوں۔

ان تینوں صورتوں کی ایک قدر مشترک ہے وہ یہ کہ وسیلہ تینوں صورتوں میں غائب ہے۔ صرف اس کا نام استعمال کیا گیا ہے اور مختار کار نے نام کو ہی وسیلہ مان کر کام کر دیا ہے۔

☆ ہمارے ایک عزیز نے اپنی بیٹی کی شادی کے دن طے کرنے کے لیے ہمیں بھی مدعو کیا۔ مقررہ دن باتوں باتوں میں ہمارے عزیز نے بتایا کہ میں بیٹی کا رشتہ یہاں کرنے پر نہ پہلے راضی تھا نہ اب راضی ہوں۔ بس یہ تو مرنے والی (بیوی) کی خواہش تھی جو میں پوری کر رہا ہوں۔ یعنی موت کے بعد بھی وہ مرنے والی ہماری عزیزہ ہمارے معاملات پر اثر انداز ہو رہی ہے۔ یعنی شادی والے جوڑے کے لیے وسیلہ بن رہی ہے۔

☆ موبائل کو لاک لگا کر ہم جزوی طور پر مردہ کر دیتے ہیں۔ لاک کے بعد ہم اس سے کال نہیں کر سکتے۔ لیکن جزوی طور پر مردہ ہونے کے بعد بھی ہمیں فائدہ یہ دے رہا ہے کہ بیرونی کال ہم تک پہنچا دیتا ہے۔ میسج (پیغام) سارے کے سارے وصول کر کے ہمارے لیے رکھ لیتا ہے۔ پھر ہم آف کا بٹن دبا کر اسے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقتی طور پر مردہ کر دیتے ہیں۔ یہ ایسے ہے جیسے انسان کا نیند کا بٹن دبا کر اسے وقتی طور پر مردہ کر دیا جاتا ہے۔ لیکن اس کا سارا ڈیٹا اس میں محفوظ رہتا ہے۔ جب چاہیں اس ڈیٹا سے ہم فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ پھر اس کی بیٹری ختم ہو جاتی ہے۔ تو وہ مکمل مردہ ہو جاتا ہے۔ پھر ہم بیٹی ری چارج کر کے مردہ ہونے کے بعد بھی اس کے ڈیٹا سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ اگر کسی وجہ سے اس کی بیٹری خراب ہو گئی، اس کی باڈی بھی ٹوٹ پھوٹ گئی اور ہمیشہ کیلئے مردہ ہو گیا۔ پھر بھی ہم اس کی سم نکال کر کسی دوسرے سیٹ میں ڈال کر مدتوں اس کے ڈیٹا سے استفادہ کرتے رہتے ہیں۔ یعنی مرنے کے بعد بھی وہ موبائل ہمارے معاملات میں وسیلہ بنا رہتا ہے۔ ہم اپنے کسی عزیز، دوست، قائد، شیخ یا سیاسی لیڈر کے مرنے کے بعد پرکھنا چاہیں اس سے منسوب کوئی بات، کوئی حلف، کوئی معاہدہ، کوئی قسم، کوئی نصیحت، کوئی وصیت سچ ہے یا جھوٹ تو ہم اس قابل ہو گئے ہیں کہ اس کی اپنی زبان سے کہے ہوئے الفاظ من وعن سن لیں یا اسکے ہاتھوں سے کیا ہوا کام دیکھ لیں۔ ہم اس کی ویڈیو لگا کر چیک کر سکتے ہیں۔ ممکن ہے اگر وہ زندہ ہوتا تو اپنے الفاظ یا کام کی اتنی بہتر تصدیق نہ کر سکتا جتنی ویڈیو کر سکتا ہے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے وہ اتنی مدت کے بعد اپنے الفاظ اور کام ہی بھول چکا ہو۔ لہذا مرنے کے بعد مرنے والے کی ویڈیو کا وسیلہ زیادہ کارگر ہے۔

☆ شیر اور چیتا جب تک زندہ رہتے ہیں انسانوں اور جانوروں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچاتے بلکہ ان کا شکار کرتے رہتے ہیں۔ جب مر جاتے ہیں تو ان کی کھال سے انسان جیکٹ بناتے ہیں اور ان کا گوشت جنگل کے کمزور جانور کھا کر اپنا پیٹ بھرتے ہیں۔

☆ زندہ ہاتھی سے ہم اگر تھوڑا بہت فائدہ سواری کی صورت میں اٹھاتے ہیں تو مرنے کے بعد اس کے دانت قیمتی نوادرات میں شامل کر لیتے ہیں۔ جس سے ہمیں بہت مالی فائدہ ہوتا ہے۔

☆ زندہ مرغی انڈے کی صورت میں فائدہ دیتی ہے تو مرنے کے بعد گوشت کی صورت میں زیادہ فائدہ پہنچاتی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

☆ بکرے اور مینڈھے جب تک زندہ رہتے ہیں مالی خرچہ خوراک کی صورت میں کراتے رہتے ہیں۔ مرنے کے بعد ہی انسانوں کو گوشت کی صورت میں فائدہ پہنچاتے ہیں۔ ہم قربانی کا گوشت کئی کئی مہینوں تک فریزر اور فرج میں رکھ کر اس سے فائدہ اٹھاتے رہتے ہیں۔

☆ آج کل شتر مرغ اور زرافہ کے فارم بنانے کا رواج ہو رہا ہے۔ تاکہ ان کے گوشت سے انسانوں کو فائدہ پہنچایا جا سکے۔ یہ اس وقت ممکن ہے جب ان کو ذبح کیا جائے۔ یعنی ذبح سے پہلے ان کا کوئی فائدہ نہیں۔ مرنے کے بعد ہی فائدہ پہنچاتے ہیں۔

☆ اسی طرح اونٹ، بیل، سانڈ بار برداری کے کام آتے ہیں تو مرنے کے بعد ان کی کھال سے جوتے، بیگ، دستانے، پرس اور جیکٹیں بنائی جاتی ہیں اور گوشت کھانے کے کام آتا ہے۔

☆ گورنمنٹ ملازم ساری عمر اپنے بیوی بچوں کو فائدہ تنخواہ کی شکل میں پہنچاتا ہے اور مرنے کے بعد اس کی انشورنس، اس کی پنشن اور دوسرے واجبات اس کی بیوی بچوں کو مل جاتے ہیں اور مرنے والا تاحیات اپنے بیوی بچوں کو فائدہ دیتا رہتا ہے۔ کہ مرنے کے بعد بھی لوگوں کیلئے وسیلہ بنے رہتے ہیں۔ یہ گورنمنٹ کی نوکری کرنے والے ملازم کا حال ہے۔ کچھ لوگ اللہ کی نوکری کرتے ہیں۔ ان کی انشورنس، پنشن اور دوسرے واجبات کا خود اندازہ کر لیں کہ وہ لوگوں کیلئے کتنے فائدہ مند ہو سکتے ہیں۔

☆ قاری اس جیسی اور مثالوں کا اضافہ کر سکتا ہے۔

☆ جتنے نباتات (درخت، پودے، جڑی بوٹیاں) سب کے سب اپنی زندگی میں بھی لوگوں اور مخلوق خدا کیلئے وسیلہ بنے رہتے ہیں اور سوکھے مردہ ہونے کے بعد بھی وسیلہ فراہم کرتے ہیں۔ کسی کی لکڑی ایندھن اور فرنیچر کیلئے استعمال ہوتی ہے اور کئی دوائیوں اور روزمرہ استعمال میں آ کر لوگوں کیلئے وسیلہ بنتے ہیں۔ زمین اور پہاڑوں سے نکلنے والا پتھر اور معدنیات، ریت، مٹی، اینٹیں (ثابت۔ روڑہ۔ کیری وغیرہ) جو ابتداً اور آخراً مردہ ہیں۔ سب کے سب ہمارے لیے وسیلہ تھے، وسیلہ ہیں اور قیامت تک وسیلہ رہیں گے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وسیلہ اختیار کرنے کا قرآنی حکم

(ربنا ما خلقت هذا باطلا. آل عمران ۱۹۱)

اے ہمارے رب! تو نے یہ (سب کچھ) بے حکمت اور بے تدبیر نہیں بنایا۔۔۔۔۔۔۔ جب کائنات کی ہر شے کی تخلیق و پیدائش بے حکمت نہیں تو اس کی وفات و موت بے حکمت کیسے ہوسکتی ہے؟ تو مرنے کے بعد قبر و برزخ کی زندگی بے حکمت کیسے ہو گئی؟ اگر قبر و برزخی زندگی کے نفع یا نقصان کا تعلق ہماری دنیاوی زندگی سے نہیں رہا تو نعوذ باللہ یہ تو قرآنی آیت کے خلاف ہو گیا۔ کیا اللہ نے قبر اور برزخ کی زندگی بے حکمت پیدا کی ہے؟ آیئے دیکھتے ہیں وسیلہ اختیار کرنے کے بارے قرآنی حکم کیا ہے۔

☆ **المائدہ آیت 35:** اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور اس تک (تقرب و رسائی کا) وسیلہ تلاش کرو اور اس کی راہ میں جہاد کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔

☆ **البقرہ آیت 45:** اور صبر اور نماز کے ذریعے (اللہ سے) مدد چاہا کرو۔

☆ **البقرہ آیت 153:** اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ذریعے (مجھ سے) مدد چاہا کرو۔ یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔

☆ **النساء آیت 64:** اور (اے حبیب) اگر وہ لوگ جو اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے اور اللہ سے معافی مانگتے اور رسولؐ بھی ان کے لیے مغفرت طلب کرتے تو وہ (اس وسیلہ کی بنا پر) ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا نہایت مہربان پاتے۔

☆ **النساء آیت 65:** پس (اے حبیب) آپ کے رب کی قسم! یہ لوگ مسلمان (مومن) نہیں ہو سکتے جب تک کہ وہ اپنے درمیان واقع ہونے والے ہر اختلاف میں آپ کو حاکم نہ بنا لیں۔

☆ **الاعراف 134:** اور جب ان پر (کوئی) عذاب واقع ہوتا تو کہتے: اے موسیٰ! آپ ہمارے لیے اپنے رب سے دعا کریں اس عہد کے وسیلہ سے جو (اس کا) آپ کے پاس ہے۔

☆ **بنی اسرائیل 57:** یہ لوگ جن کی عبادت کرتے ہیں وہ تو (خود ہی) اپنے رب

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی طرف وسیلہ تلاش کرتے ہیں کہ ان میں سے بارگاہ الٰہی میں زیادہ مقرب کون ہے۔

وسیلے کی قرآنی مثالیں:

☆ البقرہ آیت 73:72:71: پھر انہوں نے اس (گائے) کو ذبح کیا۔۔۔ اور جب تم نے ایک شخص کو قتل کر دیا پھر تم آپس میں اس (کے الزام) میں جھگڑنے لگے۔۔۔ پھر ہم نے حکم دیا کہ اس (مردہ) پر اس (گائے) کا ایک ٹکڑا مارو، اسی طرح اللہ مردوں کو زندہ فرماتا ہے (یا روز قیامت فرمائے گا) اور تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے۔۔۔ (ذبیحہ گائے کے گوشت کا ٹکرا مردہ شخص کو زندہ کرنے کا وسیلہ بنا اور اس مردے نے اپنے قاتل کا نام بتایا۔۔۔ یہی اللہ کی نشانیاں ہیں)

☆ البقرہ آیت 251-248: ۔۔۔تمہارے پاس صندوق آئے گا۔ اس میں تمہارے رب کی طرف سے سکون قلب کا سامان اور کچھ آل موسیٰ اور آل ہارون کے چھوڑے ہوئے تبرکات ہونگے۔ اسے فرشتوں نے اٹھایا ہوا ہوگا۔۔۔ پھر انہوں نے ان (جالوتی فوجوں) کو اللہ کے امر سے شکست دی اور داؤدؑ نے جالوت کو قتل کر دیا۔ (داؤدؑ کی فوج کے سکون قلب کا وسیلہ صندوق سکینہ کے تبرکات کو بنایا گیا۔ فتح دی گئی۔ جنگ کے دوران داؤدؑ کی فوج کے آگے فرشتے صندوق سکینہ اٹھائے ہوئے چل رہے تھے۔ اللہ نے فتح دے کر فوج کو سکون قلب عطا فرما دیا)

☆ طٰہٰ آیت 96-88: پھر اس (سامری) نے ان کیلئے ایک بچھڑے کا قالب نکال لیا۔۔۔ سامری نے اس فرشتے کے نقش قدم سے ایک مٹھی (مٹی کی) بھر لی۔ پھر اسے (بچھڑے کے قالب میں) ڈال دیا۔۔۔ اس میں گائے کی سی آواز نکلتی تھی (فرشتے کے نقش قدم کی مٹی کا وسیلہ ایمان کی پختگی کیلئے بھی استعمال ہوسکتا تھا کہ موسیٰؑ سچے نبی ہیں تو فرشتے کے پاؤں کی بے جان مٹی میں بھی جان آ گئی)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

☆ البقرہ آیت 260: حضرت ابراہیمؑ نے عرض کیا: اے میرے رب! مجھے دکھا دے تو مردوں کو کس طرح زندہ کرتا ہے۔۔۔۔۔ تاکہ میرے دل کو خوب سکون نصیب ہو جائے۔ ارشاد ہوا سو تم چار پرندے پکڑ لو پھر تم انہیں اپنی طرف مانوس کر لو۔ پھر (انہیں ذبح کر کے) ان کا ایک ایک ٹکڑا ایک ایک پہاڑ پر رکھ دو۔ پھر انہیں بلاؤ۔ وہ تمہارے پاس دوڑتے ہوئے آجائیں گے۔ (معلوم ہوا مردے سنتے بھی ہیں۔ آواز اور آواز والے کو پہچانتے بھی ہیں اور مردہ پرندے زندہ ہو کر ابراہیمؑ کے سکون قلب کا وسیلہ بھی بنے ہیں)

☆ آل عمران آیت 38-37: جب بھی زکریاؑ اس (مریم) کے پاس عبادت گاہ میں داخل ہوتے تو وہ اس کے پاس کھانے کی چیزیں موجود پاتے۔ انہوں نے پوچھا: اے مریمؑ! یہ چیزیں تمہارے لیے کہاں سے آتی ہیں۔ اس نے کہا: یہ (رزق) اللہ کے پاس سے آتا ہے۔۔۔۔۔ اسی جگہ زکریاؑ نے اپنے رب سے دعا کی: میرے مولا! مجھے اپنی جانب سے پاکیزہ اولاد عطا فرما۔ (اولاد کے لیے دعا میں جگہ کا وسیلہ بنایا گیا ہے)

☆ یوسف آیت 98: میرا یہ قمیض لے جاؤ۔ سو اسے میرے باپ کے چہرے پر ڈال دینا۔ وہ بینا ہو جائیں گے۔ (بینائی واپس لانے کے لیے قمیض کا وسیلہ اپنایا گیا)

☆ البقرہ آیت 125: اور مقام ابراہیم کو جائے نماز بنا لو۔ (حج اور عمرہ کیلئے مقام ابراہیم پر نوافل پڑھنے کا حکم دے کر اللہ نے بتا دیا کہ ابراہیمؑ کی وفات کے بعد اگر اس پتھر نے نفع نہ دینا ہوتا تو اسے جائے نماز بنانے کی ضرورت نہیں تھی۔ اگر پتھر کی یہ اہمیت ہے تو ابراہیمؑ جو اس پتھر پر کھڑے ہوئے ان کی اہمیت اور نفع کا عالم کیا ہوگا۔

☆ البقرہ 158: بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔
الحج 32: ۔۔۔۔۔ اور جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو یہ بات دلوں کے تقوے سے ہے۔ (دلوں کے تقویٰ کیلئے صفا اور مروہ پتھر کی پہاڑیوں کو وسیلہ بنا دیا)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ النحل آیت 115: مردار۔۔۔۔غیر اللہ کے نام کے ساتھ کیا ہوا ذبیحہ حرام ہیں۔ (حلال جانور کو ذبح کرتے وقت اللہ کا نام پکارا جائے تو اس جانور کا گوشت کھانا جائز ہے۔ اگر حلال اور حرام جانور مرنے کے بعد نفع یا نقصان نہ پہنچا سکتے تو اللہ کبھی بھی حلال اور حرام کی قید نہ لگاتا)

☆ سبا آیت 14-13: وہ (جنات) ان (سلیمانؑ) کے لیے جو وہ چاہتے تھے بنا دیتے تھے۔ ان میں بلند و بالا قلعے اور مجسمے اور بڑے بڑے لگن تھے جو تالاب اور لنگر انداز دیگوں کی مانند تھے۔۔۔۔۔پھر جب ہم نے سلیمانؑ پر موت کا حکم صادر فرما دیا تو جنات کو ان کی موت کی خبر نہ ہوئی (اور وہ اسی طرح اپنے کام میں لگے رہے جب کام مکمل ہو گیا) تو جنات پر ظاہر ہو گیا کہ اگر وہ غیب جانتے ہوتے تو اس ذلت انگیز عذاب میں نہ پڑے رہتے۔ (تو وفات کے بعد حضرت سلیمانؑ خدا معلوم کتنی مدت اپنے عصا کے سہارے جنات کے سامنے کھڑے رہے اور وہ کام کرتے رہے۔ معلوم ہوا وفات کے بعد بھی انبیاء سلامت رہتے ہیں جب اور جب تک اللہ چاہے وہ جنات سے کام کروانے کا وسیلہ بھی بنتے اور بنے رہتے ہیں)

☆ التوبہ آیت 84: اور آپؐ کبھی بھی ان (منافقوں) میں سے جو کوئی مر جائے تو اس (کے جنازے) پر نماز نہ پڑھیں اور نہ ہی آپؐ اس کی قبر پر کھڑے ہو کر (دعا کریں)۔ (پتہ چلا آپؐ مومنین کے لیے نماز جنازہ بھی پڑھتے تھے اور بعد میں قبر پر کھڑے ہو کر دعا بھی فرمایا کرتے تھے) اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز جنازہ اور قبر پر کھڑے ہو کر دعا کرنا دونوں عملوں کا میت کو فائدہ پہنچتا ہے۔ تو اللہ نے منافقین کیلئے یہ دونوں چیزیں منع فرما دیں۔ تو مرنے کے بعد، ہم زندہ لوگ، میت کے فائدے کا وسیلہ بنتے ہیں اور اسے فائدہ پہنچاتے ہیں۔

☆ الکہف آیت 63-61: سو جب وہ دونوں دو دریاؤں کے سنگھم پر پہنچے تو وہ دونوں اپنی مچھلی وہیں (مقام خضر پر) بھول گئے۔ آگے جا کر موسیٰؑ نے اپنے خادم سے کہا بھوک لگی ہے کھانا نکالیں۔ خادم نے عرض کیا: میں بتانا بھول گیا وہ مچھلی زندہ ہو کر دریا میں سرنگ کی طرح اپنا راستہ بناتی ہوئی نکل گئی تھی۔ موسیٰؑ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

نے کہا: واپس چلو! وہی ہماری منزل ہے۔ (تلی ہوئی مچھلی موسیٰ ؑ کو خضرؑ کا مقام بتانے کا وسیلہ بنی)۔

☆ الاعراف آیت 140: اور ہم نے موسیٰ ؑ کے پاس وحی بھیجی جب اس سے اس کی قوم نے پانی مانگا کہ اپنا عصا پتھر پر مارو، سو اس میں سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے پس ہر قبیلہ نے اپنا گھاٹ معلوم کر لیا۔ (پتھر کو پانی مہیا کرنے کا وسیلہ بنایا گیا)۔

☆ قرآن میں جگہ جگہ ارشاد ہے: اللہ وہ ہے جو آسمان سے پانی برستا ہے۔ اللہ بادلوں کو حکم دیتا ہے کہ فلاں فلاں جگہ بارش برساؤ۔ تو بادل ایک بے جان شے وسیلہ بنتی ہے۔ بارش برسانے کا۔ اور بارش وسیلہ بنتی ہے مردہ زمین کو زندہ کرنے کا۔ یعنی بے جان شے بے جان شے کو زندگی عطا کرنے کا وسیلہ بنتی ہے۔

☆ البقرہ آیت 154: اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مت کہا کرو کہ یہ مردہ ہیں بلکہ زندہ ہیں (اسے شہید کہتے ہیں۔ یعنی شہادت دینے والا۔ گواہی دینے والا۔ شہادت اور گواہی وہی دیتا ہے جو کسی وقوعہ کے موقع پر حاضر ہو۔ مطلب یہ کہ شہید کا ٹائٹل بھی انسان کو مرنے کے بعد ملتا ہے۔ اور گواہی اور شہادت بھی وہ مرنے کے بعد ہی دیتا ہے)

☆ الاعراف آیت نمبر 118-115:107-105: فرعون کے جادوگروں اور موسیٰ ؑ کا مقابلہ ہوا۔ جادوگروں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں زمین پر پھینکیں تو وہ سب سانپ نظر آنے لگیں۔ موسیٰ ؑ نے اللہ کے حکم سے عصا پھینکا تو وہ بہت بڑا اژدھا بن گیا اور رسیوں کو نگلنے لگا۔ پس حق ثابت ہو گیا۔ (یعنی حق ثابت کرنے کیلئے عصائے موسوی کو وسیلہ بنایا گیا)

☆ النسآء آیت 12-7: وراثت کا لفظ ہی مرنے کے بعد وجود میں آتا ہے۔ مرنے سے پہلے اسے جائیداد کہتے ہیں۔ کسی شخص کی جائیداد کی تقسیم ہی اس وقت ہوتی ہے جب وہ مر جاتا ہے۔ جس کی جائیداد قرآنی حکم کے تحت تقسیم ہوتی ہے یا وہ مرنے والا قرآنی حکم کے تحت تقسیم وراثت کا صحیح بندوبست کر کے جاتا ہے تو مرنے کے بعد اس کی صحیح تقسیم کا فائدہ اسے بھی ثواب کی شکل میں ملتا ہے اور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے ورثاء کو بھی فائدہ پہنچتا ہے۔ اس صورت میں مرنے والا مرنے کے بعد زیادہ فائدہ مند ثابت ہوتا ہے۔

غیر حاضری میں حاضری:

پچھلے اوراق میں آپ نے دیکھا کہ تمام قسم کی مخلوق مرنے کے بعد دوسروں کو فائدہ پہنچا دیتی ہے۔ لیکن اپنا وجود ختم کر کے فائدہ دیتی ہے۔ جبکہ انسان اشرف المخلوقات ہے۔ اس کی اشرفیت اسی صورت میں ہے کہ یہ مرنے سے پہلے بھی فائدہ دیتا ہو اور مرنے کے بعد بھی اپنا وجود برقرار رکھتے ہوئے دوسروں کیلئے فائدہ مند ہو۔ مطلب یہ کہ مرنے کے بعد انسان کی کھال، اس کا گوشت، اس کے دانت اور اس کی ہڈیاں تو ہم استعمال کر نہیں سکتے تو پھر فائدہ مند ثابت کیسے ہو؟۔ اس کی ایک صورت ہے کہ انسان روحہ یا صالحہ کے ذریعے لوگوں کو ہدایت، نصیحت، مدد اور مشاورت اللہ کے حکم سے فراہم کرے۔ اس کی مثالیں قرآن، حدیث، تاریخ اور آثار صالحین سے لیتے ہیں۔

☆ کھف آیت 60: موسیٰؑ اور خضرؑ کی ملاقات دو دریاؤں کے سنگم پر ہونا۔ مچھلی کا راستہ بتانا۔ کسی انسان کو خضرؑ کے متعلق معلوم نہ ہونا، بتاتا ہے کہ خضرؑ، موسیٰؑ کے دور میں نہیں تھے۔ پہلے کسی دور میں تھے۔ اسی لیے تو دریا کے اندر رہتے تھے۔ تو خضرؑ نے موسیٰؑ کو اپنی ظاہری زندگی کے بعد علم سکھایا۔

☆ یوسف آیت 24: اور بے شک اس (زلیخا) نے تو اس (یوسفؑ) کا ارادہ کر ہی لیا تھا۔ (شاید) وہ بھی اس کا قصد کر لیتے اگر انہوں نے اپنے رب کی روشن دلیل کو نہ دیکھا ہوتا۔ بند کمروں میں رب کی روشن دلیل کا دیکھا جانا بتا رہا ہے کہ یہ روشن دلیل جو کوئی بھی ہے ان بند کمروں میں زلیخا اور یوسفؑ کے ساتھ پہلے سے موجود نہ تھی۔ یہ کوئی خارجی فیکٹر ہے جس نے نمودار ہو کر یوسفؑ کی راہنمائی فرمائی۔ یہ کیفیت مرنے کے بعد کی بھی ہو سکتی ہے یا کسی غیر حاضر فیکٹر کا اچانک حاضر ہو کر یوسفؑ کی راہنمائی کرنا بھی ہو سکتا ہے۔

☆ یٰسین آیت 26: (اسے کافروں نے شہید کر دیا تو اسے) کہا گیا (آ) بہشت میں داخل ہو جا اس نے کہا: اے کاش! میری قوم کو معلوم ہو جاتا کہ میرے رب

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

نے میری مغفرت فرما دی ہے اور مجھے عزت و قربت والوں میں شامل فرما دیا ہے۔ یہاں مرنے کے بعد شہید کے الفاظ قرآن نے بیان کیے ہیں۔

☆ جب حضرت سلیمانؑ نے اپنے دربار والوں سے فرمایا: کہ کون ہے جو ملکہ بلقیس کے یہاں پہنچنے سے پہلے اسکا تخت یہاں حاضر کر دے۔ تو ایک شخص نے عرض کیا جس کے پاس کتاب کا کچھ علم تھا کہ میں اسے آپ کے پاس لا سکتا ہوں۔ قبل اس کے کہ آپ کی نگاہ آپ کی طرف پلٹے (یعنی آنکھ جھپکنے سے پہلے) (النحل آیت 40) انا اتیک بہ ان یرتد الیک طرفک۔ اس مقام پر تخت غیر حاضر ہے۔ اللہ کے نیک بندے نے اسے حاضر کر دیا ہے۔ آج بھی ہم بہت سی غیر حاضر چیزیں موبائل اور انٹرنیٹ کے ذریعے حاضر کر لیتے ہیں۔ ای میل سے ہم لکھے ہوئے الفاظ کو پلک جھپکتے ہی حاضر کر لیتے ہیں۔

☆ سورج، چاند، ستارے اور دوسرے اجرام فلکی ہم سے ہزاروں لاکھوں میل دور ہیں اور یہ دوری دنیوی اعتبار سے غیر حاضری کی ایک شکل ہے۔ اس طرح اتنی دوری سے بھی یہ ہمارے لیے روشنی اور راہنمائی کا وسیلہ بن رہے ہیں۔ یعنی طبعی طور پر یہ غیر حاضر ہو کر بھی ہمارے لیے فائدہ مند ثابت ہو رہے ہیں۔

☆ فرشتے ظاہری طور پر ہم سے غیر حاضر ہیں۔ یعنی ہمیں نظر نہیں آتے۔ لیکن اللہ کے حکم سے ہمارے لیے کئی کام سرانجام دیتے ہیں۔ انسانوں کی حفاظت پر معمور ہیں۔ بادلوں اور ہواؤں اور بارش کی ڈیوٹی پر لگے ہیں۔ روح قبض کرنے کا کام انجام دیتے ہیں۔ ہمارے حساب کتاب کیلئے کراما کاتبین کام کرتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

☆ مسلمان جنات اسی طرح کام کرتے ہیں جس طرح انسان کام کرتے ہیں۔ اسلام کی تبلیغ اور راہنمائی وغیرہ۔

☆ جنت ہم سے غیر حاضر ہے لیکن اس کی خواہش میں ہم نیک اعمال کی کثرت کرتے ہیں۔ نیک اعمال کرنے کا ''جنت'' وسیلہ بن رہی ہے۔

☆ دوزخ ہم سے غیر حاضر ہے لیکن اس کے خوف سے ہم برائیوں سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

☆ ہزاروں میل دور امریکہ میں ہمارا بھائی، بیٹا، والد یا اور کوئی عزیز رشتہ دار ہمارے لیے مالی طور پر فائدہ مند ثابت ہو رہا ہے۔ یعنی طبعی طور پر غیر حاضر ہو کر بھی ہم سے باتیں بھی کرتا ہے۔ ہماری مشاورت میں شریک بھی ہوتا ہے اور ہر طرح ہمارے لیے مفید اور مددگار ہوتا ہے۔

☆ میں ایک دن اپنے دوست پروفیسر عطاء الرحمٰن عتیق صاحب سے ملنے ان کے گھر گیا۔ وہ انٹرنیٹ کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے پوچھا آپ اس عمر میں نیٹ پر کیا کر رہے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: بیٹی بازار سبزی لینے گئی ہے اور میں اپنے نواسے کی نگرانی کر رہا ہوں۔ میں نے کہا: بیٹی تو کینیڈا میں ہے اور آپ پاکستان میں نگرانی کیسی؟ انہوں نے بتایا: دونوں طرف نیٹ آن ہے۔ وہ باہر سے تالا لگا کر بیٹے کو میرے حوالے کر گئی ہے۔ لہذا ابھی میں نے نواسے کو پانی پلایا ہے۔ اب وہ دیکھیں کیسے آرام سے بیٹھا ہے۔

☆ دنیا کے کوئی دو ممالک کا انٹرنیٹ آن ہو تو دونوں اطراف کے خاندان کے لوگ ایک دوسرے کو دیکھ بھی رہے ہوتے ہیں۔ باتیں بھی کر رہے ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے سے گھریلو مسائل پر مشاورت بھی کر رہے ہوتے ہیں۔ یعنی غیر حاضر ہو کر بھی حاضر ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کے لیے کئی کاموں میں وسیلہ بھی بن رہے ہوتے ہیں۔ اگر دیکھا جائے تو انٹرنیٹ نے مسئلہ حاضر و ناظر بھی کسی حد تک حل کر دیا ہے۔

☆ قبر پر بیٹھنا، قبر کو روندنا، قبر کو ٹیک لگانا، قبر پر پیشاب اور پاخانہ کرنا۔ حضورؐ نے فرمایا یہ سب باتیں قبر والے کو تکلیف دیتی ہیں۔ اس لیے ان سے رکے رہیں۔ چونکہ ان سب باتوں کا اطلاق زندہ اور حاضر انسانوں پر بھی ہوتا ہے تو پتہ چلا کہ قبر والے قبر پر ہونے والے افعال کو دیکھتے بھی ہیں، سنتے بھی ہیں اور ان کے اثرات کو محسوس بھی کرتے ہیں۔ لہذا غیر حاضر ہوتے ہوئے بھی حاضر ہوتے ہیں۔ (سفر آخرت ص ۱۰۱ اسلامی احکام از مفتی شعیب اللہ خان بنگلور۔ روایات۔ ابو داؤد۔ نسائی۔ مسلم۔ ابن ماجہ۔ طحاوی۔ ترمذی۔ ابن ابی شیبہ)

☆ حضرت ثابتؓ بن قیس بن شماس کی بیٹی فرماتی ہیں: جنگ یمامہ میں خالد بن ولید

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سپہ سالار تھے۔ میرے والد ثابتؓ اور سالم مولی ابی حذیفہ دونوں شہید ہو گئے۔ میرے والد کے بدن پر بڑی نفیس زرہ تھی۔ ایک آدمی نے زرہ اتار لی۔ حضرت ثابت نے خواب میں ایک آدمی کو بتایا کہ خالد بن ولید سے کہو میری زرہ فلاں شخص سے منگوا کر حضرت ابو بکرؓ کی خدمت میں دی جائے اور کہا جائے کہ میرے ذمے اتنا قرض ہے اسے اتارا جائے اور میرا فلاں فلاں غلام آزاد ہے۔ جب حضرت ابو بکرؓ کی خدمت یہ سارا واقعہ بیان کیا گیا تو انہوں نے خواب پر اعتماد کرتے ہوئے حضرت ثابتؓ کی وصیت کو نافذ کر دیا۔ اس روایت سے میت کا دیکھنا، خواب کو حاضر آدمی جیسا تصور کرنا اور اس پر اعتماد کرتے ہوئے زرہ واپس لینا۔ یہ سب کچھ ثابت کرتا ہے کہ کچھ لوگ غیر حاضر ہوتے ہوئے بھی حاضر تصو ہوتے ہیں۔ (حیات النبیؐ صفحہ 76 از طاہر القادری) (بحوالہ علامہ ابن قیم کی کتاب الروح)

☆ حضرت عبداللہ بن عمر روایت کرتے ہیں: حضرت عثمانؓ نے صبح ہوئی تو فرمایا کہ: میں نے رات کو دیکھا کہ حضورؐ نے فرمایا: اے عثمانؓ آج کا روزہ تم ہمارے ساتھ افطار کرو۔ سو اس دن عثمانؓ نے روزہ رکھا اور اسی دن انہیں شہید کر دیا گیا۔ دوسری روایت عثمانؓ کی زوجہ کی ہے کہ عثمانؓ نے فرمایا: میں نے حضورؐ، ابو بکرؓ اور عمرؓ کو دیکھا وہ سب مجھے کہہ رہے تھے: ''اے عثمانؓ آج رات تمہاری افطاری ہمارے ساتھ ہے''۔ پتہ چلا حضورؐ اور صحابہ خواب کے ذریعے کئی امور پر مطلع فرماتے ہیں۔ کئی میں راہنمائی بھی فرماتے ہیں۔ یہی چیز حاضر ناظر پر استدلال ہے۔

☆ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے ساریہ کی سپہ سالاری میں ایک لشکر روانہ فرمایا۔ ایک دن آپؓ نے دوران خطبہ پکارا: اے ساریہ پہاڑ کی اوٹ لو۔ جنگ کے بعد لشکر سے آنے والے ایک قاصد نے بتایا کہ: اے امیر المومنین! ہم دشمن سے لڑ رہے تھے اور قریب تھا کہ ہمیں شکست ہو جاتی کہ اچانک کسی پکارنے والے نے پکارا: اے ساریہ پہاڑ کی اوٹ لو۔ ہم نے پہاڑ کی طرف پیٹھیں کر لیں تو اللہ تعالیٰ نے ان (دشمنوں) کو شکست دے دی:

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(منہاج السوی صفحہ 693) (بحوالہ احمد۔ بیہقی۔ ابونعیم۔ خطیب تبریزی۔ راوی)
اس واقعہ میں حضرت عمرؓ ساریہ کیلئے غیر حاضر اور ساریہ حضرت عمرؓ کیلئے غیر حاضر۔ لیکن غیر حاضر ہوتے ہوئے بھی حضرت عمرؓ نے ساریہ کو مشورہ دیا اور ساریہ کی فتح کا وسیلہ بنے۔

☆ حضرت قیس بن حجاج روایت کرتے ہیں کہ جب عجمی مہینہ بونہ شروع ہوا تو اہل مصر مصر کے گورنر حضرت عمرو بن عاصؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے: اے امیر ہمارا ایک معمول ہے کہ ایک کنواری لڑکی کو عمدہ زیورات اور کپڑے پہنا کر بونہ کی بارہ تاریخ کو دریائے نیل کی نذر کرتے ہیں تو نیل میں روانی آتی ہے۔ حضرت عمرو بن عاصؓ نے فرمایا: یہ سب کچھ اسلام میں نہیں ہوگا۔ یہاں تک کہ تین ماہ کے اندر نیل میں پانی کا ایک قطرہ نہ رہا اور لوگوں نے ترک وطن کا ارادہ کر لیا۔ گورنر نے تمام حالات امیر المومنین حضرت عمرؓ کو لکھ دیے۔ حضرت عمرؓ نے جواب میں ایک خط کے اندر ایک رقعہ بھیج دیا اور فرمایا: اس رقعے کو دریائے نیل میں ڈال دینا۔ رقعے میں یہ عبارت لکھی تھی۔ ''اللہ تعالیٰ کے بندے امیر المومنین عمر کی طرف سے مصر کے دریائے نیل کے نام! حمد وصلاۃ کے بعد (اے دریا) اگر تو اپنی مرضی سے بہتا ہے تو ہرگز نہ بہہ! اور اگر اللہ واحد وقہار ہی تجھے رواں کرتا ہے تو ہم خداوند واحد وقہار سے سوال کرتے ہیں کہ وہ تجھے جاری کر دے''۔ چنانچہ جب رقعہ ڈالا ہفتہ کے دن صبح لوگوں نے دیکھا کہ ایک رات میں اللہ تعالیٰ نے سولہ ہاتھ اونچا پانی دریائے نیل میں جاری فرما کر اہل مصر سے اسی دن سے آج تک اس قدیم ظالمانہ رسم کو ہمیشہ کیلئے ختم فرما دیا۔ رقعے نے وہ کام کیا جو حضرت عمرؓ حاضر ہو کر کرتے تو وہ کام ہوتا۔ یعنی حضرت عمرؓ غیر حاضر ہو کر بھی حاضر تھے۔

ایک شک کا ازالہ:

بعض لوگ حضورؐ کا خواب میں زیارت کروانا اور رہنمائی فرمانا نہیں مانتے۔ وہ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ خواب میں زیارت کرنے والے صحابی بنتے ہیں یا نہیں؟ اس کا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

جواب یہ ہے کہ صحابی نبیؐ پاک کی طبعی زندگی کی صحبت اختیار کرنے والے کو کہتے ہیں۔ جو مثالی زندگی کی صحبت اختیار کرے وہ صحابی نہیں بنتا۔ کیوں؟ اس کیوں کو ایک مثال سے سمجھنے کی کوشش کریں۔ کسی بھی ٹی وی چینل پر ایک عالم صاحب بہت بڑے مجمعے کو خطاب کر رہے ہوتے ہیں اور ہم ٹی وی کے سامنے بیٹھے سب کاروائی دیکھ اور سن رہے ہوتے ہیں۔ عالم صاحب طبعی جسم کے ساتھ مجمعے میں ہوتے ہیں اور مثالی جسم کے ساتھ ہر گھر میں ہوتے ہیں۔ اگر کوئی ہم سے پوچھے کہ آپ اس محفل میں شریک ہیں تو ہم کہیں گے: ہاں۔ نہیں: ہاں: اس لیے ہم مثالی طور پر انہیں سن اور دیکھ رہے ہیں اور نہیں: اس لیے کہ ہم طبعی جسم کے ساتھ اس محفل میں شریک نہیں۔ لہذا حضورؐ اپنے طبعی جسم کے ساتھ اپنی قبر انور میں تشریف فرما ہیں اور مثالی جسم کے ساتھ ہر گھر میں تشریف لا سکتے ہیں۔ قبر میں جو تیسرا سوال ہوگا کہ بتا تو دنیا میں اس ہستی کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا؟ یہ سوال بھی مثالی جسم کے متعلق ہوگا۔ یعنی حضورؐ ہر قبر میں مثالی جسم کے ساتھ موجود ہونگے۔ جس طرح ٹی وی اینکر ہر گھر میں موجود ہوتا ہے۔

حدیث: حضرت انسؓ راوی ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا: بے شک نبوت و رسالت کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے۔ اب ہمارے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں ہوگا۔ البتہ مبشرات کا سلسلہ باقی ہے۔ عرض کی: یا رسول اللہ! مبشرات کیا ہوتے ہیں؟ فرمایا: اس سے مومن کے خواب مراد ہیں۔ کہ وہ خواب کبھی مسلمان خود دیکھتا ہے اور کبھی اس کے بارے میں دوسرا مسلمان دیکھتا ہے۔

☆ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی فرماتے ہیں: جب میں مکہ معظمہ پہنچا تو مجھے نو (9) دن تک بھوکا رہنا پڑا۔ جس کے پاس بھی ادھار لینے کیلئے گیا اس نے مجھے پھوٹی کوڑی تک نہ دی۔ مجھے احساس ہو گیا کہ قدرت میرا امتحان لے رہی ہے۔ چنانچہ میں نے ادھار نہ لینے کا فیصلہ کر لیا۔ میں جسمانی طور پر بہت کمزور ہو گیا کہ چلنا پھرنا مشکل ہو گیا۔ رات میں نے خواجہ معین الدین چشتیؒ کو خواب میں دیکھا۔ انہوں نے فرمایا: میں نے تجھے اپنے ادارے کا ناظم مقرر کر دیا ہے۔ اگلی صبح دروازے پر دستک ہوئی۔ دروازہ کھولا تو ایک شخص نے مجھے (100) ریال کی ایک تھیلی دی اور چلا گیا۔ خواجہ معین الدین چشتیؒ نے خواب

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں حاضر ہو کر حاجی صاحب کو مالی خوشخبری سنائی اور اللہ نے خوشخبری کے نتیجے میں مالی معاونت بھی فرما دی۔ (طاہر حمید تنولی۔۔ ماہنامہ منہاج القرآن جولائی 2000ء صفحہ 25)

☆ حضرت ابو المواہب شاذلی ؒ کو اکثر نبیؐ پاک کی زیارت نصیب ہوتی تھی۔ ایک دفعہ خواب میں حضورؐ نے انہیں فرمایا: ہم مردہ نہیں۔ ہماری موت کا یہ مطلب ہے کہ ہم اس شخص کی نگاہوں سے پوشیدہ ہیں جو معرفت الٰہی سے بے بہرہ ہے اور جس شخص کو معرفت الٰہی حاصل ہے ہم اسے دیکھتے ہیں اور وہ ہمیں دیکھتا ہے۔

☆ ایک دفعہ آپؐ نے حضرت شاذلی ؒ کو خواب میں تنبیہ فرمائی کہ: جن مجالس میں کسی کی غیبت کی جاتی ہے۔ ایسی مجالس میں بیٹھنے والے کو ہم شرف ملاقات نہیں بخشتے۔

☆ ایک دفعہ نبیؐ پاک نے اپنا دست مبارک ان کے دل پر رکھا اور فرمایا: غیبت حرام ہے کیونکہ قرآن پاک نے اس سے منع فرمایا ہے۔ اگر کسی کی غیبت کو بیٹھو تو اس کے تدارک کی یہ صورت ہے کہ سورۃ اخلاص، سورۃ فلق اور سورۃ الناس پڑھ کر اس کا ثواب اس شخص کو پہنچاؤ جس کی غیبت کی ہے۔ تاکہ گناہ اور ثواب برابر ہو جائیں۔ (یہاں قرآن پاک پڑھ کر ثواب ایصال کرنے کا مسئلہ بھی حل ہو گیا)

☆ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی بیان فرماتے ہیں کہ: میرے والد گرامی شاہ عبدالرحیمؒ نے بارہ سال کی عمر میں خواب دیکھا اور ذکریاؑ سے ملاقات ہوئی۔ ذکریاؑ نے اپنے خاص انداز میں ذکر اسم ذات کی تلقین فرمائی۔ لہذا میرے والد صاحب ذکر اسم ذات میں مشغول رہنے لگے۔ لیکن سوائے اس ایک ذکر کے کسی ذکر میں لطف و سکون نہیں ملتا تھا۔ شاہ عبدالرحیمؒ ذکر نفی اثبات اپنے لیے جاری کرانے سید عبداللہ شاہ کے پاس گئے۔ لیکن بار بار توجہ فرمانے کے باوجود ذکر نفی اثبات (لا الہ الا اللہ) جاری نہ ہو سکا۔ سید عبداللہ شاہ نے کہا کہ اس سلسلے میں حضورؐ تصرف فرما سکتے ہیں۔ شاہ عبدالرحیمؒ ایک رات درود شریف میں مصروف تھے کہ ایک نورانی ہالے نے انہیں اپنی لپیٹ میں لے لیا اور انہیں لے کر اوپر اٹھنے لگا۔ یہاں تک کہ انہیں بارگاہ نبوی میں پہنچا دیا گیا۔ دیکھا کہ سرخ یاقوت کی مسجد ہے صحابہ کرام اور اہل دل کا حسین اجتماع ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اتنے میں خواجہ نقشبندؒ تشریف لائے اور شاہ عبدالرحیمؒ کو لے کر اندر چلے گئے اور حضورؐ کے قریب بٹھا دیا۔ حضورؐ نے مراقبے سے سر اٹھایا اور انہیں دیکھ کر اظہار خوشنودی فرمایا۔ پھر ذکر نفی اثبات کی تلقین فرمائی اور شاہ عبدالرحیمؒ کو اپنی مراد مل گئی۔ (شیخ الحدیث مولانا معراج السلام ماہنامہ منہاج القرآن اکتوبر 2000 صفحہ 10)

☆ حاجی آصف صاحب مقیم سعودیہ راوی ہیں کہ دو شخص رشتے میں سالا بہنوئی تھے۔ حج کے بعد مدینہ شریف حاضری ہوئی۔ بہنوئی نے مدینہ شریف کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کسی کے سامنے اس طرح کیا: یہاں کا کھانا پینا، بہت سادہ، رہن سہن بہت پرانا اور عامیانہ ہے۔ جس سے کسی حسن ذوق کا اظہار نہیں ہوتا۔ ایک رات خواب میں نبی کریمؐ نے اس کے سالے کو حکم دیا کہ اپنے بہنوئی کو کہو: میرا مدینہ فوراً چھوڑ دے۔ پہلی بار تو وہ ایسا پر جلال شاہانہ حکم سن کر سہم گیا اور تذبذب میں اپنے بہنوئی کو یہ حکم نہ سنایا۔ دوسری بار دیدار ہوا تو نبی کریمؐ نے فرمایا: پس و پیش مت کرو اور بہنوئی سے کہو: کہ میرا مدینہ چھوڑ دے۔ اب تو اسے یقین ہو گیا کہ یہ وہم اور نرا خواب نہیں ہے بلکہ فرمان نبوت ہے۔ لہذا تعمیل کیلئے اس نے بدنصیب بہنوئی سے کہا: تم نے ایسی کیا بے ادبی کی ہے کہ سرکار نبی کریمؐ تمہیں بار بار مدینہ چھوڑنے کا حکم دے رہے ہیں۔ پہلے تو اسے کوئی سمجھ نہیں آئی۔ بعد میں مدینہ شریف کے متعلق اپنی نکتہ چینی یاد آتے ہی پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ دنیا اور آخرت اندھیر نظر آنے لگیں۔ اوسان خطا ہو گئے۔ دھاڑیں مار مار کر رونے لگا۔ سالے نے صاف کہہ دیا کہ اگر تمہارا قصور معاف نہ ہوا تو میں تم سے اپنی بہن کی طلاق لے لوں گا۔ اب تو اس کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ آخرت کی بربادی کیساتھ دنیا اور گھر کی بربادی، تباہی اور ویرانی بھی نظر آنے لگی۔ اس تصور نے اسے زیادہ بے چین کر دیا اور وہ بری طرح بلکنے اور تڑپنے لگا۔ ایک صاحب دل کو اس کی حالت زار پر رحم آ گیا۔ اس نے راز دارانہ انداز میں کہا کہ حضورؐ کے چچا امیر حمزہؓ کے مزار پر چلے جاؤ اور گڑگڑا کر عرض کرو کہ مجھے حضورؐ سے معافی دلا دیں۔ نجات و معافی کی متوقع راہ پا کر وہ شخص امیر حمزہؓ کے مزار پر جا کر ساری رات روتا، بلکتا اور سفارش کیلئے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درخواست کرتا رہا۔ خوش قسمتی سے درخواست منظور ہوئی۔ جناب امیر حمزہؓ خواب میں تشریف لائے اور فرمایا: ہم تیری سفارش کے لیے بارگاہ رسالت میں جاتے ہیں۔ تم یہیں انتظا کرو۔ جب امیر حمزہؓ واپس تشریف لائے تو فرمایا: مبارک ہو آقاؐ نے تمہارا قصور معاف فرما دیا ہے۔ گویا تجھے نئی زندگی دی ہے۔ ہم تمہیں مشورہ دیتے ہیں کہ تعمیل حکم میں فوراً مدینہ سے نکل جاؤ اور ہفتہ عشرہ کے بعد واپس آ جانا اور آئندہ محتاط رہنا۔

☆ نفوس قدسیہ کی ارواح فرشتوں کے ساتھ مل کر اعزازی شان کے ساتھ امور کائنات کی تدبیر فرماتی ہیں اور اللہ کے حکم کے مطابق عمل کرتی ہیں۔ قاضی ثناء اللہؒ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کو مشاہدہ ہوا کہ جناب خضرؑ تشریف لائے اور بتایا کہ میں اور حضرت الیاسؑ ایسی ارواح ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے جسموں کی طرح ظاہر ہونے کی صلاحیت عطا کی ہے۔ جو لوگ راستہ بھول جاتے ہیں اللہ کے حکم سے انہیں راستہ دکھاتے ہیں۔ مظلوموں کی امداد کرتے ہیں۔ قسمت والوں کو نسبت خاص اور علم لدنی عطا کرتے ہیں۔ پتہ چلا یہ لوگ مثالی جسم یا روح متجسد (جسم والی روح) ہوتے ہیں اور ان فرشتوں کے زمرے میں داخل ہوتے ہیں جو اللہ کے حکم سے کوئی کام انجام دیتے ہیں اور وہ کام اللہ کے حکم کے مطابق ہوتا ہے۔

☆ قصیدہ بردہ شریف بڑی مشہور نعت ہے۔ عربی میں ہے اور بہت لمبی نعت ہے۔ سب مکاتب فکر اس نعت پر متفق ہیں اور اکثر کتابوں کے آغاز اسی نعت کے ابتدائی اشعار سے ہوتے ہیں۔

اس نعت کے ساتھ ایک واقعہ منسوب ہے اور یہی نسبت اس نعت کے عروج کا سبب بنی ہے۔ یہ واقعہ اکثر کتب میں بیان ہوا ہے۔ امام شرف الدین بوصیریؒ اکابر اولیا میں ہوئے ہیں۔ انہوں نے جب یہ قصیدہ لکھا تو وہ فالج کے مرض میں مبتلا تھے۔ اسی رات حضورؐ کی زیارت ہوئی۔ آپؐ نے فرمایا بوصیری اپنا تازہ قصیدہ سناؤ۔ امام بوصیریؒ نے عرض کیا۔ حضورؐ! بیمار ہوں۔ اٹھ کر آپؐ کی خدمت میں کھڑا نہیں ہو سکتا۔ آپؐ نے اپنا دست مبارک جسم پر پھیرا اور فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اب اٹھ جاؤ۔ امام بوصیریؒ نے دست بستہ کھڑے ہو کر قصیدہ پڑھا۔ آپؐ نے اپنی چادر اتار کر امام بوصیریؒ کو عطا فرمائی۔ صبح جب امام بوصیریؒ بیدار ہوئے تو بالکل صحت یاب ہو چکے تھے اور حضورؐ کی چادر مبارک پاس پڑی تھی۔ اس وقت سے ہی اس قصیدہ (نعت) کا نام قصیدہ بردہ شریف رکھ دیا گیا۔

☆ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی کا قول ہے: عالم رؤیا میں حضورؐ نے مجھے مرزا قادیانی کی تردید کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: یہ شخص میری احادیث کو تاویل کی مقراض سے کتر رہا ہے اور تم خاموش بیٹھے ہو:

حضورؐ کے اس حکم کے بعد پیر مہر علی شاہ نے رد قادیانیت کے موضوع پر دلائل اکٹھے کیے اور شمس الھدایہ کے نام سے 1955ء میں ایک معرکۃ الآرا کتاب تصنیف کی۔ اس کے جواب میں مرزا قادیانی نے 25 اگست 1900ء میں ایک بڑے تحریری مناظرے کی دعوت دے دی۔ جسے پیر صاحب نے قبول کر لیا۔ لیکن مرزا قادیانی کو نہ آنا تھا نہ آیا۔ ''مناظرہ یہ تھا کہ کون کتنی فصیح عربی میں اور کتنی جلدی مناظرہ لکھتا ہے''۔ شاہ صاحب نے اس ضمن میں فرمایا کہ عالم مکاشفہ میں حضورؐ کے جمال باکمال میں میرا دل اس قدر مضبوط ہو گیا تھا کہ میں اگر قلم کو حکم دیتا تو وہ کاغذ پر تفسیر قرآن لکھ دیتا یا اس سے بھی بڑا دعویٰ کرتا تو وہ بھی اللہ تعالیٰ ضرور سچا ثابت کرتے۔

☆ محمد بدر ادریس نامی 7 سالہ بچہ اریٹیریا کا کمسن شہری ہے۔ بچے نے اخباری نمائندوں کو بتایا کہ وہ رات کو سویا ہوا تھا کہ اسے تاجدار مدینہ حضور نبی کریمؐ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ یہ زیارت غیر معمولی فیوض و برکات کا موجب بنی۔ کیونکہ صبح جب وہ سو کر بیدار ہوا تو اسے پورا قرآن مکمل طور پر حفظ ہو چکا تھا۔ مزید عربی، انگلش اور اریٹیرین زبانوں میں تحریر و تقریر کی مکمل دسترس حاصل ہو چکی تھی۔ پتہ چلا حضورؐ کی کرم نوازیاں آج بھی جاری ہیں اور قیامت تک جاری رہیں ہیں۔ (مجلہ منہاج القرآن جولائی 1998 مرسلہ محمد ناظم الرحمٰن مکہ مکرمہ)

☆ ہمارے ادارے کے سٹینو میاں محمد خالد صاحب اس واقعہ کے راوی ہیں۔ بیان

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کرتے ہیں کہ میں اپنی پوری فیملی کے ساتھ کسی سفر سے واپس اپنے گھر (پسرور کے نواحی گاؤں چوہڑ منڈا) آ رہا تھا۔ کسی وجہ سے گوجرانوالہ اڈے پر ہی رات کے 11 بج گئے۔ بسیں بند ہو چکی تھیں۔ ہم سوچ رہے تھے کہ گوجرانوالہ کے فلاں عزیز کے گھر رات گزار لی جائے۔ اتنے میں ایک کار والا آیا۔ اس نے آفر کی کہ جہاں آپ نے جانا ہے میں چھوڑ آتا ہوں۔ میں نے اتنی رات گئے ایک اجنبی کے ساتھ جانا مناسب نہ سمجھا اور انکار کر دیا۔ وہ چلا گیا۔ آدھے گھنٹے بعد پھر اس نے آفر کی۔ میں نے پھر انکار کر دیا۔ وہ پھر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد پھر آ گیا اور اپنی پیش کش کو دہرایا۔ اتنے میں میں اس کار والے کو پہچان چکا تھا۔ اب میں نے اللہ کے بھروسے پر کار میں بیٹھنے کا ارادہ کر لیا۔ ہم کسی نہ کسی طرح ٹھس کر کار میں بیٹھ گئے۔ رات کو تقریباً 1 بجے ہم اپنے گاؤں پہنچ گئے۔ میں نے کار والے سے کرایہ پوچھا۔ اس نے کہا: جی کوئی پیسہ نہیں۔ میری ڈیوٹی پوری ہو گئی اب میں چلتا ہوں۔ دربار شریف میں نماز پڑھنے کے بعد سید کمال الدین شاہ درگاہی قادری ملاقات پر انہوں نے ڈانٹ کر کہا کہ خیال کیا کرو ہم کہاں کہاں آپ کی نگرانی کریں۔ حالات بڑے خراب ہیں۔ وقت پر گھر پہنچا کرو۔ ہم نے معذرت کی۔ آخر پر یہ بھی بتا دوں کہ جو کار والا ہمیں چھوڑنے آیا تھا۔ وہ علاقے کا نامی گرامی ڈاکو تھا۔ پتہ چلا حضورؒ کے غلام بھی غیر حاضری میں حاضر ہو کر مخلوق خدا کی راہنمائی اور مدد فرماتے ہیں۔

نظام وسیلہ

اگر وسیع تر مفہوم میں بات کی جائے تو اس کائنات ارض و سماع کی ہر شے نظام وسیلہ کے تحت آپس میں جڑی ہوئی ہے۔ اس دنیا میں ظاہری وسائل استعمال ہوتے ہیں۔ ظاہری وسائل سے آگے غیر مرئی وسائل بھی بے شمار ہیں۔ جن میں بعض انسانی علم میں آ گئے ہیں۔ بعض انسانی علم میں نہیں آئے۔ آیئے چند مثالیں دیکھتے ہیں۔

☆ فلکیات اور نظام وسیلہ

نظام شمسی، کہکشاؤں (گلیکسیز کا نظام) کا نظام۔ دب اکبر اور قطبی ستارے کا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نظام۔ ایک سیدھ میں تین سیاروں کا نظام تین سیاروں سے بنی ہوئی ایک مثلث کا نظام اور آسمان کی وسعتوں میں پھیلے ہوئے لا تعداد سیارے، سیارچے اور ستارے سب نظام وسیلہ کے تحت قائم و دائم ہیں اور بعض حرکت پذیر بھی ہیں۔

ولقد خلقنا فوقکم سبع طرآلق و ماکنا عن الخلق عافلین (المؤمنون)

ترجمہ: اور بے شک ہم نے تمہارے اوپر (نظام کائنات کی حفاظت کیلئے) سات (مقناطیسی) راستے بنائے ہیں اور ہم کائنات کی تخلیق (اور اس کے حفاظتی تقاضوں سے) بے خبر نہ تھے۔

☆ جانور اور نظام وسیلہ:

کوا: **المائدہ آیت 31:** پھر اللہ نے ایک کوا بھیجا جو زمین کریدنے لگا تا کہ اسے دکھائے کہ وہ اپنے بھائی کی لاش کس طرح چھپائے۔ (قابیل اپنے بھائی کو مار کر اٹھائے پھرتا رہا۔ پھر اللہ نے کوے کو وسیلہ بنا کر بھیجا اور بتایا کہ اس طرح زمین کھود کر اپنے بھائی ہابیل کو دفن کرو)

ہدہد: **النمل آیت 28-27-23-22-21-20:** حضرت سلیمانؑ کا دربار لگا ہوا تھا اور پرندوں میں سے ہدہد غائب تھا۔ آپؑ نے فرمایا کہ میں ہدہد کو بغیر اجازت غائب ہونے کی سزا دوں گا یا میرے پاس اپنے بے قصور ہونے کی واضح دلیل لائے۔ تھوڑی دیر بعد ہدہد نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں ملک سبا سے ایک یقینی خبر لایا ہوں اور بتایا کہ ملک سبا پر ایک عورت حکومت کرتی ہے اور اس کے پاس ایک بہت بڑا تخت ہے۔ سلیمانؑ نے فرمایا: ہم ابھی دیکھتے ہیں کہ تو سچ کہہ رہا ہے یا جھوٹ۔ میرا یہ خط لے جا اور اسے ان کی طرف ڈال دے پھر ان کے پاس سے ہٹ آ پھر دیکھ وہ کیا کہتے ہیں وہ آ کر مجھے بتا۔ (یہاں حضرت سلیمانؑ نے اپنا خط ملکہ سبا کو بھیجنے کے لیے ہدہد کو وسیلہ بنایا)۔

طیرابابیل: **الفیل آیت 5-1:** بادشاہ ابرہہ نے ہاتھیوں کے لشکر کے ساتھ خانہ کعبہ پر حملہ کر دیا۔ اس وقت حضورؐ کے دادا جان مکہ کے سردار تھے اور کعبہ کے متولی بھی۔ ابرہہ کے مقابلے میں ان کے پاس کوئی فوج نہیں تھی۔ اللہ نے پرندوں کے جھنڈ کے جھنڈ وسیلہ بنا کر ابرہہ کی فوج کے مقابلے میں بھیج دیئے۔ انہوں نے منہ میں کنکریاں اٹھا رکھی تھیں۔ کنکریاں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مار مار کر ہاتھیوں اور فوج کو تباہ کر دیا۔

شہد کی مکھی: النحل آیت 69-68: اور آپ کے رب نے شہد کی مکھی کے دل میں خیال ڈال دیا کہ۔۔۔۔ (مختلف) جگہوں پر اپنے گھر بنایا کر۔۔۔۔ اور ہر قسم کے پھلوں سے رس چوسا کر۔۔۔۔ ان کے شکموں سے ایک پینے کی چیز نکلتی ہے۔ (وہ شہد ہے)۔ اس میں لوگوں کیلئے شفاء ہے۔ (شہد کو شفاء کا وسیلہ بنایا۔ شہد کی مکھی کو شہد بنانے کا وسیلہ بنایا)

☆ بچہ اور نظام وسیلہ:

مریم آیت 34-27: جب حضرت مریمؑ اپنے بچے عیسیٰؑ کو اٹھائے ہوئے اپنی قوم کے پاس آ گئیں تو قوم کے لوگوں نے بڑے غصے اور پریشانی کا اظہار کیا۔ کہنے لگے: اے مریم! یہ تم نے کیا کیا ہے۔ یعنی کنواری ہو کر تم بچہ اٹھا لائی ہو۔ تمہارے ماں باپ تو بڑے شریف لوگ ہیں۔ حضرت مریمؑ نے اشارے سے کہہ دیا کہ میں نے خاموشی کے روزے کی نذر مانی ہوئی ہے۔ میں آج کسی انسان سے قطعاً گفتگو نہیں کروں گی۔ اور اپنے بچے کی طرف اشارہ کر دیا۔ وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم گہوارے میں پڑے ہوئے بچے سے کیا گفتگو کریں؟ تو عیسیٰؑ خود بول پڑے: کہ میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اس نے مجھے کتاب اور نبوت دی ہے۔ مجھے سراپا برکت بنایا ہے۔۔۔۔ مجھے اپنی والدہ حضرت مریمؑ سے نیک سلوک کرنے والا بنایا ہے۔۔۔۔ الاخر۔ یعنی عیسیٰؑ نے گہوارے میں اپنی والدہ کی گواہی دی اور اپنی والدہ کی پاک دامنی ثابت کرنے کا وسیلہ بنے۔

یوسف آیت 28-23: حضرت یوسفؑ عزیز مصر اور اس کی بیوی زلیخا کے گھر رہتے تھے۔ حضرت یوسفؑ بہت حسین و جمیل تھے۔ زلیخا ان پر عاشق ہو گئی اور اپنی مطلب براری کے لیے آمادہ کرنے لگی۔ یوسفؑ نبی تھے اور اللہ کی پناہ میں تھے۔ لہذا وہ انکار کرتے رہے۔ زلیخا نے تنگ آ کر پچھلے کمرے میں لے جا کر یوسفؑ کو زبردستی آمادہ کرنے کا ارادہ کر لیا۔ یوسفؑ اس گناہ سے بچنے کے لیے باہر کی طرف دوڑے۔ زلیخا پیچھے تھی۔ دروازے پر زلیخا کا خاوند عزیز مصر مل گیا۔ زلیخا نے سارا الزام یوسفؑ پر لگا دیا۔ وہیں پر ان کے خاندان کا ایک شیر خوار بچہ تھا۔ وہ بول پڑا کہ یوسفؑ کی قمیض دیکھ لیں اگر آگے سے پھٹا ہے تو زلیخا سچی ہے۔ اگر قمیض پیچھے سے پھٹا ہے تو زلیخا جھوٹ بول رہی ہے اور یوسفؑ سچے ہیں۔ دیکھا گیا تو قمیض پیچھے سے پھٹا ہوا تھا۔ اس طرح شیر خوار بچہ یوسفؑ کی پاک دامنی ثابت

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کرنے کا وسیلہ بنا۔

☆ جنات اور نظام وسیلہ:

سبا آیت 13-12:۔۔۔اور کچھ جنات تھے جو ان کے رب کے حکم سے ان کے سامنے کام کرتے تھے اور وہ جنات ان کیلئے جو وہ چاہتے تھے بنا دیتے تھے۔ان میں بلند و بالا قلعے اور مجسمے، بڑے بڑے لگن (تالاب اور دیگیں وغیرہ) تھے۔ (یعنی جناب کو وسیلہ بنایا گیا کہ جو کام انسانی بس سے باہر ہوتا وہ کام جناب سے کروایا جاتا۔آجکل یہ کام بلڈوزر اور کرینیں کرتی ہیں۔

☆ ہوا اور نظام وسیلہ:

سبا آیت 12:اور سلیمانؑ کیلئے ہوا کو (مسخر کر دیا) جس کی صبح کی مسافت ایک مہینہ کی (راہ) تھی اور اس کی شام کی مسافت (بھی) ایک ماہ کی راہ ہوتی۔ (یعنی حضرت سلیمانؑ اپنی سلطنت کا دورہ صبح و شام کرتے تھے۔اور ہوا کو وسیلہ بنایا گیا کہ ان کا تخت لے کر ایک مہینے والا سفر صبح کراتی تھی اور ایک مہینے والا سفر شام کو کراتی تھی۔آج کل یہ کام ہیلی کاپٹر اور ہوائی جہاز کرتے ہیں)

☆ فرشتے اور نظام وسیلہ:

الحج آیت 75: اللہ فرشتوں میں سے (بھی) اور انسانوں میں سے (بھی اپنا) پیغام پہنچانے والوں کو منتخب فرما لیتا ہے۔ (یعنی اس کائناتی نظام کو چلانے کے لیے وہ فرشتوں کو وسیلہ بناتا ہے۔)

آل عمران آیت 123-124-125: اور اللہ نے (جنگ) بدر میں تمہاری مدد فرمائی۔ جب آپؐ مسلمانوں سے فرما رہے تھے کہ کیا تمہارے لیے یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب تین ہزار اتارے ہوئے فرشتوں کے ذریعے تمہاری مدد فرمائے۔ہاں اگر۔۔۔۔۔۔۔وہ کفار تم پر اسی وقت (پورے) جوش سے حملہ آور ہو جائیں تو تمہارا رب پانچ ہزار نشان والے فرشتوں کے ذریعے تمہاری مدد فرمائے گا۔

انعام آیت 61: اور وہ تم پر (فرشتوں کو بطور) نگہبان بھیجتا ہے۔ یہاں تک کہ جب تم میں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے کسی کو موت آتی ہے۔ (تو) ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) اس کی روح قبض کر لیتے ہیں۔

انعام آیت 73: ۔۔۔۔۔اور اس دن اسی (اللہ) کی بادشاہی ہوگی جب (اسرافیل کے ذریعے) صور میں پھونک ماری جائے گی۔

انفام آیت 50: اور اگر آپ دیکھیں جب فرشتے کافروں کی جان قبض کرتے ہیں وہ ان کے چہروں اور پشتوں پر (ہتھوڑے) مارتے جاتے ہیں۔

ھود آیت 81-69: اور بیشک ہمارے فرستادہ فرشتے ابراہیمؑ کے پاس۔۔۔۔۔۔۔۔ اسحاقؑ (بیٹے) اور یعقوبؑ (پوتے) کی خوشخبری لے کر آئے ۔۔۔۔۔اور جب ہمارے فرستادہ فرشتے لوطؑ کے پاس آئے ۔۔۔۔اور کہنے لگے: اے لوط! ہم آپ کے رب کے بھیجے ہوئے ہیں۔ بیشک ان (لوگوں) (کے عذاب) کا مقررہ وقت صبح (کا) ہے۔

الرعد آیت 13: رعد (بادلوں کا فرشتہ) اور تمام فرشتے اس کے خوف سے اس کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں۔ اور وہ (بادلوں کے فرشتے کے ذریعے) کڑکی بجلیاں بھیجتا ہے۔

۔۔۔۔۔۔۔۔تو ہم نے اس (مریمؑ) کی طرف اپنی روح (فرشتہ جبرائیل) بھیجا۔۔۔۔۔ اس (جبرائیلؑ) نے کہا: (میں اس لیے آیا ہوں) کہ تجھے ایک پاکیزہ بیٹا عطا کروں۔

فاطر آیت 1: تمام تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں جو۔۔۔۔دو۔ تین تین اور چار چار پروں والے فرشتوں کو قاصد بنانے والا ہے۔۔۔۔

المؤمن آیت 7: جو (فرشتے) عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو اس کے اردگرد ہیں وہ (سب) ۔۔۔۔اہل ایمان کیلئے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔

تحریم آیت 6: اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔ جس پر سخت مزاج طاقتور فرشتے (مقرر) ہیں اور وہ کسی بھی امر میں اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے۔۔۔۔

الانفطار آیت 12-11-10: حالانکہ تم پر نگہبان فرشتے مقرر ہیں۔ جو بہت معزز ہیں۔ (تمہارے اعمال نامے) لکھنے والے ہیں۔ وہ ان (تمام کاموں) کو جانتے ہیں جو تم کرتے ہو۔

المعارج آیت 4: اس کے عرش کی طرف فرشتے اور روح الامین عروج کرتے ہیں ایک

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دن میں۔ جس کا اندازہ پچاس ہزار برس کا ہے۔

القدر آیت 4: اس (رات) میں فرشتے اور روح الامین (جبرائیل) اپنے رب کے حکم سے (خیر و برکت) کے ہر امر کے ساتھ اترتے ہیں۔

مندرجہ بالا تمام آیات میں فرشتوں کو وسیلہ بنایا گیا ہے کہ وہ نگہبانی کرتے ہیں۔ جنگ بدر میں مسلمانوں کی مدد کرتے ہیں۔ لوگوں کی روح قبض کرتے ہیں۔ قیامت کے دن اسرافیل فرشتہ صور میں پھونگ مارے گا۔ کافروں کی جان بڑی سختی سے نکالتے ہیں۔ انبیاء کو اولاد کی خوشخبری سناتے ہیں۔ نافرمان قوم پر عذاب مسلط کرتے ہی۔ جبرائیل تمام انبیاء پر وحی لاتا رہا ہے۔ بادلوں پر فرشتے مقرر ہیں۔ عرش کے حاملین ہیں۔ اہل ایمان کے لیے مغفرت طلب کرتے ہیں۔ دوزخ کی چوکیداری کرتے ہیں۔ لوگوں کے اعمال نامے لکھتے ہیں۔ فرشتے اور روح الامین عرش کے مالک سے احکامات لانے کے لیے عرش کی طرف عروج کرتے ہیں۔ اللہ سے تمام خیر و برکت کے امور لے کر انسانوں کی زمین پر نزول بھی کرتے ہیں۔ پتہ چلا اللہ ہر چیز پر قادر ہوتے ہوئے بھی وہ کائنات کا پورا نظام فرشتوں کے وسیلہ سے چلا رہا ہے۔

☆ قدرت کاملہ اور وسیلہ:

اللہ قدرت کاملہ رکھتا ہے اور مخلوق قدرت ناقص۔ اس لیے اللہ وسیلہ کا محتاج نہیں اور ہم وسیلہ کے بغیر چل نہیں سکتے۔ اللہ اپنی اس قدرت کاملہ کا اظہار کاثر و بیشتر کرتا رہتا ہے۔ بعض حضرات وسیلہ کے اس وسیع تر نظام سے یہ نتیجہ اخذ کر لیتے ہیں کہ جس طرح مخلوق وسیلہ کی پابند ہے۔ اسی طرح خدانخواستہ اللہ بھی وسیلہ کے بغیر کوئی کام نہیں کرتا۔ یعنی وسیلہ کے بغیر کام کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔ لیکن کرتا نہیں۔ اس کے لیے ہم قرآن پاک سے رجوع کرتے ہیں۔ جہاں عام وسیلے کے ظاہری کلیے سے ہٹ کر اللہ نے اپنی قدرت کاملہ کا اظہار کیا ہے۔

☆ قدرت کاملہ کی قرآنی مثالیں

الاعراف آیت 11: بے شک ہم نے تمہیں (یعنی تمہاری اصل کو) پیدا کیا پھر تمہاری صورت گری کی (یعنی پیکر آدمؑ کی تشکیل مکمل کی)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

الحجر آیت 29-28: اور جب آپ کے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں سن رسیدہ، سیاہ بوداد، بجنے والے گارے سے ایک بشری پیکر پیدا کرنے والا ہوں۔ پھر جب میں اس کی تشکیل کو کامل طور پر درست حالت میں لا چکوں اور اس پیکر (بشر) میں اپنی روح پھونک دوں تو تم اس کیلئے سجدہ میں گر پڑنا۔ یہاں آدمؑ کی تشکیل عام کلیے سے ہٹ کر بغیر ماں باپ کے وسیلے سے اللہ نے اپنی قدرت کاملہ سے کی ہے۔

الحجر آیت 27: اور اس سے پہلے ہم نے جنوں کو شدید جلا دینے والی آگ سے پیدا کیا جس میں دھواں نہیں تھا۔ جن کی تخلیق میں بالکل ہی ایک مختلف کلیہ استعمال کیا ہے کہ بغیر دھوئیں کی آگ سے پیدا فرما دیا۔

آل عمران آیت 59-47: (مریمؑ) نے عرض کی: اے میرے رب! میرے ہاں کیسے لڑکا ہوگا۔ درآنیکہ مجھے تو کسی شخص نے ہاتھ تک نہیں لگایا۔ ارشاد ہوا اسی طرح اللہ جو چاہتا ہے پیدا فرماتا ہے۔ جب کسی کام کا فیصلہ فرماتا ہے فقط اتنا فرماتا ہے کہ ہو جا، وہ ہو جاتا ہے (کن فیکون) اس جگہ ایک نیا کلہ لگا دیا۔ ماں کا وسیلہ موجود ہے لیکن باپ کا نہیں۔ یہاں کن فیکون کا فارمولہ استعمال کر کے عیسیٰؑ کو پیدا فرما دیا۔ بیشک عیسیٰؑ کی مثال اللہ کے نزدیک آدمؑ کی سی ہے۔ جسے اس نے مٹی سے بنایا پھر (اسے) فرمایا 'ہو جا' وہ ہو گیا۔

مریم آیت 10-9-8-7-5-4: (زکریاؑ نے) عرض کیا: اے میرے رب! میرے جسم کی ہڈیاں کمزور ہو گئی ہیں اور بڑھاپے کے باعث سر آگ کے شعلہ کی مانند سفید ہو گیا ہے اور اے میرے رب! میں تجھ سے مانگ کر کبھی محروم نہیں رہا۔ اور میری بیوی (بھی) بانجھ ہے۔ تو تو مجھے اپنی بارگاہ سے ایک وارث عطا فرما۔ ارشاد ہوا: اے زکریاؑ! بیشک ہم تمہیں ایک لڑکے کی خوشخبری سناتے ہیں۔ جس کا نام یحییٰؑ ہوگا۔ عرض کیا: میرے رب! میرے ہاں لڑکا کیسے ہو سکتا ہے۔ درآنیکہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں خود بڑھاپے کے باعث سوکھ جانے کی کی حالت کو پہنچ گیا ہوں۔ فرمایا تو تعجب نہ کر ایسے ہی ہوگا۔ تمہارے رب نے فرمایا ہے۔ یہ (لڑکا پیدا کرنا) مجھ پر آسان ہے۔ زکریاؑ نے عرض کیا: اے میرے رب! میرے لیے کوئی نشانی مقرر فرما۔

قرآن حکیم کے ان مقامات پر حضرت زکریاؑ نے تین باتیں کی ہیں۔ ۱) میں بوڑھا ہوں۔ ۲) میری بیوی بانجھ ہے۔ ۳) میرے لیے کوئی نشانی مقرر فرما۔ ان میں پہلی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دو باتیں اپنی اور بیوی کی معذوری ظاہر کر کے بچے کی پیدائش کے ظاہری اسباب اور وسیلے کے خاتمے کا اعلان کر رہے ہیں۔ اور تیسری بات کہہ رہے ہیں کہ اے اللہ عام کلیے سے تو بچہ ہونا ممکن نہیں۔ لہٰذا مجھے جو بچہ غیر معمولی طریقے سے عطا کرے گا اس کی نشانی کیا ہو گی؟ اللہ نے فرمایا تمہارے لیے نشانی یہ ہے کہ تم بالکل تندرست ہوتے ہوئے بھی تین رات (دن) لوگوں سے کلام نہ کر سکو گے۔

یہاں نشانی بھی عام کلیے سے ہٹ کر ہے۔ کہ صحیح ہوتے ہوئے بھی تین دن کلام نہ کر سکنا۔ (گونگا کر دینا)

الحجر آیت 54-51: الذٰریٰت 30-24: ھود 71-70: یہ واقعہ بھی اوپر والے واقعہ سے ملتا جلتا ہے۔ یہاں ابراہیمؑ اور ان کی بیوی کا ذکر ہے کہ جب فرشتوں نے بیٹے اور پوتے کی خوشخبری دی تو پہلے مقام پر حضرت ابراہیمؑ نے اپنے بڑھاپے کا ذکر کر کے اپنی معذوری کا اظہار کیا ہے۔ دوسرے مقام پر حضرت ابراہیمؑ کی بیوی حضرت سارہؑ نے بڑھیا اور بانجھ کے الفاظ بول کر اپنی معذوری ظاہر کی ہے اور تیسرے مقام پر حضرت سارہ نے اپنی اور اپنے شوہر کی معذوری ظاہر کر دی ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ ظاہری وسیلے بالکل ختم ہو چکے ہیں۔ تو حضرت اسحاقؑ کی پیدائش عام کلیے سے ہٹ کر اعجازی طور پر کی گئی ہے۔

انعام آیت 144-143: اللہ نے آٹھ جوڑے پیدا کیے۔ دو نر و مادہ بھیڑ سے اور دو نر و مادہ بکری سے ۔۔۔۔ اور دو نر و مادہ اونٹ سے اور دو نر و مادہ گائے سے۔ یہاں بھی آدمؑ کی طرح پہلی جار بھیڑ، بکری، اونٹ اور گائے کی پیدائش کا ذکر ہے۔ ظاہر ہے یہ بھی عام کلیے سے ہٹ کر ہے۔

ھود آیت 64: اور اے میری قوم! یہ اللہ کی (خاص طریقہ سے پیدا کردہ) اونٹنی ہے۔ جو تمہارے لیے نشانی ہے۔ یہاں بھی تخلیق اور پیدائش کا عام طریقہ اختیار نہیں کیا گیا۔ یہ اونٹنی اللہ کی قدرت کاملہ کی مظہر ہے۔ یہ حضرت صالحؑ اور ان کی قوم کا واقعہ ہے۔ جو قرآن نے تفصیل سے بیان کیا ہے۔

البقرہ آیت 253: یہ سب رسول ہیں۔ ہم نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ ان میں سے کسی سے اللہ نے براہ راست کلام فرمایا اور کسی کو درجات میں فوقیت دی۔ انبیاء کرام میں عام طریقہ یہ چلا آ رہا تھا کہ حضرت جبرائیل کے وسیلہ سے اللہ اپنے نبیوں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے کلام کرتا رہا ہے۔ لیکن حضرت موسیٰ" کے ساتھ بغیر وسیلہ جبرائیل" کلام کیا۔

آل عمران آیت 49: ۔۔۔۔۔ بیشک میں تمہارے پاس تمہارے رب کی جانب سے ایک نشانی لے کر آیا ہوں۔ میں تمہارے لیے مٹی سے پرندے کی شکل جیسا (پتلا) بناتا ہوں۔ پھر میں اس میں پھونک مارتا ہوں۔ سو وہ اللہ کے حکم سے اڑنے والا پرندہ ہو جاتا ہے۔۔۔۔ اور اللہ کے حکم سے مردے کو زندہ کر دیتا ہوں۔ یہاں اللہ نے عیسیٰ" کو جزوری فضیلت عطا کی ہے۔ اللہ نے اپنے حکم سے عیسیٰ" کو قدرت خلیق اور قدرت حیات عطا کی ہے تو عام طریقے سے ہٹ کر پرندے بھی بناتے ہیں اور مردوں کو زندہ بھی کرتے ہیں۔ (ملاحظہ فرمائیں موبائل والی مثال ۔۔ جب وہ مردہ ہونے کے بعد دوبارہ زندہ کیا جاتا ہے)

النساء آیت 159-157: مریم آیت 57-56: اعراف آیت 15-14: حضرت عیسیٰ"، حضرت ادریس"، حضرت خضرؑ اور ابلیس کیلئے اتنی لمبی زندگی دے کر اپنی قدرت کاملہ کا اظہار کیا ہے۔ یعنی یہ اب تک زندہ ہیں۔

وسیلہ عمومی نتیجہ خصوصی

پیدائش کے سلسلے میں قرآن پاک سے ایسی مثالیں پیش کی گئیں جن میں یا تو مروجہ وسیلہ بالکل استعمال نہیں ہوا یا پھر جزوی وسیلہ استعمال کیا گیا ہے۔ بتانا مقصد یہ ہے کہ اللہ وسیلوں کا محتاج نہیں۔ وہ جب چاہتا ہے وسیلے سے کوئی کام کرتا ہے جب چاہتا ہے بغیر وسیلے کے بھی کام کر دیتا ہے۔ اب ہم ایسی مثالیں لیتے ہیں ۔ جن میں وسیلہ تو عمومی استعمال ہوا ہے لیکن اس کا نتیجہ خصوصی نکل آتا ہے۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ ہم لاکھ وسیلہ اچھا اور مکمل استعمال کریں لیکن اس کا نتیجہ ضروری نہیں کہ ہماری منشاء کے مطابق نکل آئے۔

☆ ہم ماں اور باپ کا عمومی وسیلہ استعمال کرتے ہیں لیکن اللہ اپنی قدرت کاملہ سے کبھی بیٹا عطا فرماتا ہے کبھی بیٹی۔

☆ کبھی کبار ہم ماں باپ کا وسیلہ استعمال کر کے بھی بیٹا اور بیٹی سے محروم رہتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ ماں باپ کا عمومی وسیلہ بھی مکمل موجود ہوتا ہے لیکن کبھی کبھی ہمارے دامن میں مخنس ڈال دیا جاتا ہے۔

☆ بعض اوقات استغفر اللہ والدین کا وسیلہ صحیح سلامت ہوتا ہے لیکن نتیجے میں بازو کٹا، ٹانگوں سے معذور، آنکھوں سے نابینا یا کسی اور معذوری کا شکار بچہ پیدا ہو جاتا ہے۔

☆ کبھی کبھی ماں باپ کا وسیلہ بھی عمومی ہوتا ہے لیکن بچہ خصوصیات کے ساتھ پیدا ہوتا ہے۔ مثلاً ختنہ شدہ، ناف بریدہ، چھ انگلیوں والے (چھانگلہ) اور دائیں طرف دل رکھنے والے بچے کا پیدا ہونا وغیرہ۔ یعنی ہم عمومی وسیلہ استعمال کر کے بھی اللہ کی قدرت کاملہ کے محتاج اور پابند ہوتے ہیں۔

☆ افزائش نسل کا عمل بعض جانداروں میں مادہ کے پیٹ کے اندر نہیں ہوتا بلکہ باہر پانی میں ہوتا ہے۔ یہ بھی عام وسیلہ اور کلیہ سے ہٹ کر ہوتا ہے۔ اور پورا مراد اللہ کی قدرت کاملہ پر ہوتا ہے۔ مثلاً مینڈک کی پیدائش کا عمل پانی میں ہوتا ہے۔ مادہ پانی میں انڈے دیتی ہے اور نر ان پر اپنا مادہ منویہ چھڑک دیتا ہے۔

☆ دیمک کی پیدائش بالکل ہی کلیے سے ہٹ کر غیر جنسی طریقے سے ہوتی ہے۔ یعنی نر اور مادہ کے ملاپ سے نہیں ہوتی۔

☆ شہد کی مکھی میں بھی عام وسیلہ اور کلیہ استعمال نہیں ہوتا۔ بلکہ ہزاروں مکھیوں میں صرف ایک مکھی (ملکہ مکھی) ہی انڈے اور بچے دیتی ہے۔ باقی مکھیوں میں اللہ نے یہ صلاحیت ہی نہیں رکھی۔ باقی مکھیاں شہد بناتی ہیں جو ہم کھاتے ہیں اور اللہ نے اس میں شفاء بھی رکھی ہے۔

اس ساری گفتگو کا مطلب یہ ہے کہ ہزاروں قسم کی مخلوقات میں اللہ نے تخلیق اور پیدائش کا ایک کلیہ استعمال نہیں کیا بلکہ سینکڑوں کلیے اور وسیلے استعمال کیے ہیں۔ بعض اوقات ان کلیوں اور وسیلوں سے ہٹ کر ہر مخلوق کی تخلیق اور پیدائش میں اپنی قدرت کاملہ کا اظہار کرنے کے لیے کوئی نہ کوئی غیر معمولی کام کر کے دکھا دیتا ہے اور ان اللہ علی کل شی قدیر کو ثابت کرتا رہتا ہے۔

☆ کیچوا (Earth Worm) اور جونک (Leech) وغیرہ میں نر اور مادہ نہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتے ۔ بلکہ ایک ہی جانور ہوتا ہے۔ اسی میں نر اور مادہ کے تولیدی اعضاء ہوتے ہیں۔ یہ بالکل ہی ایک نیا کلیہ ہے اور سراسر اللہ کی قدرت کا اظہار ہے۔

☆☆☆

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 10 اسلام میں سائنسی حقائق

مندرجات

۱)	معراج کی رات کا ایک لمحہ	269
۲)	ایک آنکھ چار نگاہیں	271
۳)	معجزہ	272
۴)	طبیعی سسٹم بمقابلہ روحانی سسٹم	274
۵)	جسمانی بناوٹ اور جسمانی سسٹم	276
۶)	علم الاعداد کا قرآنی تصور	277
☆	قرآنی اعداد	277
☆	اعداد کا روزمرہ استعمال	279
☆	اعداد کی اقسام	279
☆	اسماء کے اعداد	280
☆	اسم اللہ کے اعداد	281
☆	اسم محمدؐ کے اعداد	282
☆	اللہ محمد کے اعداد میں نسبت تامہ	283
☆	برج اور ستارے	284
☆	اپنے نام کا برج اور ستارہ معلوم کرنا	285
☆	اپنے نام کا عدد معلوم کرنا	286

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

معراج کی رات کا ایک لمحہ

جب ہم اس دنیا کا مشاہدہ کرتے ہیں یا مختلف کتب کا مطالعہ کرتے ہیں تو کچھ باتیں ہمیں سمجھ میں آ جاتی ہیں اور بہت سی ہماری سمجھ میں نہیں آتیں۔ ان سمجھ میں نہ آ سکنے والی باتوں کو پہلے ہم قرآن پاک میں دیکھتے ہیں پھر ہم روزمرہ زندگی میں آ جائیں گے۔

قرآن پاک میں حضرت سلیمانؑ کا واقعہ بیان ہوا ہے کہ ان کا دربار لگا ہوا تھا۔ آپ بیک وقت نبی بھی تھے اور بادشاہ بھی۔ ان کے دربار میں انسان، جنات، پرندے اور جانور سب بیٹھے تھے۔ ان سب پر آپؑ کی حکومت تھی۔ حتیٰ کہ ہوا بھی آپؑ کے حکم کے تابع کر دی گئی تھی۔ آپ نے دیکھا کہ ہدہد (چکی را) مجلس میں نہیں ہے۔ آپؑ نے اس کے متعلق پوچھا۔ سب نے معذوری کا اظہار کیا۔ قرآن پاک میں ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے کہا کہ اگر ہدہد کے پاس کوئی معقول دلیل نہ ہوئی تو میں اسے غیرحاضری کی سخت سزا دوں گا۔ المختصر ہدہد نے واپس آ کر ملکہ سبا (بلقیس) اور اس کی قوم کے بارے میں بتایا کہ وہ سورج کی پوجا کرتے ہیں اور بلقیس وہاں کی حکمران ہے۔ اس کا تخت ہیرے جواہرات سے مرصع ہے اور کئی پردوں میں اسے رکھا گیا ہے۔

حضرت سلیمانؑ نے ایک رقعہ لکھا کہ انہ من سلیمان وانہ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ملکہ سبا رقعہ پڑھ کر اور اطاعت گزار بن کر میرے حضور پیش ہو۔ یہ رقعہ ہدہد کے ہاتھ ہی وہاں بھیجا۔ تفاسیر میں لکھا ہے کہ شہر بابل اور وادی سبا کا تین ماہ کا سفر ہے۔ ایک تو یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ اتنے لمبے سفر پر ہدہد کو بھیجا اور وہ بھی پیغام کے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ۔ دوسرا جب بلقیس حضرت سلیمانؑ کی طرف چل پڑی تو حضرت سلیمانؑ نے اپنے اہل دربار سے پوچھا کہ آپ میں سے کون ہے جو بلقیس کے پہنچنے سے پہلے اس کا تخت یہاں لے آئے۔ قال عفریت من الجن جنات میں سے بہت بڑے جن نے کہا کہ میں آپ کی مجلس برخاست ہونے سے پہلے پہلے اسے لے آؤں گا۔ آپؑ نے فرمایا کہ یہ بہت زیادہ وقت ہے۔ پھر انسانوں میں سے حضرت سلیمانؑ کا وزیر بولا (آصف بن برخیا)۔ انا اتیک بہ قبل ان یرتد الیک طرفک ط۔ میں اسے آنکھ جھپکنے سے پہلے حاضر کر دوں گا"۔ ایک یہ بات بھی سمجھ میں نہیں آتی۔

اسی طرح سورت یوسفؑ میں ہے کہ جب زلیخا نے گناہ کا ارادہ کیا تو لولا ان راٰبرھان ربہ ط۔ حضرت یوسفؑ بھی اپنے دفاع میں سختی کرنے کا ارادہ کر لیتے اگر وہ اللہ کی برھان (دلیل) نہ دیکھ لیتے۔ تفاسیر میں آتا ہے کہ اس وقت یوسفؑ نے اپنے والد محترم حضرت یعقوبؑ کو دیکھا جو دانتوں میں انگلی رکھ کر آپؑ کو اس ارادے سے منع فرما رہے تھے۔ یہ بات بھی نہ سمجھ میں آنے والی ہے۔ یہ صرف دو مثالیں قرآن کریم سے لی ہیں۔ اب ہم روزمرہ زندگی سے ایک آدھ مثال لیتے ہیں۔

جب پہلے پہل ریڈیو یہاں پاکستان میں آیا تو کوئی آدمی بھی یقین نہیں کرتا تھا کہ ایک چھوٹا ڈبہ ہے اور اس میں آدمی بند ہے اور وہ باتیں بھی کرتا ہے۔ پھر رفتہ رفتہ ڈبے کا سائز کچھ بڑا ہوا تو باتیں کرنے والا شخص سامنے بھی آ گیا۔ ٹی وی کی شکل میں اس پر اور زیادہ حیرت کا اظہار کیا گیا۔ کہ یہ کیسے ممکن ہے۔ ٹیلیفون کو لے لیں۔ ہزاروں میل دور بیٹھا ہوا شخص دوسرے شخص سے وہاں گئے بغیر بات بھی کرتا ہے اور وقت کا کوئی لمحہ ضائع بھی نہیں ہوتا۔

جوں جوں سائنس نے ترقی کی ہے وہ بے شمار نہ سمجھ میں آنے والی باتیں اب سمجھ میں آنا شروع ہو گئی ہیں۔ ارشمیدس ایک سائنس دان ہو گزرا ہے۔ اس نے کہا تھا کہ اگر مجھے بہت بڑا لیور مل جائے اور اسے فکس کرنے کیلئے ایک فلکرم مل جائے تو میں اپنی اس زمین کو اکیلا اٹھا سکتا ہوں۔ اسی طرح آئن سٹائن نے بھی ایک بات کہی تھی کہ اگر یہ ممکن ہو جائے کہ آدمی یا کوئی شے روشنی کی سپیڈ سے سفر کرے تو اس کیلئے وقت ختم ہو جائے گا۔ آئن سٹائن نے 1905ء میں تھیوری پیش کی تھی۔ ارشمیدس کو تو لیور نہ مل سکا۔ البتہ آئن سٹائن کی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھیوری کو دوام بھی مل گیا اور وہ پایہ ثبوت کو پہنچ کر ایک حقیقت (Fact) بھی بن چکی ہے۔ وہ اس طرح کہ سنگل روشنی کی سپیڈ ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ ہے اور نبی کریمؐ نے معراج کی رات براق پر سفر کیا۔ براق روشنیوں کا مجموعہ ہے۔ یعنی Multipal speed of light۔ مطلب یہ ہوا کہ ایک سیکنڈ میں نبی کریمؐ نے اربوں کھربوں میل کا فاصلہ طے کیا۔ حسابی طریقے سے یوں ہے کہ زمین کی اپنی سپیڈ 465 میٹر فی سیکنڈ ہے۔ یعنی تقریباً آدھا (1/2) کلو میٹر ایک سیکنڈ میں۔ اب زمین کی سپیڈ اور روشنی کی سپیڈ کی نسبت یہ بنی 1:600000km۔۔۔ دوسرے حسابی طریقے سے یوں سمجھیں کہ بجلی یا روشنی ہماری زمین کے گرد تقریباً ساڑھے سات چکر ایک سیکنڈ میں لگا لیتی ہے اور براق (ملٹیپل سپیڈ آف لائٹ) نے معراج کی رات ایک سیکنڈ کے کئی کروڑویں حصے میں زمین کے گرد لاتعداد چکروں کے برابر سفر کیا۔ بس یہی وہ لمحہ تھا جہاں وقت ختم ہو گیا۔ (زمین کا محیط 40200km) 7.5=3000/402=300000/40200 تقریباً

ایک آنکھ چار نگاہیں

بلیئرڈ یا سنوکر یا کیرم کے کھیل میں کھلاڑی کو کئی قسم کی پچویشنز سے واسطہ پڑتا ہے۔ ان میں سے کچھ کا تعلق ہمارے آج کے موضوع سے ہے۔ سنوکر کی مثال لے لیں۔ ہوتا یہ ہے کہ کھلاڑی جب سٹک سے بال کو سٹرائیک کرتا ہے تو دو صورتیں ہوتی ہیں۔ یا تو بال ڈائریکٹ ہول (سوراخ) میں چلی جاتی ہے یا ان ڈائریکٹ طریقے سے ہول میں جاتی ہے۔ اب ان ڈائریکٹ طریقے میں بھی دو صورتیں پیدا ہوتی ہیں۔ کبھی کبھی وہ بال جس کو سٹرائیک کیا گیا ہے وہ دوسری بال سے ٹکرا کر اس کو ہول میں بھیج دیتی ہے اور کبھی کبھی پہلی بال دوسری سے ٹکرا کر خود ہی ہول میں جا گرتی ہے۔ ان صورتوں میں بال کا کمال نہیں ہوتا۔ بلکہ کمال کھلاڑی کا ہوتا ہے۔ جس بال کو وہ ہول میں ڈالنا چاہتا ہے اسے ہی ڈالتا ہے۔ کرتا یہ ہے کہ وہ بس سٹک کا اینگل بدل دیتا ہے۔

ایک اور مثال دیتا ہوں۔ کئی سال پہلے کی بات ہے۔ سورج کو گرہن لگا تھا۔ حکومت نے اعلان کیا تھا کہ عوام الناس سورج گرہن کو ڈائریکٹ ننگی آنکھ سے نہ دیکھیں۔ ورنہ بینائی کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہے۔ ہر سورج گرہن پر ایسے نہیں ہوتا۔ ہوا یہ تھا کہ چاند

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

زمین اور سورج کے راستے میں اس اینگل پر آ گیا تھا کہ سورج کی روشنی کی کچھ شعاعیں چاند سے ٹکرا کر اپنے بنیادی سات رنگوں میں تحلیل ہو گئیں۔ ان سات رنگوں کی شعاعوں میں ایک الٹرا وائلٹ شعاعیں (بالا بنفشی) ہوتی ہیں۔ جو انسانی جسم کیلئے مضر ہوتی ہیں۔ یہی شعاعیں جب دھوپ کی شکل میں ہوتی ہیں تو انسانی جسم کے لیے ضروری ہو جاتی ہیں اور جب دھوپ سے علیحدہ ہوتی ہیں تو انسانی جسم کیلئے مضر۔

اب جب ہم اپنے بچے کو دیکھتے ہیں تو ہمارے اندر پیار پھوٹتا ہے۔ جب اسی آنکھ سے والدین کو دیکھتے ہیں تو ہمارے اندر عزت، احترام اور ادب پیدا ہوتے ہیں۔ پھر جب ہم کسی دشمن یا حریف کو دیکھتے ہیں تو ہم میں غصہ، غضب اور قہر آ جاتا ہے اور جب یہی آنکھ کسی غیر محرم پر ارادۃً پڑتی ہے تو ہم میں ہوس پیدا ہوتی ہے۔ بس یوں سمجھ لیجئے کہ سنوکر کی چھڑی کی طرح دیکھنے والی آنکھ تو ایک ہے۔ ذرا سا اینگل بدلا تو اس کی شعاعیں بدل گئیں۔ بچے اور والدین پر پڑنے والی شعائیں دھوپ کی طرح انسانی جسم کے لیے ضروری ہیں۔ جبکہ دشمن اور غیر محرم پر پڑنے والی شعایں الٹرا وائلٹ (بالا بنفشی) شعاعیں ہوتی ہیں۔ جو جہاں سے خارج ہوتی ہیں اس منبع کو بھی جلاتی ہیں اور جس پر پڑتی ہیں اسے بھی نقصان پہنچاتی ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آجکل وہ مشینیں بھی ہیں جن سے یہ تمام مضر شعاعیں خارج ہوتی ہیں پھر ان کو کیوں نقصان نہیں پہنچاتیں؟ وہ اس لیے کہ وہ مشینیں بنائی ہی ان شعاعوں کیلئے ہیں جبکہ انسانی جسم بنایا ہی پیار، محبت، الفت، چاہت، عزت، احترام، ادب ایثار اور قربانی کی شعاعوں کیلئے ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم میں پیار و ایثار کی شعاعیں پیدا کرے اور غیض و غضب، حرص و ہوس کی الٹرا وائلٹ شعاعوں کو ختم بھی کرے اور ان کے مضر اثرات سے محفوظ بھی رکھے۔ آمین۔

معجزہ

معجزا وہ شے ہے جو عاجز کر دے۔ انبیاء سے معجزات سرزد ہوا کرتے تھے۔ معجزات اب بھی سرزد ہوتے ہیں۔ انسانی تاریخ گواہ ہے کہ معجزات پر لوگ حیرت کا اظہار کیا کرتے تھے۔ لیکن ساتھ ہی اس کی دلیل اور کیوں؟ بھی پوچھ لیا کرتے تھے۔ جب

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سائنس نے ترقی نہیں کی تھی ہم معجزے کو معجزہ کہہ کر کیوں؟ کا جواب نہیں دیا کرتے تھے۔ معجزات اب بھی ہو رہے ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ لوگ حیرت کا اظہار ضرور کرتے ہیں لیکن اس کا ثبوت یا دلیل یا کیوں اور کیسے؟ کوئی نہیں پوچھتا۔ وجہ یہ ہیکہ یہ معجزے انسان خود کر رہا ہے۔ مثلاً جب ایک ڈاکٹر آپ سے یہ کہتا ہے کہ ہمارے پاس ایکسرے مشین نے آپ کے اندر جھانک کر ہمیں یہ بتایا ہے کہ آپ کے گردے میں پتھری ہے۔ سی ٹی سکین نے بتایا کہ مریض کے دماغ میں رسولی ہے۔ الٹرا ساؤنڈ سے ہمیں پتہ چلا ہے کہ مریض کو فلاں تکلیف ہے تو عقل حیرت کا اظہار ضرور کرتی ہے لیکن بغیر کیوں، کیسے پوچھے ہوئے ڈاکٹر کی بات تسلیم بھی کر لیتی ہے۔ یعنی اتنا ثبوت ہی کافی ہے کہ یہ بات میڈیکل سائنس نے کہی ہے۔ پتہ چلا سائنس آجکل ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ جسے ہم ٹھوس ثبوت کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ معجزات میں سے صرف ایک مثال اگر اس سائنسی حوالے سے لیں تو معجزات پر یقین بھی پختہ ہوگا اور ہمارا عقیدہ اور ایمان بھی مضبوط ہوگا۔ حضرت عیسیٰؑ کے پاس ایک معجزہ تھا کہ وہ لوگوں کو بتا دیا کرتے تھے کہ آج تم کیا کھا کر آئے ہو۔ یعنی تمہارے پیٹوں میں کیا ہے۔ اب ذرا ایکسرے مشین، سی ٹی سکین اور عیسیٰؑ کے معجزہ کا موازنہ کریں تو پتہ چلتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی آنکھوں میں اللہ تعالیٰ نے ایکسرے اور سائی سکینر یا الٹرا ساؤنڈ مشین کا سسٹم فٹ کیا ہوا تھا۔ جس سے پیٹ یا جسم کے اندر ہر شے واضح ہو جایا کرتی تھی۔ جب ضرورت پڑتی یہ سسٹم آن کر لیا کرتے تھے یا آن ہو جایا کرتا تھا اور ضرورت کے بعد وہ آنکھ ایک عام انسان کی طرح کام کرتی تھی۔ صرف دیکھنے کا۔

نبی کریمؐ کے بہت سے معجزات میں سے ایک معجزہ یہ تھا کہ ابوجہل نے ایک دن کہا کہ اگر آپؐ یہ بتا دیں کہ میری مٹھی میں کیا ہے تو میں آپؐ پر ایمان لے آؤں گا۔ آپؐ کا وہی الٹرا ساؤنڈ سسٹم آن ہوا تو آپ نے فرمایا چچا میں بتاؤں کیا ہے یا یہ مٹھی والی شے خود بتائے؟ ابوجہل نے کہا یہ تو اور بھی کمال کی بات ہے۔ اس جاہلوں کے باپ نے یہ نہ سوچا کہ آپؐ کا الٹرا ساؤنڈ سسٹم حضرت عیسیٰؑ سے کم تو نہ ہوگا۔ بلکہ یقیناً زیادہ طاقت ور ہوگا۔ تو مٹھی میں بند کنکریاں کلمہ پڑھ کر اپنے ہونے کا ثبوت دینے لگیں۔ وہ بے جان کنکریاں ایسے ہی بولنے لگیں جیسے آج کل روبوٹ باتیں کرتا ہے۔ یا چائنہ اور جاپان میڈ کھلونے مختلف قسم کی آوازیں نکالتے ہیں اور باتیں بھی کرتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Physical System VS Spirtual System
(طبعی سسٹم بمقابلہ روحانی سسٹم)

جب ہم تیز چلتے ہیں، دوڑتے ہیں، بوجھ اٹھا کر چلتے ہیں، کوئی جسمانی مشقت کا کام مثلاً والی بال کھلتے ہیں۔ لانگ ٹینس، ٹوکا مشین پر چارہ کاٹتے ہیں تو ہماری ہارٹ بیٹنگ (دل کی دھڑکن) تیز ہو جاتی ہے اور ہماری سانس پھول جاتی ہے۔ اب میں چند چیزیں گنواتا ہوں جن میں جسمانی مشقت تو کوئی نہیں لیکن کام وہی ہوتا ہے جو جسمانی مشقت سے سرانجام پاتا ہے۔ لگی ہوئی کلاس میں استاد کو سبق سنانا، کسی امتحان کیلئے کمرہ امتحان میں بیٹھے ہوئے پیپر کا انتظار کرنا، کسی انٹرویو کیلئے انٹرویو پینل کے سامنے پیش ہونا، کسی مجمع میں تلاوت، نعت یا تقریر کرنا، بھرے مجمع میں کسی مقرر یا خطیب سے سوال پوچھنا یا اپنی رائے کا اظہار کرنا۔ یہ سب عوامل ہماری ہارٹ بیٹنگ تیز کر دیتے ہیں۔ حالانکہ ہم نے کوئی جسمانی مشقت نہیں کی۔ اب اسی چیز کو ایک دوسرے اینگل سے لیتے ہیں۔ جب خدانخواستہ کسی اکا ایکسیڈنٹ ہو جائے او جسم کو زخم بھی ہو جائیں اور چوٹیں بھی لگیں تو تکلیف کی شدت سے ہماری آنکھوں سے آنسو بہہ نکلتے ہیں۔ کسی کو زور کا تھپڑ لگا دیں تو وہ تکلیف سے رونے لگتا ہے۔ دوسری طرف ہم کسی کی موت کا منظر دیکھ کر یا موت کی خبر سن کر روتے ہیں۔ کوئی عزیز ہم سے جدا ہونے لگے تو روتے ہیں۔ کوئی درد بھرا گیت سننے سے، واقعہ سننے سے یا ٹی وی میں کوئی درد بھرا منظر دیکھنے سے ہماری آنکھیں برس پڑتی ہیں۔ اسی طرح آپ اپنے کسی کام میں مگن ہیں۔ پیچھے سے کوئی آ کر ایک دم آپ کے نزدیک کوئی دھماکہ یا کھڑاگ کر دیتا ہے۔ آپ اکیلے کہیں جا رہے ہیں۔ اچانک ایک کتا آپ پر بھونکتا ہے۔ اندھیری رات میں سنسان علاقے میں آپ کو اکیلے سفر کرنا پڑے۔ کرکٹ کے کسی میچ میں آخری بال اور جیتنے کیلئے ایک رن۔ یہ سب کیفیتیں بھی (ہماری) دل کی دھڑکن تیز کر دیتی ہیں۔ کیوں؟ جبکہ نہ کوئی جسمانی مشقت ہوئی، نہ کوئی جسمانی چوٹ لگی اور نہ جسمانی ایذا پہنچی۔ اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ہمارے جسم میں دو سسٹم کام کر رہے ہیں۔ ایک طبعی جسے آپ مادی سسٹم کہہ سکتے ہیں دوسرا روحانی۔ جسم کو فزیکلی چوٹ لگے تو مادی سسٹم حرکت میں آ جاتا ہے۔ جسم کو اگر حسیاتی چوٹ لگے تو روحانی سسٹم حرکت میں آ جاتا ہے۔ چونکہ سسٹم کو چلنے کیلئے غذا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی ضرورت ہوتی ہے۔ لہذا مادی سسٹم کیلئے مادی غذا اور روحانی سسٹم کیلئے روحانی غذا ضروری ہے۔ اب جس طرح ٹرانسپورٹ کا مادی سسٹم اپنی مادی غذا تبدیل کر کے اپنے روحانی سسٹم کی طرف بڑھ رہا ہے۔ یعنی کوئلہ سے موبل آئل موبل آئل سے ڈیزل آئل، ڈیزل آئل سے پٹرول۔ پٹرول سے CNG اور CNG سے سولر سسٹم وغیرہ۔ اسی طرح انسان اپنے مادی سسٹم سے روحانی سسٹم کی طرف ترقی کرتا ہے۔ کس چیز سے؟ اپنی غذا کی تبدیلی سے۔ اگر مادی غذا زیادہ ہو گی تو آپ کا مادی سسٹم ترقی کرے گا۔ یعنی آپ گوشت، بادام، دیسی گھی کھا کر بھولو اور جھارا پہلوان بنتے جائیں گے۔ اگر روحانی غذا زیادہ ہو گی تو آپ کا روحانی سسٹم ترقی کریگا۔ یعنی آپ نماز، روزوں کی کثرت، نوافل، مجاہدے اور ریاضتیں کر کے خواجہ معین الدین چشتی ؒ، پیر مہر علی شاہ اور داتا علی ہجویری بنتے جائیں گے اور صحابہ اکرام اور نبی کریمؐ کے طریقے پر چلنے والے کہلائیں گے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان دونوں سسٹمز میں نسبت کیا ہو؟ اس کیلئے فزکس کا ایک اصول سمجھ لیں۔ توانائی کی دو قسمیں ہیں۔ مخفی (P.E) توانائی اور حرکی توانائی (K.E)۔ انتہائی بلندی پر مخفی توانائی انتہائی ہو گی اور حرکی توانائی صفر۔ اگر جسم انتہائی بلندی سے نیچے آنا شروع ہو جائے تو مخفی توانائی کم اور حرکی توانائی بڑھنے لگے گی۔ جوں جوں جسم زمین کے نزدیک آتا جائے گا مخفی توانائی کم ہوتی جائے گی اور حرکی توانائی بڑھتی جائے گی۔ حتیٰ کہ زمین پر پہنچ کر مخفی توانائی صفر اور حرکی توانائی انتہائی ہو جاتی ہے۔ بس یہی کچھ انبیاء اور اولیاء کرتے ہیں کہ روحانی سسٹم کی انتہائی بلندی پر پہنچ کر واپس کم بلندی پر آ جاتے ہیں تا کہ مادی اور روحانی سسٹم میں بیلنس رہے۔ بالکل ہی زمین پر نہیں آتے کہ روحانی سسٹم زیرو نہ ہو جائے۔ الغرض مادی اور روحانی سسٹم کو بیلنس رکھنا ہی انسانی جسم کی بقاء ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ بیلنس عطا فرمائے۔

جسم

انتہائی بلندی

P.E = mgh

K.E=0 (صفر)

PE + KE

P.E = 0 (صفر) زمین کی سطح

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

$K.E = 1/2\ mV^2$

جسمانی بناوٹ اور جسمانی سسٹم

قل انما انا بشر مثلکم کی تفسیر

کائنات کی ہر شے میں بوقت تخلیق دو چیزیں رکھ دی گئیں۔ ایک اس کی جسمانی بناوٹ دوسری اس کا جسمانی سسٹم (میکنزم)۔ جسمانی بناوٹ میں تو ہو سکتا ہے کہ ایک شے دوسری کے مشابہہ ہو لیکن جسمانی سسٹم میں وہ مختلف ہونگی۔ اسکا جائزہ ہم آسمانوں سے شروع کرتے ہیں۔ پھر زمین پر آ جائیں گے۔ آسمان پر رات کو چمکتے ہوئے قمقمے جسمانی بناوٹ میں تو ایک جیسے ہیں لیکن اپنے سسٹم میں جدا ہیں۔ وہ ایسے کہ ان میں کچھ سیارے ہیں اور کچھ ستارے۔ یعنی کچھ ہمیشہ حرکت میں رہتے ہیں اور کچھ ابتداء ہی سے ساکن اور قائم ہیں۔ مثلاً قطبی ستارہ قائم ہے اور سیاروں کا ایک جھرمٹ دب اکبر اس کے گرد متحرک رہتا ہے۔ سورج جسمانی بناوٹ اور ماڈل میں چاند جیسا ہے لیکن جسمانی سسٹم دونوں کا مختلف ہے۔ ایک کی روشنی ہمارے جسموں کو جھلسا دیتی ہے۔ دوسرے کی روشنی آنکھوں کو ٹھنڈی لگتی ہے۔ سورج ساکن ہے اور چاند متحرک۔

اب زمین پر موجود پودوں کی چند مثالیں لیتے ہیں۔ انگور کی بیل اور تربوز یا خربوزے کی بیل اپنی جسمانی بناوٹ میں ایک دوسرے کے مشابہہ ہیں۔ لیکن سسٹم میں کتنی مختلف ہیں۔ ایک زمین پر پھیلتی چلی جاتی ہے۔ دوسری کو کسی درخت یا دیوار پر چڑھایا جاتا ہے اور دونوں کے پھلوں کی جسامت میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ نیم کا پھل اور انگور کا پھل جسمانی بناوٹ میں ایک دوسرے کے مشابہہ ہیں لیکن کھانے میں ایک لطف دیتا ہے تو دوسرا کڑواہٹ اور تلخی۔ چیل اور باز جسمانی بناوٹ میں بہت زیادہ مشابہت رکھتے ہیں۔ لیکن کبھی کسی نے چیل کو پال کر گھر رکھنے کی جسارت نہیں کی۔ گھریلو بلی اور جنگلی بلی میں جسمانی بناوٹ کی بناء پر مشابہت ہے لیکن ایک آپ کے بیڈ روم اور کچن میں گھومتی پھرتی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہے۔ جبکہ دوسری اپنی خونخواری کی وجہ سے جنگلوں میں بسیرا کرتی ہے۔ یہ تمام چیزیں جسمانی بناوٹ میں مشابہت رکھنے کے باوجود اتنی مختلف کیوں ہیں؟ وہ اس لیے کہ اپنے تخلیقی سسٹم میں وہ مختلف ہیں۔ اپنے جسمانی سسٹم میں اختلاف ہونے کے باوجود گلاب کے پودے نے چنبیلی کے پودے سے کبھی جھگڑا نہیں کیا کہ تم میرا سسٹم قبول کر کے میرے جیسے پھول پیدا کرو۔ نہ ہی یہ مطالبہ کبھی چنبیلی کی طرف سے ہوا۔ کوؤں نے آج تک طوطوں پر یلغار نہیں کی کہ ہمارا سسٹم اپناؤ ورنہ ہماری تمہاری جنگ ہے۔ چڑیا نے آج تک بلبل کو مجبور نہیں کیا کہ تم میرے ساتھ گھروں میں بسیرا کرو۔ اس کائنات میں ایسی لاکھوں مثالیں ہیں۔ ہر مخلوق اپنے سسٹم پر قائم بھی ہے دوسرے ہر سسٹم سے اختلاف بھی رکھتی ہے۔ لیکن جھگڑا نہیں کرتی۔ سوائے ایک مخلوق کے اور وہ ہے حضرت انسان۔ یہ عقل سلیم بھی رکھتا ہے۔ پھر بھی اس بات پر بضد رہتا ہے کہ میرا سسٹم ہی سب لوگ قبول کریں۔ ورنہ جنگ ہے۔ اپنے اردگرد بسنے والی دوسری مخلوق سے اس نے کبھی سبق حاصل نہیں کیا۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی مسجد میں قدم نہیں رکھتا۔ اس لیے کہ وہ دوسرے سسٹم اور مسلک کی مسجد ہے۔

اب اسی جسمانی سسٹم کو ہر دوسرے اینگل سے دیکھتے ہیں۔ عام مکھی سے ہم اپنے کھانے بچا کر رکھتے ہیں۔ اسے کھانوں کے نزدیک نہیں آنے دیتے۔ لیکن شہد کی مکھی کا اخراج ہم کھاتے ہیں۔ نہ صرف کھاتے ہیں بلکہ اسے قرآن مجید نے شفاء بھی کہا ہے۔

قرآنی اعداد

قد جعل اللہ لکل شی قدرا

بے شک اللہ نے ہر شے کیلئے اندازہ مقرر رکھا ہے (الطلاق ۳)

ھل اتیٰ علی الانسان حین من الدھر لم یکن شیاء مذکورا

بے شک انسان پر ایک وقت ایسا گزرا ہے کہ وہ کوئی قابل ذکر شے نہ تھا یعنی 0 صفر تھا۔ (الدھر ۱)

قل ھو اللہ احد

اے حبیب کہہ دیجئے اللہ ایک ہے۔ (اخلاص ۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ثانی اثنین اذ ھما فی الغار

دو (ہجرت کرنے والوں) میں سے دوسرے تھے جبکہ دونوں غار میں تھے۔۔ (التوبہ ۴۰)

فنکحو ماب لکم من النساء مثنیٰ و ثلث وربع

پس ان عورتوں سے نکاح کرو جو تمہارے لیے پسندیدہ اور حلال ہوں۔ دو اور تین اور چار (اجازت بشرط انصاف) (النساء ۳)

اعلمو انما غنمتم من شی فان للله خمسه ولکرسول

اور جان لو کہ جو کچھ مال غنیمت تم نے پایا ہو تو اس کا پانچواں حصہ اللہ کیلئے اور رسولؐ کیلئے ہے (الانفال ۴۱)

الذی خلق السموت والارض فی ستہ ایام

اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کی کائنات کو چھ ادوار میں پیدا فرمایا۔ (الاعراف ۵۴)

الذی خلق سبع سموت طباقا

وہ جس نے سات آسمانی کرے باہمی مطابقت کے ساتھ (طبق در طبق) پیدا فرمائے۔ (الملک ۳)

فلھن الثمن مما ترکتم...

پس ان (بیویوں) کیلئے تمہارے ترکہ میں سے آٹھواں حصہ ہے۔ (النساء ۲۱)

ولبثو فی کھفھم ثلث مائة سنین وازدادو تسعا.

اور وہ اصحاب کہف اپنی غار میں تین سو برس ٹھہرے رہے اور انہوں نے اس پر 9 سال اور بڑھا دیے۔ (کہف ۲۵)

☆ اوپر بیان کردہ آیات میں صفر سمیت بنیادی اعداد 10 ہیں۔ ان اعداد سے ہی باقی تمام اعداد اخذ کیے جاتے ہیں۔ مثلاً گیارہ بنانے کیلئے پہلو بہ پہلو دو بار ایک کا عدد لکھیں گے۔ دایاں پہلو: بایاں پہلو (11) یعنی پہلے بائیں طرف والا 1 پھر دائیں طرف والا 1۔ اسی طرح بارہ بنانے کے لیے بائیں طرف 1 لکھیں گے بعد میں دائیں طرف 2 لکھیں گے۔ دایں: بائیں (12) اور سو 100 ایک سو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

گیارہ بنانے کے لیے 1 کو تین بار پہلو بہ پہلو لکھیں۔ یعنی پہلے بائیں طرف 1 اس کے بعد دائیں طرف دوبار 1 لکھیں گے۔ دائیں (11): بائیں (1) اور ایک سو بارہ دائیں (12): بائیں (1)۔ چار اور پانچ اعداد والی رقم ہزار کہلاتی ہے۔ چھ اور سات اعداد والی رقم لاکھ کہلاتی ہے اور اسی طرح آٹھ اور نو اعداد والی رقم کو کروڑوں میں پڑھتے اور گنتے ہیں۔

☆ اعراف 142 اور الفجر آیت 2: میں 10 مبارک راتوں کا ذکر ہے۔

☆ التوبہ آیت 9: میں 12 مہینوں کا ذکر ہے۔

☆ الاعراف 160: میں بنی اسرائیل کے 12 قبیلوں کا ذکر ہے۔

☆ المدثر آیت 30: میں دوزخ کے 19 فرشتے داروغہ ہیں۔

☆ الاعراف 142: میں 30 اور 40 راتوں کا بیان ہے۔

☆ العنکبوت 14: میں 50 کا عدد ہے۔

☆ الاعراف 155: میں 70 مردوں کے چن لینے کا ذکر ہے۔

☆ ص آیت 23: میں 99 دنبیوں کا ذکر ہے۔

☆ بقرہ آیت 259 اور 261: میں 100 کے عدد کا بیان ہے۔

☆ القدر 3 اور عنکبوت 14: میں 1000 کا عدد موجود ہے۔

☆ آل عمران 124 اور 125: میں 3000 اور 5000 کے اعداد ہیں۔

☆ المعارج آیت 4: میں فرشتوں کی پرواز کی رفتار 50000 برس ایک دن کی بیان کی گئی ہے۔

☆ یہ بات بڑی ضروری ہے کہ یہ تمام گنتی اور حساب ہمارے لیے ہے۔ اللہ کے لیے نہیں ہے۔

☆ دوسری بات یہ کہ اللہ لامحدود اور بے حساب ہو کر بھی ہمارے سمجھانے اور ہماری آسانی کیلئے حساب اور گنتی کرتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اعداد کا روزمرہ استعمال

ہمارے روزمرہ میں بہت سے معاملات انہی اعداد کی بنیاد پر طے کر کے حل کیے جاتے ہیں۔

☆ 7-6 اور 30 کے اعداد سے ہمارے ہفتے اور مہینے کے دن بنتے ہیں۔ جن سے ہمارے کام اور تنخواہوں کا نظام چلتا ہے۔

☆ بعض ہمارے لوگ 10 اور 40 کے عدد سے مرنے والے کا دسواں اور چالیسواں تصور کر لیتے ہیں۔ ہمارے اولیاء چلہ کشی کر کے موسیٰ ؑ کی چالیس راتوں والی سنت پوری کرتے ہیں۔

☆ 5 کا عدد نمازوں کی گنتی یا تعداد کیلئے مقرر ہے۔

☆ ہر نماز کیلئے رکعتوں کی تعداد مخصوص ہے۔

فجر	ظہر	عصر	مغرب	عشاء
4	12	8	7	17

☆ ہر قسم کی نماز کیلئے رکعتوں کی تعداد علیحدہ ہے۔ مثلاً

فجر			ظہر		
سنت	فرض	سنت	فرض	سنت	نفل
2	2	4	4	2	2

☆ حج و عمرہ میں خانہ کعبہ کے 7 چکر ہوں گے تو طواف مکمل ہو گا اور سات ہی پھیرے صفا مروہ کے درمیان لگائیں گے تو ''سعی'' ہو گی ورنہ نہیں۔

☆ جمرات کو 7 کنکریاں ماریں گے تو ''رمی'' مکمل ہو گی۔

☆ زکواۃ کا حساب 2-1/2 (ڈھائی) فیصد ہے۔ یعنی زکواۃ والی رقم کا چالیسواں حصہ۔

☆ اللہ کی طرف سے بچے کی پیدائش میں 9 ماہ کا عرصہ مقرر ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

☆ فرض روزوں کی تعداد ایک ماہ کے دنوں کے برابر رکھی گئی ہے۔

☆ ذکواۃ اور وراثت کی آیات میں اعداد کی تقسیم، ضرب، جمع، تفریق اور فیصد کا پورا ریاضی دیا گیا ہے۔ لہذا ریاضی اس پہلو سے سیکھنا قرآن کی نص سے ثابت ہے۔

☆ سورۃ معارج میں فرشتوں کی پرواز 50000 سال ایک دن میں ہے۔ اس میں نسبت اور تناسب کا حساب موجود ہے۔ جو ہر مسلمان کیلئے خصوصی اور ہر انسان کیلئے عمومی ضروری ہے۔

☆ اسی طرح اللہ کا ذکر، تسبیح اور درود شریف کا شمار کر کے پڑھنا بھی قرآن سے ثابت ہوا۔

☆ ہم اپنی کسی بھی تقریب کیلئے تاریخ مقرر کرتے ہیں۔ اس میں مثلاً 08-04-2013 پر ہفتے کے کسی دن اور مہینے کے اعداد ساتھ سال کے اعداد بھی استعمال ہوتے ہیں۔

☆ روزمرہ دوکانداری اور خرید و فروخت میں اعداد کا ہی استعمال ہوتا ہے۔ لہذا ہمارے معمولی کے گھریلو کاموں کیلئے بھی ریاضی سیکھنا ضروری ہے۔

☆ اکثر داخلے اور ملازمت کیلئے اشتہار میں لکھا ہوتا ہے کہ فلاں تاریخ تک امیدوار کی عمر 25 سال، 28 سال یا ۔۔۔۔؟ سال سے زیادہ نہ ہو۔ اس کا حساب نکالنے کیلئے ریاضی جاننا ضروری ہے۔ مثلاً آج کے دن تک عمر مندرجہ ذیل طریقے سے نکالی جائے گی۔

	سال		ماہ		دن
مثال نمبر 1 آج کی تاریخ	2012	-	10	-	21
تاریخ پیدائش	1956	-	04	-	03
(تفریق کرنے سے)					
عمر ہوگی	56	-	06	-	18
	سال		مہینے		دن

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مثال نمبر 2 آج کی تاریخ 03 - 10 - 2012

تاریخ پیدائش 29 - 09 - 1960

(تفریق کرنے سے)

عمر ہوگی 29 - 09 - 51

چونکہ 3 میں سے 5 اور 10 میں سے 12 تفریق نہیں ہوتے اس لیے ایک مہینہ حاصل لے کر 3 میں جمع کر لیں۔ حاصل مہینہ دسواں ہے۔ دسواں مہینہ اکتوبر ہے۔ اکتوبر کے 31 دن ہوتے ہیں۔ لہذا 31+3=34 اب 34 میں سے 5 تفریق کریں تو 29 باقی بچا۔

☆ اسی طرح ایک سال حاصل لیا تو سال کے 12 مہینے ہوئے۔ پہلے سے موجود 9 مہینوں میں 12 مہینے حاصل والے جمع کیے تو 21 بنا۔ اس 21 میں سے 12 تفریق کئے تو 9 باقی بچا۔

☆ اب 2011 بچے ہوئے سالوں میں سے 1960 تفریق کیے۔ عام طریقے کی تفریق سے 51 باقی بچا۔ تو عمر ہوگی 51 سال 9 مہینے 29 دن۔

☆ ڈاکٹر سے دوائی لینے جائیں تو ہر قسم کی گولی کی تعداد مخصوص ہوتی ہے۔ سیرپ کے دو چمچ یا ایک چمچ پینے کیلئے دے دیتا ہے۔ اگر کم یا زیادہ استعمال کریں گے تو بجائے فائدہ کے نقصان ہو جائے گا۔

☆ گھڑی کا ٹائم بتاتے وقت اعداد کو آگے پیچھے کر دیں تو زمین و آسمان کا فرق پڑ جائے گا۔ 2 بجکر 20 منٹ کی بجائے 20 بجکر 2 منٹ بتائیں تو بالکل ہی غلط ہو جائے گا۔

☆ پینے والا پانی آکسیجن کے ایک اور ہائیڈروجن کے 2 ایٹم سے مل کر بنتا ہے۔ H_2O۔

آپ نے دیکھا کہ ہمارے معاشرتی معاملات ہوں یا دینی معاملات۔ ان پر اعداد کے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ یعنی اگر مخصوص اعداد استعمال کیے جائیں تو کام ٹھیک

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اگر مخصوص اعداد سے ہٹ کر اعداد استعمال کیے جائیں تو کام غلط ہو جاتا ہے۔

☆ اعداد کی اقسام:

قرآن نے دو طرح کے اعداد بیان کیے ہیں۔

۱) جفت اعداد: جو اعداد 2 پر تقسیم ہو جاتے ہیں۔

۲) طاق اعداد: جو اعداد 2 پر تقسیم نہیں ہوتے۔

سورۃ الفجر آیت 3: والشفع والوتر۔ اور جفت کی قسم اور طاق کی قسم

☆ اسماء کے اعداد:

تمام نام حروف کا مجموعہ ہوتے ہیں اور ہر حرف کا عدد مخصوص ہے۔ حروف کے اعداد کیلئے مندرجہ ذیل چارٹ یاد کر لیں۔ (شمع شبستان رضا۔ احمد رضا خانؒ)

ابجد	ھوز	حطی	کلمن
ا ب ج د	ر و ز	ح ط ی	ک ل م ن
1 2 3 4 5 6 7	8 9 10 20 30 40 50		

سعفص	قرشت	ثخذ	ضظغ
س ع ف ص	ق ر ش ت ث خ ذ		
ض ظ غ			
60 70 80 90 100 200 300 400	500 600 700		1000
800 900			

☆ اسم اللہ کے اعداد — اسم محمدؐ کے اعداد

اللہ	ا	ل	ل	ہ	محمدؐ	م	ح	م	د
1	30	30	5			40	8	40	4
اللہ	66				محمدؐ	92			

☆ اللہ محمدؐ کے اعداد میں نسبت تامہ

اللہ	محمد
66	92

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

36=6x6 18 = 9x2 (اکائی دہائی کی ضرب)

36 18

9 =3+6 9 =1+8 (اکائی دہائی کی جمع)

9 نسبت تامہ اس لیے ہے کہ 9 سے بڑی گنتی کوئی نہیں۔ یعنی بنیادی اعداد میں 9 آخری عدد ہے اور 9 کی خصوصیات اہل ریاضی نے بیان کی ہیں:

9 x 1 =	09	0+9 =	9		
9 x 2 =	18	1+8 =	9		
9 x 3 =	27	2+7 =	9		
9 x 4 =	36	3+6 =	9		
9 x 5 =	45	4+5 =	9		
9 x 6 =	54	5+4 =	9		
9 x 7 =	63	6+3 =	9		
9 x 8 =	72	7+2 =	9		
9 x 9 =	81	8+1 =	9		
9 x 10 =	90	9+0 =	9		
9 x 11 =	99	9+9 =	18	1+8=9	
9 x 12 =	108	1+0+8=	9		
9 x 13 =	117	1+1+7=	9		
9 x 14 =	126	1+2+6=	9		
9 x 15 =	135	1+3+5=	9		
9 x 16 =	144	1+4+4=	9		
9 x 17 =	153	1+5+3=	9		

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ اب ذرا دوسرے کالم پر غور کریں۔

09 اس میں اکائی والا پورا کالم نیچے سے اوپر کی طرف 0 سے 9 تک بڑھتا ہے۔

18 اور دھائی والا پورا کالم اوپر سے نیچے 0 سے 9 تک بڑھتا ہے۔

27

36

45

54

63

72

81

90

☆ چونکہ اللہ لا محدود ہے اور اللہ اور محمدؐ کی نسبت 9 کا عدد ہے۔ لہذا 9 کے عدد کی نسبت ہی اپنے حسب حال لا محدود ہے۔ اب اس نسبت کو جہاں تک بھی لے جائیں اس میں فرق بھی نہیں آئے گا اور اس کا اختتام بھی نہیں ہوگا۔

☆ برج اور ستارے:

قرآن میں ارشاد ہے۔ والسماء ذات البروج۔ قسم ہے آسمان کی جس میں برج ہیں۔ (سورۃ البروج آیت 1)

دوسری جگہ فرمایا: تبرک الذی جعل فی السمآء بروجاً : وہی بڑی برکت والا ہے جس نے آسمان میں برج بنائے۔ (الفرقان آیت 61) (شمع شبستان رضا۔ احمد رضا خاںؒ)

وہ بارہ برج اور ستارے یہ ہیں:

۱) برج حمل ستارہ مریخ ۲) برج ثور ستارہ زہرہ

۳) برج جوزا ستارہ عطارد ۴) برج سرطان ستارہ قمر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵)	برج اسد ستارہ شمس	۶)	برج سنبلہ ستارہ عطارد
۷)	برج میزان ستارہ زہرہ	۸)	برج عقرب ستارہ مریخ
۹)	برج قوس ستارہ مشتری	۱۰)	برج جدی ستارہ زحل
۱۱)	برج دلو ستارہ زحل	۱۲)	برج حوت ستارہ مشتری

☆ اپنے نام کا برج اور ستارہ معلوم کرنا:

(اپنا نام + والدہ کا نام) ÷ 12 جو باقی بچے اسے اوپر ٹیبل میں دیکھیں۔ مثلاً

(امجد+صفیہ)÷12

	ا	1	ص	90
	م	40	ف	80
	ج	3	ی	10
	د	4	ہ	5
48	+	185	=	233÷12 باقی 5

برج اسد ستارہ شمس

☆ اپنے نام کا عدد معلوم کرنا: مثلاً امجد

ا	1	
م	40	4 x 8 = 32
ج	3	3+2 = 5
د	48	

اپنے نام کا عدد ہوگا 5

آخری بات اللہ نے لامحدود اور بے حساب ہوتے ہوئے بھی قرآن میں بیسیوں سے زیادہ مقامات پر عددی اور حسابی مقداروں کا ذکر کیا ہے اور یہ حساب اور گنتی اس کے اپنے لیے نہیں ہے۔ یہ ہم انسانوں کیلئے ہے۔ لہذا

☆ تسبیح پھیرنے کا رواج انہیں آیات کے تحت جائز ہے۔

☆ حساب و کتاب کا علم سیکھنا قرآنی ضرورت بھی ہے اور ہماری معاشرتی اور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کاروباری ضرورت بھی۔

☆ حساب و کتاب (علم ریاضی) کیلئے لکھنا، پڑھنا ضروری ہے۔ لہذا علم حاصل کرنا قرآنی تقاضا ہے۔

☆ بڑی مشہور حدیث پاک ہے کہ جنگ بدر کے قیدیوں کو آزاد کرنے کی ایک شرط یہ بھی رکھی گئی کہ پڑھے لکھے قیدی ہمارے دس دس بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دیں تو انہیں آزاد کر دیا جائے گا۔

☆ اس بات سے یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ آج کل جو حصول علم کیلئے امریکہ، برطانیہ، کینیڈا اور دوسرے غیر اسلامی ممالک میں جاتے ہیں تو قرآن اور حدیث کی رو سے جائز کرتے ہیں۔

☆☆☆

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اس کتاب میں زیادہ تر اختلافی عنوانات اتفاقی انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے قارئین بتائیں گے کہ بندہ اس میں کس حد تک کامیاب رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری نیت کی خالصیت کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا کر کے اس کاوش کو لوگوں کیلئے مفید بنائے۔ آمین (حمید اللہ)

اہتمام
علم و عرفان پبلشرز
الحمد مارکیٹ، 40- اُردو بازار، لاہور۔
فون: 37352332 37232336 فیکس: 37223584
www.ilmoirfanpublishers.com
E-mail: ilmoirfanpublishers@hotmail.com